دسمبر ۱۹۸۷ء

ماہنامہ

میثاق

لاہور

مدیر مسئول

ڈاکٹر اسرار احمد

- **اسلام کا معاشرتی اور سماجی نظام**

سورۃ بنی اسرائیل کے تیسرے اور چوتھے رکوع کی روشنی میں

- **اشاریۂ میثاق** (ضمیمہ)

جنوری ۸۳ء سے دسمبر ۸۰ء تک شائع شدہ مضامین کی مکمل فہرست

ضروری اطلاع

آپ کا سالانہ زرِتعاون اس شمارے کے ساتھ ہی ختم ہو گیا ہے براہِ کرم اوّلین فرصت میں زرِتعاون کی رقم ارسال فرمائیں

یکے از مطبوعات

تنظیم اسلامی

CONCRETE FACTS

HIGHLIGHTS IN PRECASTING

— **Pioneered the development of precast prestressed concrete industry in Pakistan.**
— **Covered more than 100,00,000 sq. feet area by our precasts throughout Pakistan**
— **More than 12 different kinds of roofing systems available Latest development is Double Tee Planks upto 60 long and hollow-core slabs upto 30′ long.**

HIGHLIGHTS IN CONSTRUCTION

— The group started activities in 1960, constructed 8-Sugar Mills, 5-Dozen Textile Mills, 2-Jute Mills, 1-Cement Factory, 2-Paper Mills, 5-Beverage Plants, Silos for Seed Processing Plants, Chemical Plants, Prill Towers for Fertilizer Factories 50,00,000 sft of shall type structure for numerous industries and hundreds of other industrial buildings and Terminal-III at Karachi Airport

IZHAR GROUP OF COMPANIES

Leaders of innovative construction and precasting technology

H. O Izhar House 3 Rivaz Garden, P. O. Box 763, Lahore
Tel : 320108, 320109, 321748, 55629 Telex : 44974 IZHAR PK

Sales Offices Throughout Pakistan

Muridke (Lahore) Phone : 700510
Karachi Phone : 312080
Jauharabad Phone : 588, 590,
Peshawar Phone : 78254
Rawalpindi Phone : 64765
Multan Phone : 34073, 73469
Faisalabad Phone : 51341, 51343

وَاذْكُرُوا نِعْمَةَ اللّٰهِ عَلَيْكُمْ وَمِيْثَاقَهُ الَّذِيْ وَاثَقَكُمْ بِهٖٓ اِذْ قُلْتُمْ سَمِعْنَا وَاَطَعْنَا (القرآن)

ترجمہ: اور اپنے اوپر اللہ کے فضل کو اور اس کے اس میثاق کو یاد رکھو جو اس نے تم سے لیا جبکہ تم نے اقرار کیا کہ ہم نے سنا اور اطاعت کی۔

جلد ۳۶
شمارہ ۱۲
ربیع الثانی ۱۴۰۸ھ
دسمبر ۱۹۸۷ء
فی شمارہ -/۵
سالانہ زرِتعاون -/۵۰

ماہنامہ میثاق لاہور

مدیر مسئول
ڈاکٹر اسرار احمد

مینجنگ ایڈیٹر
اقتدار احمد

ادارۂ تحریر
شیخ جمیل الرحمٰن
مولانا محمد سعید الرحمٰن علوی
حافظ عاکف سعید

سالانہ زرِتعاون برائے بیرونی ممالک

سعودی عرب، کویت، دوبئی، دوحہ، قطر، متحدہ عرب امارات	۲۵ سعودی ریال یا -/۱۱۵ روپے پاکستانی
ایران، ترکی، اومان، عراق، بنگلہ دیش، الجزائر، مصر	۶ امریکی ڈالر یا -/۱۰۰ روپے پاکستانی
یورپ، افریقہ، سکنڈے نیوین ممالک، جاپان وغیرہ	۹ امریکی ڈالر یا ۱۵۰
شمالی و جنوبی امریکہ، کینیڈا، آسٹریلیا، نیوزی لینڈ وغیرہ	۱۲ امریکی ڈالر یا ۲۰۰

ترسیلِ زر: ماہنامہ میثاق لاہور یونائیٹڈ بنک لمیٹڈ ماڈل ٹاؤن برانچ
۳۶۔ کے ماڈل ٹاؤن لاہور۔ ۱۴ (پاکستان)، لاہور

مکتبہ مرکزی انجمن خدام القرآن لاہور
۳۶ کے ماڈل ٹاؤن لاہور
فون: ۸۵۲۶۸۳
سب آفس: ۱۱۔ داؤد منزل، نزد آرام باغ شاہراہ لیاقت کراچی فون ۲۱۶۵۸۶
طابع: چوہدری رشید احمد مطبع مکتبہ جدید پریس شارع فاطمہ جناح، لاہور

مشمولات

● عرضِ احوال ———— ۳
اقتدار احمد

● الہدیٰ (نشست ۵۰) ———— ۹
اسلام کا معاشرتی اور سماجی نظام (۱)
ڈاکٹر اسرار احمد

● قرآن وسنّت کی روشنی میں انقلابی تربیت وتزکیہ ———— ۱۷
بسلسلہ موجودہ حالات میں اسلامی انقلاب کا طریقِ کار (آخری قسط)
ڈاکٹر اسرار احمد

● نجومِ ہدایت ———— ۳۱
حضرت ابوذر غفاریؓ، خلیل رسولؐ
طالب الہاشمی

● عشقِ رسولؐ کا مفہوم اور اس کے تقاضے (۲) ———— ۴۵
ابوالمظہر الحسینی

● رفتارِ کار ———— ۵۷
حلقہ جنوبی پنجاب کا قیام اور امیر تنظیم اسلامی کا پیغام
مرتبین: مختار حسین فاروقی، شیخ جمیل الرحمٰن

● افکار و آراء ———— ۷۱
(ا) ڈاکٹر شیر بہادر خان پنّی کی رحلت
(ب) مدیر 'میثاق' کے نام ڈاکٹر پنّی مرحوم کا آخری خط

● ضمیمہ ———— ۸۱
اشاریۂ میثاق — مرتب: حافظ خالد محمود خضر

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

اقتدار احمد

عرضِ احوال

ڈاکٹر شیر بہادر پنّی...... آہ اب انہیں صاحب کی جگہ مرحوم و مغفور لکھنا پڑ رہا ہے...... سے ہمارے قارئین اچھے شناسا ہیں۔ ان کی بعض تحریریں اور بہت سے خطوط "میثاق" میں شائع ہوئے جن میں بالعموم اہم مسائل کی گرہ کشائی ہوتی تھی۔ مولانا ابوالکلام آزاد مرحوم کے معاملے میں وہ بالخصوص بہت زود حس اور جذباتی تھے۔ مولانا کے متعلق برادر محترم ڈاکٹر اسرار احمد کی کسی تحریر یا تقریر میں کوئی بات آجاتی...... اور ایسا ہوتا ہی رہتا تھا...... تو ڈاکٹر پنّی کی طرف سے تائید و تصویب' تنقید و تردید یا تصحیح و ترمیم میں ذرا بھی کوتاہی نہ ہوتی۔ وہ ہماری جانب مائل ہی مولانا آزاد کے لئے اپنی عقیدت و محبت کی بنا پر ہوئے تھے۔ برصغیر میں تحریک آزادی کے آخری دنوں میں ہی اپنے سیاسی نظریات اور جماعتی وابستگی کے باعث مولانا کی شخصیت مسلمانان ہند میں متنازعہ بن چکی تھی۔ ان سے بغض و عداوت کی ہوا چلنی شروع ہو ہی گئی تھی تاہم آزادی کے بعد تو ہمارے ملک میں ان کا نام ایک گالی بن گیا۔ نفرت اور اظہار برأت کی ایک آندھی تھی جس نے ان کے سارے علمی کام' خدمت قرآن اور دعوت الی اللہ کی کُل مساعی پر گردوغبار کی دبیز چادر چڑھا دی۔ الہلال اور البلاغ کا حدی خواں' جو ایک زمانے میں جسد ملت میں دل کی طرح دھڑکتا تھا' یوں فراموش کر دیا گیا جیسے اس کی یاد بھی ایک طرح کا الزام ہو...... ہمارے ہاں ان کا ذکر آیا تو ڈاکٹر پنّی کے سوکھے دھانوں میں پانی پڑ گیا...... ڈاکٹر اسرار احمد صاحب نے بارہا وضاحت کی ہے کہ وہ جس ابوالکلام آزاد کی حکایات سے لذت کام و دہن حاصل کرتے ہیں اس کا انڈین نیشنل کانگرس کے صدر اور بعد از آں بھارت کے مرکزی وزیر سے کوئی تعلق نہیں۔ ہاں ان مولانا آزاد مرحوم کے احسانات کے بار سے وہ سبک دوش نہیں ہوسکتے جو رواں صدی کے آغاز میں گھن گرج کے ساتھ دعوت قرآنی لے کر اٹھے تھے۔ اس باب میں ڈاکٹر صاحب کے طرز عمل اور انداز فکر سے ہمارے قارئین بخوبی آگاہ ہیں لہٰذا ہمیں زیادہ تفصیل میں جانے کی ضرورت نہیں۔ بتانا صرف یہ مقصود تھا کہ ہمارے یہاں مولانا آزاد کے ذکر' ان کے حق میں کلمۂ خیر اور اپنی دعوت رجوع الی القرآن کا تانا ان کی دعوت قرآنی سے جوڑنے کے باعث ہی ان دونوں بزرگوں میں ربط و ارتباط کی وہ کیفیت پیدا ہوئی کہ ڈاکٹر اسرار احمد صاحب کی دعوت ڈاکٹر پنّی کو اپنے دل کی آواز لگی اور ذاتی علاقہ و محبت میں وہ اخلاص

ویگانگت پیدا ہوئی کہ موخرالذکر نے اپنی سب سے گراں مایہ متاع...... یعنی قیمتی کتب خانہ اور البلاغ اور الھلال کی نادر ونایاب مکمل فائلیں، اول الذکر کو اپنی زندگی میں ہی ہدیہ کر دیں...... ڈاکٹر شیر بہادر پنی پاکستان میں انگلیوں پر گنے جاسکنے والے ان چند افراد میں شامل تھے اور باقیات الصالحات کے اس زمرے میں شامل تھے جن کے کانوں میں اب بھی وہ اذان گونجتی تھی جو ۱۹۱۲ء۱۹۱۳ء میں کلکتہ سے بلند ہوئی۔

انا للہ و انا الیہ راجعون ٥ ہم سب اسی راہ کے مسافر ہیں جو ہمارے رب کی طرف لوٹ رہی ہے۔ "بہت آگے گئے، باقی جو ہیں تیار بیٹھے ہیں"۔ ڈاکٹر پنی نے لگ بھگ نوے (۹۰) سال بھرپور زندگی گزاری۔ چند سال پہلے تک جوانوں کی طرح اپنے مطب میں فعال و متحرک نظر آتے تھے کہ اہلیہ نے ساتھ چھوڑا، جان جاں آفرین کے سپرد کر دی تو ان کی دیکھ بھال کرنے والا کوئی نہ رہا۔ ان کی دختر نیک اختر نے ایبٹ آباد میں ان کا کلینک بند کروا کے انہیں اپنے ساتھ پشاور آجانے پر آمادہ کر لیا اور یوں والد کی خدمت کر کے اپنے لئے توشۂ آخرت فراہم کیا۔ پشاور سے بھی ہمیں ان کے گرامی نامے موصول ہوتے رہے اور آخری خط وہ تھا جو اسی اشاعت میں شامل ہے۔ اس سن و سال میں جو عمر کا ارذل حصہ کہلاتا اور بجا طور پر کہلاتا ہے، ان کا ذہن اتنا چوکس اور رہوار قلم اس قدر محکم تھا کہ پانچ فل سکیپ سائز کی اس تحریر میں نہ کہیں بے ربطی یا شکستگی نظر آتی ہے اور نہ اس ہاتھ میں رعشہ کے آثار نظر آتے ہیں جس نے قلم تھام رکھا تھا۔ عین ممکن ہے کہ یہ ان کی آخری باقاعدہ تحریر ہو۔ افسوس کہ اس درجے تعلق قلبی کے باوجود ہم بے خبر رہے کہ جس خط کو "میثاق" کی آئندہ اشاعت میں شامل کرنے کے لئے ہم کمپوز کرا رہے ہیں اس کا لکھنے والا اس جہان فانی اور اس کے جملہ لوازمات سے بے نیاز ہو چکا ہے، وہ اب ہماری اگلی اشاعت کا منتظر نہیں۔ اطلاع ملی تو ان کے ایک ہم جلیس کے مکتوب گرامی سے جو ان کے اور ہمارے مراسم سے واقف تھے۔ وہ خط بھی اسی پرچے میں شائع کیا جا رہا ہے۔ ہم ان کا شکریہ ادا کرنا ضروری سمجھتے ہیں کہ ڈاکٹر پنی مرحوم کے لئے اب ہم دعائے مغفرت تو کر ہی سکتے ہیں۔ ادارہ اپنے قارئین سے التماس کرتا ہے (اور اس میں برادر محترم ڈاکٹر اسرار احمد کی درخواست بھی شامل ہے جو یہ اطلاع نامہ پانے کے وقت بیرون ملک سفر پر روانہ ہونے کے لئے پابہ رکاب تھے) کہ ڈاکٹر شیر بہادر پنی مرحوم کے لئے خصوصی دعائے مغفرت کریں۔ الھم اغفرلہ و ارحمہ وادخلہ فی رحمتک وحاسبہ حساباً یسیرا، اللھم نوّر مرقدہ وا کرم منزلہ والحقہ بالصالحین آمین یا رب العالمین

قاضی عبدالقدوس صاحب کے خط سے قارئین کے سامنے یہ دل خراش واقعہ بھی آئے گا کہ ان کے تین لائق فائق بیٹوں میں سے کوئی بھی نہ آخری وقت سرہانے موجود تھا' نہ نماز جنازہ میں شریک ہوا اور نہ شفیق و مہربان باپ کو مٹی دے سکا۔ ہمیں معلوم تھا اور کچھ عرصہ پہلے ڈاکٹر بی مرحوم کے "میثاق" میں شائع شدہ ایک خط کے ذریعے قارئین کے علم میں بھی یہ بات آچکی ہے کہ ان کی کُل اولاد نرینہ ایک ایک کر کے اعلیٰ تعلیم کے حصول کے شوق میں سات سمندر پار چلی گئی تھی اور پھر "سنہری زنجیروں" میں جکڑی گئی۔ ایک عرصہ یوں گزر گیا اور پھر بعد از خرابی بسیار باپ کے پرزور اصرار پر وہ واپسی پر آمادہ ہوئے تو کہانی کا باقی حصہ زیادہ ہی اندوہناک ثابت ہوا۔ انہوں نے یہاں آکر لاکھ ہاتھ پیر مارے کہ ناجائز و ناروا طور طریقوں کو اپنائے بغیر (جس کے وہ طویل عرصہ دیار مغرب میں گزار کر عادی نہ رہے تھے) محض اپنے علم اور فن کے بل پر اپنی معاش کے لئے مناسب و متبادل انتظام کر سکیں لیکن یہاں کا سنگ آستاں زیادہ ہی سنگین تھا' وہ سر پھوڑ تو سکتے تھے' گوہر مراد پانے کی کوئی صورت نہ بنی۔ چنانچہ باپ کو حسرت و یاس کی تصویر بنا چھوڑ کر واپس چلے گئے...... یہ کہانی اب اتنی نامانوس نہیں رہی' ہمارے اردگرد ایسی بہت سی کہانیاں جنم لے رہی ہیں..... دعا ہے کہ اب اللہ تعالیٰ انہیں ایسے کام ہی کرنے کی توفیق عطا فرمائے جس سے حرماں نصیب باپ کی روح کو تسکین ہو۔

ڈاکٹر بی مرحوم نے اپنے آخری خط میں حضرت شیخ الہند مولانا محمود الحسنؒ کے ہاتھ پر مولانا ابوالکلام آزاد اور ان ساتھیوں کی بیعت کے واقعے کو بے بنیاد اور من گھڑت قرار دیا ہے جس کا ذکر ڈاکٹر اسرار احمد صاحب نے اپنے اس سلسلہ مضامین کے دیباچے میں کیا تھا جو اب " جماعت شیخ الہند اور تنظیم اسلامی " کے عنوان سے کتابی شکل میں آیا ہے۔ افسوس کہ ڈاکٹر بی مرحوم اس وضاحت کو پڑھنے کے لئے موجود نہیں تاہم افادۂ عام کے لئے عرض ہے کہ اگرچہ ڈاکٹر صاحب نے اپنی اس اطلاع کے صواب میں کوئی حوالہ نہیں دیا تاہم انہوں نے یہ بات بس ایسے ہی نہیں لکھ دی۔ صورت حال یہ ہے کہ ڈاکٹر صاحب آج سے چار سال پہلے جب حیدر آباد دکن تشریف لے گئے تھے تو وہاں انہوں نے مولانا ابوالکلام انسٹی ٹیوٹ میں بھی سابق گورنر اکبر علی صاحب کے زیر صدارت ایک جلسہ کو خطاب کیا۔ اسی موقع پر انسٹی ٹیوٹ کی لائبریری سے انہوں نے مولانا آزاد پر چند کتابیں نکلوا کر دیکھیں اور ایک کتاب میں اس اہم واقعہ کا ذکر ان کی نظر سے گزرا تھا۔ یہ پوری بات ان کے ذہن میں محفوظ ہے البتہ یہ سہواً [illegible] ہوا کہ کتاب کا حوالہ نوٹ نہ کر سکے...... ہمیں معلوم [illegible] کو بھی جاتا

ہے' وہاں کے دوست اگر کرم فرمائیں تو ان کتابوں کو نکلوا کر ورق گردانی کریں اور ہمیں حوالہ فراہم کر دیں۔ ویسے بھی یاران نکتہ داں کے لئے صلائے عام ہے' کسی صاحب علم و دانش کی اس واقعے کے اس سلسلے میں کوئی دید یا شنید ہو تو ہمیں مطلع فرمائیں تاکہ کتاب کے اگلے ایڈیشن میں وضاحت کر دی جائے۔

☆ ☆ ☆

شادی بیاہ کے ضمن میں ڈاکٹر اسرار احمد صاحب نے جو اصلاحی تحریک اپنے گھر سے شروع کی تھی' الحمدللہ کہ وہ اب برگ و بار لا رہی ہے۔ لاہور میں مجالس نکاح کا مساجد میں منعقد ہونا تو خاصا ہی عام ہوا' لڑکی والوں کے گھر میں کسی تقریب اور دعوت طعام کا اہتمام نہ ہونا بھی اب...... ایک محدود حلقے ہی میں سہی...... رواج پا رہا ہے۔ بات لاہور سے باہر بھی نکلی اور متعدد شہروں میں خود ڈاکٹر صاحب موصوف نے ایسے بہت سے نکاح پڑھائے ہیں جن میں اس اصلاح کو دل و جان سے قبول کیا گیا۔ لیکن حال ہی میں پشاور اور فیصل آباد میں یکے بعد دیگرے ایسی دو تقاریب ہوئیں جن میں حاضرین کی کثرت اور تاثر کی شدت نے انہیں قابل ذکر بنا دیا ہے۔ پشاور میں تنظیم اسلامی کے رفیق جناب وارث خاں کی شادی خانہ آبادی حسن اتفاق سے انہی دنوں کے لئے طے ہوئی جن دنوں امیر تنظیم ڈاکٹر اسرار احمد صاحب کو متعدد دوسرے پروگراموں کے سلسلے میں شمالی علاقے میں ہی موجود ہونا تھا۔ ان کا نکاح ڈاکٹر صاحب نے جامع مسجد قاسم علی خاں' قصہ خوانی بازار میں پڑھایا اور چونکہ حاضری سینکڑوں میں تھی لہٰذا موقع کو غنیمت جانتے ہوئے اپنی اصلاحی تحریک کا بھرپور تعارف بھی کرایا۔ ملک کے شمالی علاقے میں شادی کی تقریب کا عمومی نقشہ ہمارے دین کے مزاج سے نزدیک تر تو ہے لیکن بس رواج کے طور پر۔ اور غلط نوع کے اضافے بہرحال وہاں بھی موجود ہیں۔ ان لوگوں کو غلط اور صحیح کی تفریق بھی سننے کو ملی اور یہ معلوم کر کے اطمینان بھی ہوا کہ صحیح حصہ دین کی باقیات صالحات میں سے ہے۔ تاہم مسجد میں نکاح ان کے لئے بھی نئی سی بات تھی جس کی برکات کی خوش گواری انہوں نے خود محسوس کی۔

فیصل آباد میں ہمارے محترم ساتھی ڈاکٹر عبدالسمیع صاحب کے ایک دوست ڈاکٹر عامر سرفراز کا نکاح پڑھانے کے لئے امیر تنظیم کو خاصی ہی مشقت جھیلنی پڑی۔ لیکن دولہا کا اصرار اتنا زوردار تھا اور انہوں نے ذاتی طور پر لاہور آ کر انہیں وعدے کے ایسے شکنجے میں کس لیا تھا کہ "بن آئے نہ بنے"۔ کمر کے درد اور مرض کی شدت میں اضافے کا خطرہ مول لے کر انہوں نے خاص اسی مقصد سے یہ سفر کیا۔ وہاں بھی مجلس نکاح مسجد میں منعقد ہوئی۔ دولہا ڈاکٹر اور دلہن کے والد شہر کے معروف وکیل' ظاہر ہے کہ

حاضری کثیر ہی نہیں' پڑھے لکھے اور شہر کے سنجیدہ و فہمیدہ طبقے پر مشتمل تھی۔ وہاں بھی ڈاکٹر اسرار احمد صاحب نے اپنی اصلاحی تحریک کا مختصر تذکرہ کیا اور شرکاء کو تقریب کے اس انداز کی ظاہر و محسوس خوبیوں کا شعور دلایا لیکن اس ساری کدو کاوش کا حاصل وہ تاثر رہا جو دلہن کے والد نے بیان کیا۔ ان کا کہنا تھا کہ وہ آٹھ بچیوں کے باپ ہیں۔ تین کے ہاتھ پیلے کر چکے ہیں لیکن اس چوتھی بیٹی کی شادی ان کے لئے یادگار رہے گی بایں معنی کہ انہیں نہ کسی طرح کی پریشانی اٹھانی پڑی' نہ کسی نوع کے ذہنی تناؤ سے دوچار ہونا پڑا ان گنت مسائل اور خرافات سے جان چھوٹی۔ کاش وہ اپنی باقی بچیوں سے بھی ایسے ہی فارغ ہو سکیں اور دوسرے لوگ بھی محض تماشائی نہ رہیں خود تماشا بنیں۔ اللہ تعالیٰ ان جوڑوں کے نئے گھروں کو رحمت و رافت کا گہوارا بنائے' انہیں بھی اپنا تابع فرمان رکھے اور ان کی اولاد میں سے بھی صالح مسلمان اٹھائے۔ آمین

☆ ☆ ☆

ممتاز کالم نویس' جناب ارشاد احمد حقانی نے موقر روزنامہ "جنگ" میں "قاضی حسین احمد اور جماعت کی قیادت سے" کے زیر عنوان ایک طویل مقالہ قلم بند کیا ہے۔ ہم اس کی اقساط کے اختتام کے انتظار میں سوکھا کئے۔ خدا خدا کر کے نو (۹) قسطوں میں "ختم شد" کا مرحلہ آیا ہے۔ حقانی صاحب کی محنت اور دل سوزی قابل قدر ہے اور حق یہ ہے کہ ان کے مشاہدات و تاثرات' تجزئے' تبصرے اور جماعت اسلامی کی قیادت سے معروضات پر کوئی سرسری سی بات کر دینا' انصاف کا خون کر دینے کے مترادف ہو گا۔ راقم کا ارادہ تھا کہ اس مقالے کا بالاستیعاب مطالعہ کر کے اپنی طرف سے بھی کچھ عرض کرے گا لیکن صحت کی مسلسل خرابی اس کی متحمل نہ ہوئی بلکہ سچی بات تو یہ ہے کہ وہ ان اقساط کو تسلسل سے پڑھ بھی نہ سکا۔ اللہ نے صحت اور زندگی کی مہلت عطا فرمائی تو مفصل گفتگو پھر کبھی' جس میں غالباً رنگ عمومی اتفاق کا ہی ہو گا۔ فی الحال صرف ایک بات کی نشاندہی مقصود ہے جو ابتدائی قسطوں میں ہی آ گئی اور اس وقت تک اپنی صحت بھی اس حد تک نہ گری تھی۔ حقانی صاحب نے آج کے مہذب اور ترقی یافتہ دور میں "ظواہر پرستی" کو دینی حلقوں کے (اور جماعت اسلامی کے بھی) عیوب میں شمار کیا اور انہیں دین کی برتر مصلحت کے خلاف قرار دیا ہے۔ ظواہر پرستی میں انہوں نے وضع قطع' (کرتہ ٹوپی اور ٹخنے سے اوپر پاجامے وغیرہ) شکل و صورت (بالخصوص داڑھی مونچھ) اور خواتین کے معاملے (حجاب اور برقعہ وغیرہ اور حقوق نسواں) کو کہیں نام لے کر اور کہیں اشارتاً شامل کیا ہے...... اور اپنے موقف کی تائید میں مولانا مودودی مرحوم کی تحریروں میں سے بھی پیرے کے

پیرے اس وضاحت کے ساتھ نقل کئے ہیں کہ اس روشن خیالی کے باوجود مولانا خود اپنی جماعت میں یہ روش عام نہ کر سکے، پرانی ڈگر پر ہی چلتے رہے گویا ؎

تیشے بغیر مر نہ سکا کوہکن اسدؔ
سرگشتۂ خمارِ رسوم و قیود تھا

اس سلسلے میں ہماری گزارش کا پہلا حصہ تو یہ ہے کہ ہمارا دین ظاہر و باطن سمیت ایک کل ہے۔ اس کو اجزاء میں تقسیم کرنا اور پھر ردو اختیار کا حق طلب کرنا نہ صرف یہ کہ کسی بھی درجے میں قابل قبول نہیں بلکہ اللہ تعالیٰ کو سخت ناپسند ہے۔ دیکھئے خدائی وعید کے کیا تیور ہیں۔

اَفَتُؤْمِنُوْنَ بِبَعْضِ الْكِتٰبِ وَ تَكْفُرُوْنَ بِبَعْضٍ ط فَمَا جَزَآءُ مَنْ يَّفْعَلُ ذٰلِكَ مِنْكُمْ اِلَّا خِزْيٌ فِي الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا وَ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ يُرَدُّوْنَ اِلٰٓى اَشَدِّ الْعَذَابِ ط (البقرۃ : ۸۵)

"کیا تم کتاب کے بعض حصے پر ایمان رکھتے ہو اور بعض کا انکار کرتے ہو۔ پس ایسے شخص کی جزاء جو یہ حرکت کرے، اس کے سوا اور کیا ہو سکتی ہے کہ دنیا کی زندگی میں اسے ذلیل و خوار کر دیا جائے اور آخرت میں اسے شدید ترین عذاب کی طرف لوٹا دیا جائے"۔

کہا جا سکتا ہے کہ ایسے ظواہر کو ہم پھر جزو دین بنا رہے ہیں جن کو یہ حیثیت نہ دینے کی کوشش میں حقانی صاحب نے استدلال کا خاصا زور لگایا ہے۔ لیکن جن ظواہر سے بیزاری مقالے میں جھلکتی ہے اور جو ہمارے "اسلام پسند" دانشوروں کا بھی مشترک مسئلہ ہیں ان کا مقام دین میں اصول و نصوص کا تو شائد نہ ہو لیکن ان سے سمت اور تشخص کا ضرور تعین ہوتا ہے ؎

قبلہ کو اہل نظر قبلہ نما کہتے ہیں

اور ان کی ایک حیثیت اور بھی ہے۔ یہ اس تعلق خاطر، محبت اور اتباع کی خواہش کا بھی مظہر ہیں جو ہر مسلمان کے دل میں "مرکز ملت" محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے موجود اور روز بروز فزوں تر ہونی چاہئے۔ حضورؐ سے یہ تعلق نصوص کی رو سے بھی ایمان و اسلام کی شرط لازم ہے اور انسانی فطرت و جبلت کے اعتبار سے بھی ایک عملی ضرورت...... پھر ذرا یہ بھی خیال فرمائیے کہ ظواہر پرستی کا یہ انداز چودہ صدیاں پہلے ہی کے مخصوص حالات میں اختیار اور ہمارے لئے معیار مقرر نہیں کیا گیا، آج کی روشن دنیا میں بھی اسی طرح کی ظواہر پرستی کا رواج ہے۔ مقالہ نگار نے کئی اور زاویوں سے ایرانی انقلاب کی مدح کی ہے (اور بیشتر بجا بھی ہے) لیکن اس زاویے سے انہوں نے جدید ایران پر نظر کیوں نہ دوڑائی کہ دور

(باقی صفحہ پر)

پاکستان ٹیلی ویژن پر نشر شدہ ڈاکٹر اسرار احمد کے دروسِ قرآن کا سلسلہ

الہدیٰ

درس ۱۱، نسست ۔

مباحثِ عمل صالح

اسلام کا معاشرتی اور سماجی نظام

(سورۂ بنی اسرائیل کی آیات ۲۳ تا ۴۰ کی روشنی میں)

(۱)

السلام علیکم..... الحمد لله و کفی و الصلوٰة و السلام علیٰ عبادہ الذی اصطفیٰ

اما بعد

محترم حاضرین اور معزز ناظرین...... مطالعۂ قرآن مجید کے جس منتخب نصاب کا درس ان مجالس میں ہو رہا ہے' اس کا سبق نمبر ۱۳ سورہ بنی اسرائیل کی آیات ۲۳ تا ۴۰ پر مشتمل ہے۔ یہ آیاتِ مبارکہ اس سورۃ کے تیسرے اور چوتھے رکوع میں شامل ہیں..... اس سبق کا عنوان یا موضوع ہے "اسلام کا معاشرتی اور سماجی نظام۔"

اس درس پر گفتگو کے آغاز سے قبل اگر ہم ان مضامین کا جو اس سے پہلے دروس میں بیان ہو چکے ہیں مختصر طور پر اعادہ کر لیں تو مباحث کی کڑیاں جوڑنے میں آسانی ہو گی۔ آپ حضرات کو یاد ہو گا کہ مطالعۂ قرآن حکیم کے اس منتخب نصاب کا پہلا حصہ چار جامع اسباق پر مشتمل تھا۔ جن میں اُخروی نجات کے چار ناگزیر لوازم یعنی ایمان 'عمل صالح' تواصی بالحق اور تواصی بالصبر کا بیان تھا۔ دوسرے حصے میں پانچ سبق تھے جن کا 'ایمان' مرکزی موضوع تھا۔ تیسرے حصے میں 'عمل صالح' کی تشریح و توضیح چل رہی ہے۔ یعنی قرآنی تعلیمات کا جو

عملی پہلو ہے اس کا بیان جاری ہے۔ اس ضمن میں سب سے پہلے ہم نے یہ دیکھنے کی کوشش کی کہ انفرادی طور پر ایک بندۂ مومن کی سیرت و کردار میں اللہ تعالیٰ کو کون سے اوصاف محبوب ہیں۔ اس کے لئے ہم نے سورۂ مومنون کی ابتدائی آیات اور سورۂ معارج کی ہم مضمون آیات کے حوالے سے یہ سمجھا کہ انفرادی سیرت کی تعمیر کے ضمن میں قرآن مجید کیا اصول بیان کرتا ہے اس کی کیا اساسات معین کرتا ہے۔ پھر سورۂ فرقان کے آخری رکوع میں ہم نے پوری طرح تعمیر شدہ شخصیت یعنی علامہ اقبال کے مردِ مومن اور قرآن مجید کی اصطلاح میں "عباد الرحمٰن" کی سیرت و کردار کے خدوخال کا مطالعہ کیا کہ وہ کیا ہوتے ہیں۔ اس کے بعد انفرادیت سے اجتماعیت کی طرف پہلے قدم یعنی خاندانی زندگی اور عائلی زندگی کے ضمن میں ہم نے پوری سورۂ تحریم کا مطالعہ کیا..... اب ہم ایک قدم اور آگے بڑھ رہے ہیں خاندانوں سے معاشرہ وجود میں آتا ہے جسے ہم سماج سے بھی تعبیر کرتے ہیں۔

اب ہمیں دیکھنا ہے کہ اس معاشرے کے ضمن میں قرآن مجید ہماری کیا رہنمائی کرتا ہے!۔ یا بالفاظِ دیگر یوں سمجھئے کہ قرآن مجید کی رو سے وہ معاشرتی اقدار کون سی ہیں وہ 'SOCIAL VALUES' کون سی ہیں جنہیں اسلام چاہتا ہے کہ ان کی ترویج و تنفیذ ہو۔ انہیں معاشرے میں رائج PROMOTE کیا جائے۔ اور اس کے برعکس وہ سماجی برائیاں کون سی ہیں! وہ 'SOCIAL EVILS' کون سی ہیں کہ جن کے متعلق اسلام چاہتا ہے کہ ان کو معاشرے سے بیخ و بن سے اکھاڑ پھینکا جائے' ان کا استیصال ہو' ان کو معاشرے میں پنپنے نہ دیا جائے۔ یہ مضامین ہیں جو ان اٹھارہ آیات میں ہمارے سامنے آ رہے ہیں۔

یہ بات بھی پیش رکھئے کہ سورۂ بنی اسرائیل قرآن مجید کے قریباً وسط' میں وارد ہوئی ہے۔ پندرھویں پارے کا آغاز اسی سورۂ مبارک سے ہوتا ہے۔ اس سورۂ مبارکہ کے ابتداء اور اختتام پر بنی اسرائیل کی تاریخ کے اہم واقعات کا بیان ہے۔ اور درمیان یعنی تیسرے اور چوتھے رکوعوں میں تورات کی تعلیمات کا خلاصہ درج ہو گیا ہے۔ چنانچہ یہ بات حبرالامۃ حضرت عبداللہ ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما نے فرمائی کہ ان آیات میں تورات کے "TEN COMMANDMENTS" یعنی احکام عشرہ QURANIC VERSION

آگیاہے۔

ایک اور بات بھی پیشِ نظر رکھئے کہ زمانۂ نزول کے اعتبار سے سورہ بنی اسرائیل مکی دور کے آخری زمانے میں نازل ہونے والی سورتوں میں سے ہے چنانچہ اس کی پہلی آیت میں واقعہ معراج کا ذکر ہے سُبْحَانَ الَّذِیْٓ اَسْرٰی بِعَبْدِہٖ لَیْلًا مِّنَ الْمَسْجِدِ الْحَرَامِ اِلَی الْمَسْجِدِ الْاَقْصَا الَّذِیْ بٰرَکْنَا حَوْلَہٗ درمیان میں بھی ایک مقام پر معراج کے واقعہ کا تذکرہ ہے۔ معراج میں ہوا لہٰذا یہی اس سورہ مبارکہ کا زمانہ نزول ہے گویا کہ ہجرت سے متصلاً قبل۔

اب ذرا یہ نوٹ کیجئے کہ مکّہ میں مسلمان کمزور تھے۔ وہاں کفر کا پوری طرح غلبہ تھا لیکن ہجرت کے فوراً بعد اللہ تعالیٰ کے فضل و کرم سے مدینہ منورہ میں ایک آزاد اسلامی معاشرہ وجود میں آنے والا تھا یا یوں کہئے کہ ایک اسلامی حکومت قائم ہونے والی تھی جہاں مسلمان اپنی آزادی اور اپنے اختیار سے جن چیزوں کو چاہیں رائج کریں، ان کی تنفیذ کریں، انہیں PROMOTE کریں اور جن چیزوں کو چاہیں ان کو روکیں، ان کو مٹائیں اور ان کا استیصال کریں۔ اس اعتبار سے جدید اصطلاح میں ہم یہ کہہ سکتے ہیں کہ ان آیات مبارکہ میں جناب محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا منشور (MANIFESTO) آرہا ہے کہ اگر اللہ تعالیٰ حضورؐ کو غلبہ عطا فرمائے جیسے کہ سورہ حج کی اس آیت میں وارد ہوا اَلَّذِیْنَ اِنْ مَّکَّنّٰھُمْ فِی الْاَرْضِ اَقَامُوا الصَّلٰوۃَ وَاٰتَوُا الزَّکٰوۃَ وَاَمَرُوْا بِالْمَعْرُوْفِ وَنَھَوْا عَنِ الْمُنْکَرِ (آیت ۴۱) "وہ لوگ جنہیں اگر زمین میں غلبہ عطا فرمائیں تو وہ نظامِ اقامتِ صلوٰۃ قائم کریں گے، زکوٰۃ کا نظام قائم کریں گے اور نیکیوں کا حکم دیں گے اور بدیوں سے روکیں گے" ...... گویا یہ اسی آیت کی شرح ہے جو سورہ بنی اسرائیل کی زیرِ مطالعہ آیات میں ہمارے سامنے آرہی ہے کہ وہ اوامر کون سے ہیں کہ جن کی وہاں ترویج و تنفیذ ہو گی۔ وہ نواہی کون سے ہیں کہ جن کا اس معاشرے میں استیصال کیا جائے گا۔ اس اعتبار سے اس سبق کی بڑی اہمیت ہے کہ ہم اس کے متعلق کہہ سکتے ہیں کہ اسلامی حکومت کے قیام کے لئے یہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا منشور ہے۔

اب آیئے ہم ان آیاتِ مبارکہ کی تلاوت بھی کرلیں اور اس کا ترجمہ بھی ساتھ ساتھ

کرتے چلیں تاکہ پہلے بیک نظر ہمارے سامنے وہ مضامین آجائیں جو ان آیات مبارکہ میں آ رہے ہیں۔ پھر ان میں سے ایک ایک کو لے کر کسی قدر تفصیل کے ساتھ گفتگو ہوگی۔

اَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْم بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْم

وَقَضٰی رَبُّکَ اَلَّا تَعْبُدُوْٓا اِلَّآ اِیَّاہُ اور تیرے رب نے طے فرمادیا ہے کہ مت بندگی کرو کسی کی سوائے اس کے" وَ بِالْوَالِدَیْنِ اِحْسَانًا "اور والدین کے ساتھ نیک سلوک کرو" اِمَّا یَبْلُغَنَّ عِنْدَکَ الْکِبَرَ اَحَدُھُمَآ اَوْ کِلٰھُمَا "اگر پہنچ ہی جائیں تمہارے پاس بوڑھاپے کی عمر کو ان میں سے کوئی ایک یا دونوں" فَلَا تَقُلْ لَّھُمَآ اُفٍّ "تو انہیں اف تک نہ کہو۔" وَلَا تَنْھَرْھُمَا "اور نہ انہیں جھڑکو"۔ وَقُلْ لَّھُمَا قَوْلًا کَرِیْمًا○ "اور ان سے بات کرو نرمی اور ادب کے ساتھ"۔ وَاخْفِضْ لَھُمَا جَنَاحَ الذُّلِّ مِنَ الرَّحْمَۃِ "اور ان کے سامنے اپنے شانیں نیاز مندی اور ادب کے ساتھ جھکا کر رکھو"۔ وَقُلْ رَّبِّ ارْحَمْھُمَا کَمَا رَبَّیٰنِیْ صَغِیْرًا○ "اور یہ دعاء کیا کرو کہ اے رب میرے! ان دونوں پر رحم فرمایئے کہ انہوں نے مجھے پالا پوسا جبکہ میں چھوٹا سا تھا"...... رَبُّکُمْ اَعْلَمُ بِمَا فِیْ نُفُوْسِکُمْ "تمہارا رب خوب جانتا ہے جو کچھ کہ تمہارے جی میں ہے"۔ اِنْ تَکُوْنُوْا صٰلِحِیْنَ "اگر تم واقعتاً نیک ہوئے"۔ فَاِنَّہٗ کَانَ لِلْاَوَّابِیْنَ غَفُوْرًا تو یقیناً اللہ تعالیٰ رجوع کرنے والوں کے حق میں بہت مغفرت کرنے والا' بخشنے والا ہے"۔ وَاٰتِ ذَا الْقُرْبٰی حَقَّہٗ "اور رشتہ دار کو اس کا حق ادا کرو"۔ وَالْمِسْکِیْنَ وَابْنَ السَّبِیْلِ "اور محتاج کو بھی اور مسافر کو بھی (اپنے مال میں سے دو)"۔ وَلَا تُبَذِّرْ تَبْذِیْرًا "اور اپنی دولت کو نام و نمود اور نمائش کے لئے نہ اڑاؤ" اِنَّ الْمُبَذِّرِیْنَ کَانُوْٓا اِخْوَانَ الشَّیٰطِیْنِ "یقیناً جو لوگ اپنی دولت نمود و نمائش کے لئے اڑاتے ہیں وہ شیطانوں کے بھائی ہیں۔" وَکَانَ الشَّیْطٰنُ لِرَبِّہٖ کَفُوْرًا○ "اور شیطان اپنے پروردگار کا بڑا ہی ناشکرا اور نافرمان ہے"۔ وَاِمَّا تُعْرِضَنَّ عَنْھُمُ ابْتِغَآءَ رَحْمَۃٍ مِّنْ رَّبِّکَ تَرْجُوْھَا "اور اگر تمہیں ان سے اعراض کرنا ہی پڑے اس لئے کہ تم اللہ کی رحمت کے امیدوار ہو" فَقُلْ لَّھُمْ قَوْلًا مَّیْسُوْرًا○ "تو ان سے بات نرمی سے کرو"...... وَلَا تَجْعَلْ یَدَکَ مَغْلُوْلَۃً اِلٰی عُنُقِکَ "اور اپنے ہاتھ کو نہ تو

گردن کے ساتھ باندھ کر چھوڑو۔" وَلَا تَبْسُطْهَا كُلَّ الْبَسْطِ فَتَقْعُدَ مَلُوْمًا مَّحْسُوْرًا "اور نہ اس کو بالکل ہی کھول دو کہ پھر تمہیں بیٹھ رہنا پڑے تھک ہار کر اور ملامت زدہ ہو کر"۔ اِنَّ رَبَّكَ يَبْسُطُ الرِّزْقَ لِمَنْ يَّشَآءُ وَ يَقْدِرُ ؕ "یقیناً تیرا رب ہی رزق کو کشادہ بھی کرتا ہے اور تنگ بھی کرتا ہے جس کے لئے چاہتا ہے" اِنَّهٗ كَانَ بِعِبَادِهٖ خَبِيْرًاۢ بَصِيْرًا ○ "یقیناً وہ اپنے بندوں کے حالات سے باخبر بھی ہے اور انہیں دیکھ رہا ہے"۔
وَلَا تَقْتُلُوْٓا اَوْلَادَكُمْ خَشْيَةَ اِمْلَاقٍ ؕ "اور اپنی اولاد کو مفلسی کے خوف سے قتل نہ کرو"۔
نَحْنُ نَرْزُقُهُمْ وَاِيَّاكُمْ ؕ "ہم ہی ان کو بھی رزق دینے والے ہیں اور خود تمہیں بھی"۔ اِنَّ قَتْلَهُمْ كَانَ خِطْاً كَبِيْرًا ○ "یقیناً ان کو قتل کرنا بہت بڑی خطا ہے"۔
وَلَا تَقْرَبُوا الزِّنٰٓى اِنَّهٗ كَانَ فَاحِشَةً وَسَآءَ سَبِيْلًا ○ "اور زنا کے قریب بھی نہ پھٹکو یقیناً وہ بڑی بے حیائی اور بہت ہی گھناؤنا راستہ ہے"۔ وَلَا تَقْتُلُوا النَّفْسَ الَّتِىْ حَرَّمَ اللّٰهُ اِلَّا بِالْحَقِّ ؕ "اور نہ قتل کرو کسی جان کو جسے اللہ نے محترم ٹھہرایا ہے مگر قانون کے تحت حق کے ساتھ" وَمَنْ قُتِلَ مَظْلُوْمًا فَقَدْ جَعَلْنَا لِوَلِيِّهٖ سُلْطٰنًا فَلَا يُسْرِفْ فِّى الْقَتْلِ ؕ اِنَّهٗ كَانَ مَنْصُوْرًا "اور جو کوئی مظلومانہ قتل ہو جائے تو ہم نے اس کے ورثہ کو 'اس کے ولی کو ایک اختیار عطا فرمایا ہے تو وہ قتل میں حد سے نہ بڑھے یقیناً اس کی مدد کی جائے گی" وَلَا تَقْرَبُوْا مَالَ الْيَتِيْمِ اِلَّا بِالَّتِىْ هِىَ اَحْسَنُ حَتّٰى يَبْلُغَ اَشُدَّهٗ ص "اور یتیم کے مال کے قریب بھی نہ پھٹکو مگر بہترین طور پر تا آنکہ وہ بالغ ہو جائے"۔ وَاَوْفُوْا بِالْعَهْدِ اِنَّ الْعَهْدَ كَانَ مَسْئُوْلًا ○ "اور عہد کو پورا کرو' وعدے کو وفا کرو۔ یقیناً عہد کے بارے میں باز پرس ہوگی"۔ وَاَوْفُوا الْكَيْلَ اِذَا كِلْتُمْ اور جب ماپ کر دو تو پیمانہ پورا بھرو"۔ وَزِنُوْا بِالْقِسْطَاسِ الْمُسْتَقِيْمِ " اور جب تولو تو سیدھی ڈنڈی کے ساتھ تولو"۔
ذٰلِكَ خَيْرٌ وَّاَحْسَنُ تَاْوِيْلًا یہی عمدہ طرز عمل ھے اور انجام کار کے اعتبار سے بھی بہتر ہے۔" وَلَا تَقْفُ مَا لَيْسَ لَكَ بِهٖ عِلْمٌ ؕ "اور اس چیز کی پیروی مت کرو جس کے لئے تمہارے پاس کوئی علم نہیں ہے"۔ اِنَّ السَّمْعَ وَالْبَصَرَ وَالْفُؤَادَ كُلُّ اُولٰٓئِكَ كَانَ عَنْهُ مَسْئُوْلًا "یقیناً سماعت اور بصارت اور قلب و ذہن کی جو استعدادات تمہیں عطا کی گئی ہیں 'ان کے بارے میں حساب لیا جائے گا' باز پرس ہوگی"...... وَلَا تَمْشِ فِى

الْاَرْضِ مَرَحًا "اور زمین میں اکڑ کر مت چلو"۔ اِنَّکَ لَنْ تَخْرِقَ الْاَرْضَ وَلَنْ تَبْلُغَ الْجِبَالَ طُوْلًا "یقیناً تم نہ تو زمین کو پھاڑ سکتے ہو نہ ہی اونچائی اور بلندی میں پہاڑوں کو پہنچ سکتے ہو"۔ کُلُّ ذٰلِکَ کَانَ سَیِّئُہٗ عِنْدَ رَبِّکَ مَکْرُوْھًا "ان تمام باتوں میں جو برائی کے پہلو ہیں وہ تمہارے رب کو نہایت ناپسند ہیں"۔ ذٰلِکَ مِمَّآ اَوْحٰٓی اِلَیْکَ رَبُّکَ مِنَ الْحِکْمَۃِ "اے نبی! صلی اللہ علیہ وسلم یہ ہیں وہ باتیں جو آپؐ کی جانب آپ کے رب کی طرف سے وحی کی گئی ہیں از قسم حکمت' از قسم دانائی"۔ وَلَا تَجْعَلْ مَعَ اللّٰہِ اِلٰھًا اٰخَرَ "اور اللہ کے ساتھ کسی اور کو معبود مت ٹھہرا بیٹھنا"۔ فَتُلْقٰی فِیْ جَھَنَّمَ مَلُوْمًا مَّدْحُوْرًا ○ "کہ پھر جھونک دیئے جاؤ جہنم میں ملامت زدہ ہو کر دھکے دیئے جا کر"۔ اَفَاَصْفٰکُمْ رَبُّکُمْ بِالْبَنِیْنَ "کیا تمہارے رب نے تمہیں کو چن لیا ہے بیٹوں کے لئے"۔ وَاتَّخَذَ مِنَ الْمَلٰٓئِکَۃِ اِنَاثًا "اور خود ملائکہ کی صورت میں بیٹیاں اختیار کر لی ہیں"۔ اِنَّکُمْ لَتَقُوْلُوْنَ قَوْلًا عَظِیْمًا "یقیناً تم ایک بہت بڑی بات کہہ رہے ہو"......
صَدَقَ اللّٰہُ الْعَظِیْمُ۔

ان آیات کے ترجمے سے جو مضامین ہمارے سامنے آئے' ان کے ضمن میں مجھے یقین ہے کہ آپ حضرات نے محسوس کیا ہو گا کہ اکثر مضامین وہی ہیں جو اس سے قبل اس منتخب نصاب کے مختلف اسباق میں آ چکے ہیں۔ مثلاً شرک کی مذمت و ممانعت سورۂ لقمان کے دوسرے رکوع میں بیان ہو چکی۔ والدین کے ساتھ حسن سلوک کا ذکر بھی اسی رکوع کے سبق میں آ چکا ہے۔ اقربا' یتامیٰ اور مساکین کے ساتھ نیک سلوک اور ان کی احتیاجوں کے رفع کرنے میں اپنا مال خرچ کرنے کے مضامین آیۂ بر میں بھی آئے جو ہمارا سبق نمبر ۲ تھا اور پھر سورۂ معارج میں آ چکا ہے فی اموالھم حق معلوم للسائل والمحروم۔ اسی طریقہ سے قتل ناحق کی مذمت و ممانعت سورۃ الفرقان کے آخری رکوع میں آ چکی ہے۔ زنا کی شناعت کا ذکر بھی اسی سبق میں آ چکا ہے۔ ایفائے عہد کی تاکید آیہ برّ میں بھی آئی اور اس کا ذکر سورہ مومنون و معارج کی ہم مضمون آیات میں بھی آیا ہے۔ تکبر اور غرور کی مذمت اور تواضع' فروتنی اور حلم کی تلقین سورۂ لقمان کے سبق میں بھی آ چکی ہے اور یہی مضمون سورۃ الفرقان میں مثبت پیرائے میں بایں الفاظ آ چکا ہے وعباد الرحمن الذین یمشون علی الارض

ھو نا " اللہ کے محبوب بندہ وہ ہیں جو زمین پر آہستگی اور فروتنی کے ساتھ چلتے ہیں۔ "

یہ ہیں وہ مضامین جو بار بار آئے ہیں لیکن میں آج چاہتا ہوں کہ آپ چند باتیں نوٹ کر لیں۔ قرآن مجید میں اگر مضامین کی تکرار آتی ہے تو اس سے اولاً تو ان مضامین کی اہمیت کی طرف اشارہ مقصود ہوتا ہے۔ ثانیاً تکرار محض کہیں نہیں ہوتی۔ تکرارِ محض کلام کا عیب شمار ہوتا ہے۔ قرآن مجید اس عیب سے پاک ہے۔ اگر کہیں دوہرا کر مضمون آتا ہے تو اسلوب بدلا ہوا ہوتا ہے۔ وہی بات کہ

ع اک پھول کا مضمون ہو تو سو رنگ سے باندھوں

اس انداز بیان اور اسلوب کے فرق سے اس کلام کی دل نشینی' دل آویزی اور اثر انگیزی اور اثر پریری میں اضافہ ہوتا ہے۔ ثالثاً یہ بھی آپ کو ملے گا کہ موضوع تو مشترک ہے لیکن کہیں تو وہ انفرادی سیرت کردار کے ضمن میں آ رہا ہے اور کہیں وہ ہی بات معاشرتی اور سماجی اقدار کی حیثیت سے سامنے لائی جا رہی ہے۔ علاوہ ازیں رابعاً یہ بات ہے کہ جہاں بھی کوئی مضمون دوہرا کر آتا ہے تو اگر اسے نظر غائر سے دیکھا جائے تو معلوم ہو گا کہ کوئی نہ کوئی نیا پہلو وہاں مل جائے گا۔ یہ چار امور وہ ہیں کہ اگر قرآن مجید میں کہیں تکرار محسوس ہو تو آپ ان میں سے کسی نہ کسی ایک بات کو وہاں موجود پائیں گے۔ ان سب کو جمع کر کے میں سورۂ زمر کی ایک آیت کی طرف اشارہ کر رہا ہوں" جس میں قرآن مجید ان الفاظ مبارکہ میں اپنا تعارف کراتا ہے

کِتٰباً مُّتَشَابِهاً مَّثَانِیَ "یہ ایک ایسی کتاب ہے جس کے مضامین باہم مماثل ہیں اور دوہرا دوہرا کر آتے ہیں"۔ بقول

ع شاید کہ اتر جائے تیرے دل میں میری بات

اگر اس طرح سمجھ میں نہیں آیا تو شاید دوسرے انداز سے سمجھ میں آ جائے۔

آج اسی پر اکتفا کیجئے۔ اب آئندہ نشست میں ان آیات میں جو اہم مضامین آئے ہیں' ان پر ان شاء اللہ العزیز سلسلہ وار گفتگو ہو گی۔ اس وقت جو کچھ عرض کیا گیا ہے' اس کے ضمن میں کوئی وضاحت مطلوب ہو تو میں حاضر ہوں۔

سوال و جواب

سوال...... ڈاکٹر صاحب ! آپ نے فرمایا ہے کہ قرآن مجید میں بعض مضامین کو بار بار

دوہرایا گیا ہے تاکہ لوگوں پر اثرانداز ہو سکیں لیکن اس کے باوجود بھی کوئی شخص اس کی ہدایت پر عمل نہیں کرتا تو اس کے لئے کیا حکم ہے۔ ؟

جواب...... ظاہر بات ہے کہ ہر طرح سمجھانے کے باوجود کوئی شخص نہیں مان رہا تو دو ہی حالتیں ہیں یا تو وہ اسلام کے دائرے سے باہر ہے تو گویا وہ کفر ہی میں رہے گا' اسلام کے دائرہ میں نہیں آئے گا۔ اگر مسلمان ہے تو وہ فاسق و فاجر مسلمان شمار ہو گا اور اپنے گناہوں کی سزا اللہ کے یہاں پائے گا۔

سوال...... آپ نے آغاز میں فرمایا تھا کہ ان آیات میں تورات کا خلاصہ بیان کیا گیا ہے تو کیا شریعت ہر دور میں یکساں رہی ہے؟

جواب...... اصل میں شریعت کا لفظ ایک معین مفہوم رکھتا ہے ہم یہ کہہ سکتے ہیں کہ دین کی بنیادی تعلیمات ہمیشہ ایک ہی رہی ہیں۔ حضرت آدم سے لے کر جناب محمد تک صلی اللہ علیہ وسلم وعلیہ الصلوٰۃ والسلام۔ البتہ جو دین کا قانون تفصیلی صورت میں ہے اس میں کچھ معمولی تغیر و تبدل ہوا ہے۔ صلوٰۃ ہمیشہ رہی ہے لیکن اس میں فرق واقع ہوا ہے۔ صوم ہمیشہ سے شریعت کا جزو رہا ہے۔ لیکن صوم کے تفصیلی احکام مختلف ہو سکتے ہیں۔ باقی جہاں تک بنیادی اخلاقیات کا تعلق ہے۔ ظاہر بات ہے کہ ان میں تو کسی تبدیلی کا کوئی سوال ہی پیدا نہیں ہوتا قرآن مجید کا تو فلسفہ ہے ہی یہ کہ اخلاقی اقدار مستقل ہیں' دائم ہیں۔ 'ETHICAL VALUES' میں کبھی کوئی تبدیلی نہیں ہوئی۔ چنانچہ دین کی بنیادی تعلیمات اور اساسی اخلاقیات ہمیشہ سے ایک ہی رہی ہیں اور انہی کا ایک جامع ملخص ہے جو ان آیات میں ہمارے سامنے آیا ہے۔

حضرات! جیسا کہ میں نے عرض کیا آج سورہ بنی اسرائیل کے تیسرے اور چوتھے رکوعوں کی آیات کا مجموعی طور پر اجمالی جائزہ لینے کے بعد اب آئندہ نشست میں انشاءاللہ ان میں جو اہم نکات ہیں ان پر کسی قدر تفصیل سے گفتگو ہو گی۔

واخر دعوانا ان الحمد للہ رب العلمین

قرآن وسنّت کی روشنی میں انقلابی تربیّت وتزکیہ

بسلسلہ موجُودہ حالات میں اسلامی انقلاب کا طریق کار' انقلاب نبویؐ کی روشنی میں

ڈاکٹر اسرار احمد کے خطباتِ جمعہ کا سلسلہ
ترتیب وتسوید: شیخ جمیل الرحمٰن

—(آخری قسط)—

اِنفاق کی اہمیّت

تیسری چیز مال کی محبت کا دل سے نکالنا ہے جو کسی وقت بھی ترغیب (TEMPTATION) کا سبب بن سکتی ہے۔ دشمن مال کا لالچ دے کر شب خون مار سکتا ہے۔ اس محبت کو قابو میں رکھنے کے لئے اللہ کی راہ میں انفاق کرو۔ مال خرچ کرو' زیادہ سے زیادہ دو۔ یہ بات ذہن میں رکھئے کہ میں جس دور کی بات کر رہا ہوں وہ مکی دور ہے۔ اس میں زکوٰۃ کا نظام فرض نہیں ہوا تھا۔ زکوٰۃ کا مکمل نظام مدنی دور میں فرض ہوا تھا۔ پانچ وقتہ نماز کا نظام ۱۱ نبوی میں بنا ہے گویا ہجرت سے ایک ڈیڑھ سال پہلے۔ لیکن زکوٰۃ کا نظام مکی دور میں سرے سے موجود نہیں تھا۔ البتہ انفاق پر بہت زور رہا ہے۔ خرچ کرو' اللہ کی راہ میں دو' صدقات اور زکوٰۃ کو جمع کر لیجئے تو یہ انفاق بن جائے گا۔ ہمارے یہاں بعد میں صدقات واجبہ اور صدقات نافلہ کی جو تقسیم ہوئی ہے وہ اس وقت موجود نہیں تھی' لیکن انفاق کی بڑی تاکید تھی کہ اللہ کی راہ میں لگاؤ اور خرچ کرو تاکہ مال کی محبت دل سے کھرچی جائے اور دشمن کسی وقت بھی مال کی پیشکش کر کے اور لالچ دے کر حزب اللہ کے کسی کارکن کے قدموں کو ڈگمگا نہ سکے۔

شہوانی جذبات پر قابو

کسی مادی انقلاب اور اسلامی انقلاب کے نظام تربیت میں اپنے نظریہ کے ساتھ شعوری اور

والہانہ وابستگی' انقلابی جدوجہد میں فقروفاقہ کی برداشت اور اس کی راہ میں مال کے انفاق لی ضرورت جیسے اوصاف مشترک نظر آئیں گے البتہ ایک چیز ایسی ہے جس پر مادّی انقلاب کے لئے جدوجہد کرنے والوں پر سرے سے کوئی قدغن نہیں لگائی جاتی اور وہ ہے انسان کا جذبۂ شہوت۔ خالص مارکسٹ نظریہ میں اس کا قطعی کوئی تصور نہیں ہے کہ آزاد شہوت رانی کوئی بُرا کام ہے۔ وہاں تو یہ یہ تصور دیا گیا ہے کہ جیسے انسان کو پیاس لگے اور وہ جہاں سے چاہے پانی پی کر پیاس بجھائے۔ اسی طریقہ سے کامریڈ مرد اور کامریڈ عورتیں جیسے بھی چاہیں اپنے جذبہ شہوت کی تسکین کر لیں۔ اس میں کسی ڈسپلن یا اخلاقی پابندی کی کوئی ضرورت نہیں۔ لیکن اسلام کا نظام تربیت اس پر پابندی لو بڑی اہمیت دیتا ہے سورہ مومنون کی ابتدائی آیات میں اہل ایمان میں تزکیہ و تربیت کے اعتبار سے مطلوب اوصاف حمیدہ میں دیگر اوصاف کے ساتھ شہوانی جذبات پر قابو پانے کا ذکر بھی موجود ہے۔

قَدْ اَفْلَحَ الْمُؤْمِنُوْنَ ○ الَّذِيْنَ هُمْ فِيْ صَلَاتِهِمْ خٰشِعُوْنَ ○ وَالَّذِيْنَ هُمْ عَنِ اللَّغْوِ مُعْرِضُوْنَ ○ وَالَّذِيْنَ هُمْ لِلزَّكٰوةِ فٰعِلُوْنَ ○ وَالَّذِيْنَ هُمْ لِفُرُوْجِهِمْ حٰفِظُوْنَ ○ اِلَّا عَلٰٓى اَزْوَاجِهِمْ اَوْ مَا مَلَكَتْ اَيْمَانُهُمْ فَاِنَّهُمْ غَيْرُ مَلُوْمِيْنَ ○ فَمَنِ ابْتَغٰى وَرَآءَ ذٰلِكَ فَاُولٰٓئِكَ هُمُ الْعٰدُوْنَ ○

"یقیناً فلاح پائی ہے ایمان لانے والوں نے جو اپنی نماز میں خشوع اختیار کرتے ہیں' لغویات سے دور رہتے ہیں' زکوٰۃ کے طریقے پر عامل ہوتے ہیں' اپنی شرمگاہوں کی حفاظت کرتے ہیں سوائے اپنی بیویوں کے اور ان عورتوں کے جو ان کے ملک یمین میں ہوں کہ ان پر محفوظ نہ رکھنے میں وہ قابل ملامت نہیں ہیں البتہ جو اس کے علاوہ کچھ اور چاہیں وہی زیادتی کرنے والے ہیں۔"

اسلام میں جنسی جذبہ کی تسکین اپنی جگہ کوئی بری بات نہیں ہے۔ اس جذبہ میں بنیادی طور

پر کوئی شر نہیں ہے۔ اس کے غلط راستے اور استعمال میں شر ہے۔ اگر انسان اس جذبہ کو کنٹرول میں نہیں رکھ سکتا تو وہ اسلامی انقلابی جماعت کا کارکن نہیں بن سکتا۔ کسی مادی و دنیوی انقلاب میں اس کی کوئی ضرورت نہیں ہے کہ اس جبلی جذبہ پر قدغنیں لگائی جائیں۔ لیکن اسلامی انقلابی تربیت میں اس جذبہ کو کنٹرول میں رکھنے کی بہت اہمیت ہے۔ جو قرآن مجید میں بار بار بڑے شدّومد کے ساتھ بیان کی گئی ہے۔ قرآن میں کبیرہ گناہوں کی جو فہرست گنوائی گئی ہے اس میں ترتیب کے اعتبار سے شرک اور قتل ناحق کے بعد تیسرا بڑا جرم زنا یعنی آزاد شہوت رانی کو قرار دیا گیا ہے۔ جنسی جذبے کی تسکین و تکمیل کے حوالے سے سورہ معارج میں بھی بالکل وہی الفاظ آئے ہیں جو سورہ مومنون میں وارد ہوئے ہیں۔

اسلامی اور خانقاہی نظام ہائے تربیت کا تقابلی جائزہ

قرآن اور سنت رسول سے اسلامی انقلابی جماعت کے نظام تربیت کے جو اجزاء ملتے ہیں وہ سارے ہمارے خانقاہی نظام تزکیہ و تربیت میں بھی موجود ہیں لیکن عموماً ان کا انقلابی اور حرکی پہلو بڑی حد تک معدوم ہو گیا ہے۔ علامہ اقبال مرحوم نے اپنے اشعار میں کئی مقامات پر اس فرق کو بڑی عمدگی سے واضح کیا ہے...... مثلاً ؎

یا وسعتِ افلاک میں تکبیرِ مسلسل
یا خاک کی آغوش میں تسبیح و مناجات!
وہ مسلکِ مردانِ خود آگاہ خدا مست
یہ مذہبِ ملاّ و جمادات و نباتات

یا جیسے انہوں نے کہا ہے کہ ؎

اک فقر سکھاتا ہے صیاد کو نخچیری!
اک فقر سے کھلتے ہیں اسرارِ جہانگیری!
اک فقر سے قوموں میں مسکینی و دلگیری!
اک فقر سے مٹی میں خاصیتِ اکسیری!

اسی بات کو علامہ نے یوں بھی تعبیر کیا ہے کہ ؂

الفاظ و معانی میں تفاوت نہیں لیکن
ملا کی اذاں اور مجاہد کی اذاں اور

کسی عام مسلمان کا گوشۂ تنہائی میں بیٹھ کر اللہ اکبر کی تسبیح کی گردان ہے۔ اور ایک مجاہد کا باطل اور طاغوت کو للکارنے کے لئے میدان جنگ میں اللہ اکبر کا نعرہ ہے۔ الفاظ و معانی ایک ہی ہیں لیکن موقع و محل کے اعتبار سے زمین و آسمان کا فرق ہے۔ مجاہد اس عالم تشریعی میں اللہ کی کبریائی کو بالفعل قائم کرنے کے لئے اپنی جان ہتھیلی پر رکھ کر میدان میں آیا ہے۔ جبکہ ایک صوفی منش اپنے روحانی ترفع کے لئے کسی گوشہ تنہائی میں اللہ اکبر کی گردان کر رہا ہے۔

کشمکش اور تصادم

انقلابی تزکیہ اور تربیت کا تیسرا عنصر معاشرے میں قائم نظام باطل کے ساتھ کشمکش اور تصادم ہے۔ آپ نے کسی معاشرے میں قائم و رائج نظام کے متعلق جب یہ کہا کہ یہ غلط ہے تو معاشرہ کی طرف سے آپ کے خلاف ردعمل ہو گا آپ کا مذاق اڑایا جائے گا پھر جسمانی تشدد و تعزیب کا مرحلہ آئے گا دست درازی ہو گی' مارا پیٹا جائے گا۔ سوشل بائیکاٹ ہو گا۔ محصوری واسارت سے واسطہ پڑے گا جب یہ سارے کام ہوں گے تب ہی مطلوبہ انقلابی تربیت ہو گی۔ اگر یہ عنصر سرے سے شامل نہیں ہے تو جان لیجئے کہ انقلابی تربیت ہو ہی نہیں رہی۔ فرض کیجئے کہ ایک خانقاہی نظام ہے' اس میں کوئی بڑے شیخ وقت ہیں..... میں اس وقت کسی دوکاندار پیر یا نام نہاد صوفی کی بات نہیں کر رہا..... بلکہ مثال دے رہا ہوں کسی ایسے شیخ طریقت کی جو واقعی حق پرست ہو۔ خدا ترس ہو..... ظاہر ہے کہ وہ تو اپنی خانقاہ میں بیٹھے ہیں۔ وہ کسی کے در پر جا کر دستک نہیں دیتے۔ وہ خود دعوت و تبلیغ نہیں فرماتے۔ وہ کہیں سڑک پر اور کسی مجمع میں جا کر باطل کے خلاف صدا بلند نہیں کرتے۔ وہ تو اپنی اس خانقاہ کی چار دیواری میں ہیں۔ جو طالب ہو گا وہ خود چل کر وہاں آئے گا۔ ظاہر بات ہے کہ تزکیہ و تربیت کا یہ طالب حضرت شیخ کی کچھ خدمت بھی کرے گا۔ دعوت کے انداز میں اس بنیادی فرق کی وجہ سے وہ مصیبتیں جو جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور حضورؐ کے معدودے چند جان نثار مکہ کی گلیوں میں جھیل

رہے تھے' وہ بھی اس خانقاہی نظام میں پیش نہیں آئیں گی۔ خانقاہ کے ایک گوشہ میں بیٹھ کر اس کا تزکیہ اور تربیت کرنا اسے سلوک کے مراحل طے کرانا' اسے وظائف اور اوراد و اشغال بتانا بالکل مختلف انداز کی تربیت ہے اور میدان عمل میں کشمکش کا سامنا کرنے کی تربیت بالکل اور طرح کی تربیت ہے جیسے آپ کسی شخص کو خشکی پر تیرنے کے تربیت نہیں دے سکتے۔ اسی طرح انقلابی تربیت گوشوں میں بیٹھ کر نہیں ہو سکتی۔ انقلابی تربیت کے لئے پہلے ہی قدم پر میدان میں آنا پڑے گا۔ جیسے ہی آپ نے دعوت و تبلیغ شروع کی' جیسے ہی آپ نے غلط کو غلط کہا۔ جیسے ہی آپ نے احقاق حق اور ابطال باطل کا نعرہ بلند کیا اور اس عزم کا بالفعل اظہار شروع کیا اسی وقت معاشرہ سے آپ کا تصادم شروع ہو جائے گا۔ آپ نے اپنے عزیزوں اور رشتہ داروں کی باتوں پر روک ٹوک شروع کی کہ اسلام کی رو سے یہ غلط ہیں' یہ بدعات ہیں' یہ تمہاری گھڑی ہوئی بُری رسومات ہیں۔ فوراً تصادم شروع ہو جائے گا۔ یہ تصادم اگر شروع نہیں ہوتا تو انقلابی تربیت کے تیسرے انتہائی اہم عنصر کا مرحلہ آئے گا ہی نہیں۔ البتہ خانقاہی تربیت اس کے بغیر ہو سکتی ہے۔ اس خانقاہی تربیت کے اپنے بہت سے فوائد ہیں۔ میں ان میں سے کسی کی بھی نفی نہیں کر رہا۔ لیکن اس نظام کا تربیت یافتہ شخص میدان میں آ کر باطل کی آنکھوں میں آنکھیں ڈال کر اسے کبھی للکارے گا نہیں۔ پھر وہی صورت ہو جائے گی۔ جو حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے اس طرح بیان کی ہے کہ اللہ تعالیٰ نے حضرت جبرئیلؑ کو حکم دیا کہ فلاں فلاں بستیوں کو ان کے رہنے والوں سمیت تباہ و برباد کر دو۔ حضرت جبرئیلؑ نے بارگاہ خداوندی میں عرض کیا کہ پروردگار اس بستی میں تو تیرا فلاں نیک بندہ بھی ہے۔ جس نے پلک جھپکنے جتنی دیر بھی کبھی تیری نافرمانی اور معصیت میں زندگی بسر نہیں کی۔ لیکن حضرت جبرئیلؑ کو جواب ملتا ہے کہ پہلے اس پر اس بستی کو الٹو اور پھر دوسروں پر اس لئے کہ میری غیرت و حمیت کی وجہ سے کبھی اس کا چہرہ سرخ نہیں ہوا اور کبھی اس کا خون جوش میں نہیں آیا۔ یہ بے غیرت و بے حمیت اپنے کونے کے اندر بیٹھا رہا اور ؎

مست رکھو ذکر و فکرِ صبح گاہی میں اسے
پختہ تر کر دو مزاجِ خانقاہی میں اسے

کی زندہ تصویر بنا رہا۔ اس خانقاہی تربیت کی معراج یہی ہے جبکہ انقلابی تربیت کا مقصود و مطلوب میدان میں آکر باطل، کو للکارنا ہے۔

مسلم اور غیر مسلم معاشرے کا ایک فرق

یہاں تک میں نے محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا جو طریق تزکیہ و تربیت بیان کیا ہے اس میں اور ہمارے اس وقت کے معاملہ میں بال برابر فرق نہیں ہو گا۔ لیکن اس تیسری سطح پر آ کر ایک فرق واقع ہو جاتا ہے وہ یہ ہے کہ اس وقت صرف کلمہ شہادت ادا کرنے پر مار پڑنی شروع ہو جاتی تھی جس نے اَشْھَدُ اَنْ لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ وَاَشْھَدُ اَنَّ مُحَمَّداً رَّسُوْلُ اللّٰہِ کہا اس نے گویا رائج الوقت نظام کے خلاف اعلان بغاوت کر دیا جس نے بیت اللہ میں نماز پڑھنے کی جرأت کی اس کی پٹائی شروع ہو گئی کشمکش شروع ہو گئی۔ حضرت ابو ذر غفاریؓ جب ایمان لانے کے بعد بیت اللہ میں اپنے ایمان کا اعلان کرنے پہنچ گئے تو صحابہ کرامؓ نے منع کیا کہ تم قریشی بھی نہیں ہو، تمہیں بچانے والا یہاں کوئی نہیں ہو گا۔ لیکن ان کے اندر بڑا جوش تھا...... وہؓ ایک عجیب ہی شخصیت ہیں۔ انؓ کی سیرت پر مولانا مناظر احسن گیلانی کی ایک باقاعدہ تصنیف ہے جو حضرات انؓ کی شخصیت کو جاننے کے خواہش مند ہوں وہ ضرور اس کتاب کا مطالعہ کریں...... انہوںؓ نے بیت اللہ میں جا کر جب بلند آواز سے کلمہ شہادت پڑھا تو وہ مار پڑی ہے کہ کچھ نہ پوچھئے۔ تو وہاں کلمہ شہادت پڑھنے پر مار پڑتی تھی۔ آج آپ کسی چوک میں بیٹھ کر ہزار دانہ تسبیح لے کر ہزار بار کلمہ پڑھ لیں تب بھی کچھ نہیں ہو گا کوئی مار نہیں پڑے گی بلکہ لوگ آپ کے گرویدہ ہو جائیں گے سمجھیں گے کہ کوئی بڑا پہنچا ہوا آدمی ہے، کوئی بڑا اللہ والا ہے۔ نذرانے آنے شروع ہو جائیں گے۔ لوگ ہاتھ چومنا شروع کر دیں گے۔

آج دو چیزوں پر مار پڑتی ہے ایک شریعت پر پوری طرح عمل کرنے پر اور دوسرے بدعات کے رد کرنے پر۔ آپ اپنے گھر میں شرعی پردہ رائج کر کے دیکھئے آپ کی اپنے معاشرہ کے ساتھ کشمکش شروع ہو جائے گی۔ برادری کے ساتھ جنگ شروع ہو جائے گی۔ آپ کے اپنے بھائی بند آپ کے خلاف کھڑے ہو جائیں گے آپ کا مقاطعہ ہو جائے گا سوشل بائیکاٹ ہو

جائے گا حلال روزی پر اکتفا کر کے دیکھئے آپ کے اپنے بیوی بچے آپ کے دشمن ہو جائیں گے۔ وہ کہیں گے کہ تقویٰ کا ہیضہ تم ہی کو ہو گیا ہے دنیا میں اور لوگ بھی ہیں جو رشوتیں بھی لے رہے ہیں ' یہ بھی کر رہے ہیں وہ بھی کر رہے ہیں۔ نمازیں بھی پڑھ رہے ہیں عمرے اور حج بھی کر رہے ہیں یہ تمہارے سر پر تقویٰ کا بھوت سوار ہو گیا ہے۔ اپنے گھر والے دشمن بن جائیں گے۔ اس لئے کہ ان کے ترنوالے ختم ہو گئے ان کے لئے دال روٹی پر گزارا کرنا مشکل ہو جائے گا۔ قرآن میں جو فرمایا کہ اِنَّ مِنْ اَزْوَاجِکُمْ وَ اَوْلَادِکُمْ عَدُوًّا لَّکُمْ فَاحْذَرُوْهُمْ ۔ یہ کب ہو گا۔ ! یہ تب ہو گا جب آپ شریعت پر عمل کریں گے۔
دوسرے آج بدعات کے رد اور ان کی نفی کرنے پر مار پڑتی ہے غلط اوہام پر تنقید کرنے پر جان کے لالے پڑ جاتے ہیں۔ ظاہر بات ہے کہ مسلمانوں میں کھلم کھلا بت پرستی تو ہو نہیں سکتی۔ لیکن جس طرح کے شرک ہم نے اختیار کئے ہوئے ہیں وہ بت پرستی سے کم تو نہیں ہیں۔ ہمارے ملک میں مزاروں پر جو کچھ ہوتا ہے اس کا حال کسے معلوم نہیں۔ جب آپ دعوت کے میدان میں آئیں گے اور ان تمام چیزوں کی نفی کریں گے۔ تب وہ کشمکش شروع ہو گی جو عملی انقلابی تربیت کا اہم ترین عنصر ہے۔

اسلامی انقلاب کے لئے جو رہنمائی ہمیں سیرت مطہرہ سے حاصل ہوتی ہے اس میں اقدام و تصادم کے مرحلہ میں استنباط و اجتہاد کے سوا پورے نقشہ کو جوں کا توں لینا ہو گا۔ اگر اس میں سر مو بھی فرق ہو گیا تو جان لیجئے کہ اسلامی انقلاب کی طرف پیش قدمی نہیں ہو سکے گی۔

مسلم معاشرے میں انقلابِ اسلامی کیلئے اقدام کی صورت

اب سوال یہ ہے کہ اگر ایک مسلم معاشرے میں حکومت کی سطح پر ملک کے اجتماعی نظام کے دائرے میں اسلام کے اوامر و نواہی نافذ نہ ہوں ' شریعت اسلامی کے مطابق جملہ اجتماعی معاملات انجام نہ پا رہے ہوں اور پورا اجتماعی نظام اپنے یا دوسروں کے بنائے ہوئے غیر اسلامی نظام ہائے فکر کی اساسات پر قائم ہو تو ایسے معاشرے میں اسلامی نظام یا اسلامی انقلاب کے لئے اقدام کی صورت کیا ہو گی!

چونکہ یہاں سابقہ "مسلمانوں" کی حکومت سے ہے اس کے علاوہ ایک بہت نمایاں فرق یہ ہے کہ عامۃُ المسلمین بالکل نہتے ہیں جب کہ حکومت کی پشت پر فوج کا باقاعدہ منظم اور ہر نوع کے اسلحہ سے لیس ادارہ موجود ہے۔ پھر ملک کے ہر دیہات 'قصبہ' تحصیل 'ضلع اور شہر میں پولیس کے منظم محکمے قائم ہیں۔ جو عام طور پر امن وامان کی فکر سے زیادہ حکومتِ وقت کی وفاداری میں ضابطۂ قانون واخلاق کو بالائے طاق رکھ کر عوام الناس پر تشدد کے لئے تیار رہتے ہیں۔

میں اپنی گذشتہ جمعہ کی تقریر میں عرض کر چکا ہوں کہ اسلامی انقلاب کے لئے ہمیں تین مراحل یعنی دعوت وتبلیغ۔ تربیت وتزکیہ اور جماعت وتنظیم کے لئے تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے اسوۂ حسنہ کا مکمل طور پر اتباع کرنا ہو گا۔ البتہ اقدام کے لئے ہمیں نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے ارشادات وفرمودات اور آپؐ کے مکی دور کے اسوۂ مبارکہ کو سامنے رکھ کر ان تمام چیزوں سے استنباط و اجتہاد کرنا ہو گا۔ میں نے گذشتہ تقریر میں یہ بھی عرض کیا تھا کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم ہمیں اندھیروں میں ٹھوکریں کھانے کے لئے نہیں چھوڑ گئے۔ بلکہ ایک مسلمان معاشرہ میں ایسی مسلم حکومت کے خلاف جو اسلامی نظام کی تنفیذ وترویج کے بجائے غیر اسلامی نظام کی ترویج وتنفیذ کر رہی ہو "اِقدام" کے لئے حضور کے فرمودات سے رہنمائی اخذ کی جا سکتی ہے۔ اس کے ضمن میں میں نے مسلم شریف کی دو احادیث پیش کی تھیں جن پر غور وتدبیر سے ایک ایسے مسلم معاشرہ میں حکومت کے خلاف "اِقدام" کے لئے رہنمائی مل جاتی ہے جس میں حکومت اسلامی قوانین 'حدود تعزیرات کے نفاذ کے بجائے غیر اسلامی قوانین کی ترویج وتنفیذ کر رہی ہو اور معروفات کے بجائے منکرات کو فروغ دے رہی ہو۔ موضوع کی اہمیت کے اعتبار سے میں آج بھی انہی احادیث کو پیش کئے دیتا ہوں۔

منکرات کے خلاف جہاد

ان احادیث کا مرکزی موضوع جہاد عن المنکر ہے۔ پہلی حدیث حضرت ابو سعید الخدری رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے۔ وہ روایت کرتے ہیں کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا

مَن رأی منکم منکراً فلیُغیّرہ بیدہ و ان لم یستطع فبلسانہ و ان لم یستطع

فبقلبہ و ذٰلک اضعف الایمان

"جو کوئی تم میں سے برائی کو دیکھے تو اس پر لازم ہے کہ وہ اسے اپنے ہاتھ یعنی طاقت سے بدل دے۔ اگر وہ اس کی استطاعت نہ رکھتا ہو تو اپنی زبان سے اسے برا کہے اور اسے بدلنے کی کوشش کرے۔ اور اگر اس کی بھی استطاعت نہ رکھتا ہو تو اسے دل سے برا جانے اس پر دلی کرب محسوس کرے۔ اور یہ ایمان کا کمزور ترین درجہ ہے......"

دوسری حدیث حضرت عبداللہ ابن مسعودؓ سے مروی ہے۔ وہ روایت کرتے ہیں کہ

اَنَّ رَسُوْلُ اللّٰہ صلّی اللّٰہ علیہ و سلم قال :مَا مِنْ نَبِیِّ بَعَثَہُ اللّٰہ فِی اُمَّۃٍ قبلی الاّ کان لہ من امتہٖ حوار یُّون و اصحابٌ یأ خذُون بِسُنَّتِہٖ و یقتدون بِامرہٖم انّھا تخلُفُ مِن بَعدِ ھِمْ خُلُوفٌ یقُولُون مَالاَ یفعلون ، و یفعلونَ مَالا یؤمَرون فمن جاھد ھُم بیدہٖ فھُو مؤمِنٌ ، و من جاھد ھم بلسانہٖ فھو مومنٌ ، وَمَنْ جَاھَدَ ھُمْ بِقَلْبِہٖ فَھُوَ مُؤمِنٌ ، لَیْسَ وَرَاءَ ذٰلِکَ مِنَ الْاِیْمَانِ حَبَّۃُ خَردلٍ

"رسول اللہؐ نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے مجھ سے پہلے کسی امت میں کوئی نبی ایسا نہیں بھیجا جس کے بعد اس کی امت میں اس کے حواریوں اور اصحاب نے اسکی سنت کو قائم نہ کیا ہو اور اس کے احکام کی پیروی نہ کی ہو۔ پھر ان کے جانشین ایسے لوگ بن جاتے ہیں جن کے قول اور فعل میں تضاد ہوتا ہے اور وہ ایسے کام کرتے ہیں جن کا انہیں حکم نہیں دیا گیا بس جو ان کے خلاف ہاتھ (قوت) سے جہاد کرے وہ مومن ہے، جو ان کے خلاف زبان سے جہاد کرے وہ مومن ہے اور جو ان کے خلاف دل سے جہاد کرے (یعنی دل میں انہیں برا سمجھے) وہ مومن ہے مگر اس کے بعد رائی کے دانے کے برابر بھی ایمان نہیں ہے۔

موجودہ دور میں نہی عن المنکر کی عملی صورت

میرے نزدیک ان دونوں احادیث کو ہمارے مسئلہ کے حل کی کلید کی حیثیت حاصل ہے۔ پاکستان میں اگر عملاً کامل اسلامی انقلاب آئے گا تو اس طور پر کہ اگر کوئی ایسی جماعت وجود میں آجائے جو ایسے معتدبہ افراد پر مشتمل ہو کہ جس سے تعلق رکھنے والا ہر فرد دل و جان سے تقویٰ اور اسلام کی روش پر کاربند ہونے کے لئے کوشاں ہے، حبل اللہ یعنی قرآن مجید سے اس کا تعلق مضبوط ہوتا چلا جا رہا ہے، ہر نوع کی فرقہ بندی سے اس کا دامن محفوظ ہے، یہ جماعت

اقتدار کو چیلنج کرے گی کہ منکرات کا کام پاکستان میں نہیں ہونے دیں گے۔ یہ کام ہماری لاشوں ہی پر ہو گا۔ منکرات وہ سامنے رکھے جائیں جو ہر فقہی مسلک کے نزدیک صریح منکر ہوں۔ جیسے بے پردگی' فحاشی اور سودی معیشت وغیرہ وغیرہ۔ اس کے لئے پرامن اور منظم مظاہرے ہوں گے۔ ایجی ٹیشن ہو گا۔ ضرورت لاحق ہوئی تو کفو ۱۱ید کم کے اصول پر پکٹنگ ہو گا۔ اس کام کے لئے جماعت کی طرف سے کسی قسم کے تشدد کے خلاف کوئی جوابی کاروائی نہیں ہوگی۔ لاٹھیاں برسیں گی تو سر حاضر ہوں گے۔ گولیاں چلیں گی تو وہ سینوں پر کھائی جائیں گی۔ دارورسن کا مرحلہ اگر آئے گا تو اسے خوشی خوشی لبیک کہیں گے۔ الغرض اس راہ میں جو مصائب بھی آئیں گے' ان کو خندہ پیشانی سے برداشت کریں گے۔ اس ابتلاء وامتحان میں نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم اور بالخصوص آپؐ کے صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کے اس اسوہ حسنہ کو اپنے سامنے رکھیں گے جو سیرت مطہرہ میں مکی دور میں نظر آتا ہے کہ حضرت یاسرؓ اور ان کی اہلیہ حضرت سمیہؓ نہایت بہیمانہ طور پر شہید کر دیئے گئے' حضرت بلالؓ کو سفاکانہ طور پر مکہ کی سنگلاخ اور تپتی زمین پر گھسیٹا گیا۔ حضرت خبابؓ کو دہکتے انگاروں پر ننگی پیٹھ لٹا دیا گیا' حضرت عثمانؓ کو چٹائی میں لپیٹ کر انؓ کی ناک میں دھونی دی گئی کہ سانس گھٹنے لگا لیکن کسی ایک نے بھی جواب میں ہاتھ نہیں اٹھایا۔ رضی اللہ تعالیٰ عنہم اجمعین۔ خود محبوبِ رب العالمین صلی اللہ علیہ وسلم کی راہ میں کانٹے بچھائے گئے' آپؐ کی گردن مبارک میں چادر ڈال کر اس طرح بل دیئے گئے کہ چشم ہائے مبارک ابل پڑنے کو ہوئیں۔ عین سجدے کی حالت میں آپؐ کے شانہ مبارک پر اونٹ کی نجاست بھری اوجھڑی رکھ دی گئی۔ طائف کی گلیوں میں حضورؐ پر پتھروں کی ایسی بچھاڑ کی گئی کہ جسد اطہر لہولہان ہو گیا۔ خون سے نعلین میں پائے مبارک جم گئے ۔ حضورؐ کے پورے خاندان کو شعب بنی ہاشم میں پورے تین سال تک محصور رکھا گیا اور نوبت یہاں تک پہنچی کہ آس پاس کی تمام جھاڑیوں کے پتوں سے پیٹ کی آگ بجھائی گئی۔ معصوم بچوں کے حلق میں سوکھے چمڑے کو پانی میں بھگو کر نچوڑا گیا۔ جب آزمائشوں کی ان بھٹیوں سے محمد الرسول اللہ اوالذین معہ صبر وثبات اور استقامت سے گزر گئے تو اللہ کی نصرت آئی اور مدینہ منورہ کی طرف اللہ تعالیٰ نے کھڑکی کھول دی۔ آج لوگ اپنے سیاسی اور معاشی حقوق کے لئے' کسی دنیوی سہولت کے لئے اور دوسری دنیوی مراعات کے حصول کے لئے مظاہرے کرتے ہیں۔ اگر یہی ایجی ٹیشن

منظم اور پرامن طریقوں پر صرف دین کے لئے اور نہی عن المنکر کے لئے ہوں کہ ہم یہ منکر کام یہاں نہیں ہونے دیں گے۔

تو یہ ہے میرے نزدیک ایک مسلمان ملک میں نہی عن المنکر کے لئے جہاد بالید کے متعلق نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے اس فرمان کی تعبیر اور اقدام کی شکل جو ان دو حدیثوں کے ذریعے سے ہمارے سامنے آتی ہے۔ البتہ اس اقدام کے لئے لازمی شرط یہ ہے کہ مظاہروں اور ایجی ٹیشن سے متعلق سارے کام بالکل پرامن ہوں۔ بدامنی اور توڑ پھوڑ سے کلی طور پر اجتناب کیا جائے۔ ایسی صورت میں یہ جماعت عامۃ المسلمین حتیٰ کہ فوج اور پولیس کی ہمدردیاں بھی حاصل کر سکے گی اور اللہ نے چاہا تو اس طرح یہ طریقہ پانسہ پلٹ کر رکھ دے گا اور اسلامی انقلاب کی راہ ہموار ہو جائے گی۔

انتخابی عمل سے انقلاب نہیں آسکتا

یہ بات دو اور دو چار کی طرح اظہر من الشمس ہے کہ انتخابی عمل رائج الوقت نظام میں چند اصلاحات تو کر سکتا ہے' اسے بیخ و بن سے اکھاڑ کر خالص اسلامی نظام میں تبدیل نہیں کر سکتا۔ اسلامی انقلاب کے نقطۂ نظر سے اس طریق کار میں بہت سی خرابیاں مضمر ہیں۔ محدود وقت کے پیش نظر چند کی طرف اشارات پر اکتفا کروں گا۔ انتخابی عمل میں اصل ہدف حصولِ اقتدار ہوتا ہے۔ ظاہر بات ہے کہ ہمارے ملک میں مراعات یافتہ طبقات کی ملک کی عظیم اکثریت پر اتنی مضبوط گرفت ہے کہ ووٹوں کے ذریعہ سے ان کو شکست دینا قریباً محال ہے۔ پھر چونکہ یہ طبقہ مسندِ اقتدار پر پہلے سے قابض ہوتا ہے لہٰذا انتظامیہ پر اس کا تسلط بہت مضبوط ہوتا ہے۔ مزید یہ کہ انتظامیہ کی عظیم اکثریت برسراقتدار طبقے کے استحصالی طور طریقوں سے خود بھی ناجائز طور پر منفعت حاصل کرتی رہتی ہے لہٰذا اس کی ہر جائز و ناجائز حمایت مراعات یافتہ طبقات کو حاصل ہوتی ہے۔ پھر یہ کہ جب کوئی جماعت اسلام کے نام پر ووٹوں کی بھیک مانگنے عوام کے سامنے کھڑی ہوتی ہے تو وہ عام لوگوں کے غلط عقائد اور غلط اعمال پر تنقید نہیں کر سکتی۔ وہ لوگوں سے یہ نہیں کہہ سکتی کہ تم فلاں فلاں کام خلاف اسلام کر رہے ہو اور فلاں فلاں کام خلافِ قانون کر رہے ہو چونکہ انہی لوگوں سے تو اس نے ووٹ لینے ہیں۔ لہٰذا انتخابات میں حصہ لینے والی ہر جماعت عوام کے خلافِ اسلام کاموں پر نکیر اور تنقید سے پہلوتہی اور صرفِ نظر کرتی ہے۔ اب اسلام کے نام پر الیکشن میں حصہ لینے کی صورت میں خود اسلام کے حق میں آخری

خرابی کی بات بھی سن لیجئے۔ جب بھی کوئی جماعت الیکشن میں اسلام کے نام پر ووٹ مانگے گی اور کوئی دوسری جماعت بھی اسلام کے نام پر ووٹ مانگے گی تو دو اسلام ہو گئے یا نہیں؟ تین یا چار جماعتیں اسلام کے نام پر الیکشن میں حصہ لے رہی ہوں تو تین یا چار اسلام ہو جائیں گے یا نہیں؟ ہمارے معاشرے میں مذہبی فرقہ واریت جس شدت کے ساتھ بڑھ رہی ہے اس کا سب سے بڑا سبب اسلام کے نام پر "الیکشن لڑنا" ہے۔ ہر گروہ اپنے مخصوص شعائر کا جن کا اسلام سے یا تو سرے سے کوئی تعلق نہ ہو یا اگر ہو تو محض فروعی ہو اس طرح پروپیگنڈہ کرے گا گویا یہی اصل اسلام ہے۔ اس طرح ہمارے عوام الناس انتشارِ ذہنی میں مبتلا ہوں گے یا نہیں؟ اور ہمارے خواص بالخصوص جدید تعلیم یافتہ طبقہ جو پہلے ہی سے دین کے معتقدات و اساسات کے بارے میں تشکیک میں مبتلا ہے تو یہ تمام عناصر ان جماعتوں کا ساتھ دیں گے یا انہی جو سیکولر (لادینیت) ذہن کی حامل اور علَم بردار ہیں! ۱۹۷۰ء کے الیکشن میں جس سے زیادہ 'FAIR' (صاف ستھرا) الیکشن پاکستان میں تاحال نہیں ہوا یہ نتیجہ سامنے آ چکا ہے یا نہیں؟ اس طرح وہ دینی جماعتیں جو اسلامی نظام کے بارے میں مخلص ہیں اپنی قوتوں، صلاحیتوں اور سرمایہ کا اس الیکشن بازی میں ضیاع کرتی ہیں۔ واقعہ یہ ہے کہ اسلامی نظام اس راستہ سے آ ہی نہیں سکتا۔ البتہ اس طرح یہ نقصان ہوتا ہے کہ جماعتوں کے تحزب و تخالف اور ملی اتحاد میں ایسے رخنے پیدا ہو جاتے ہیں کہ انتہائی کوشش کے باوجود ان کا بھرنا ممکن نہیں رہتا۔ بلکہ یہ جماعتی عصبیتیں اور تحزّب و تخالف بسا اوقات باہمی نفرت و عداوت کا رخ اختیار کر لیتا ہے جسکی تباہ کاریوں سے ہم میں سے کون ہو گا جو واقف نہ ہو۔

ممکنہ نتائج

نہی عن المنکر کے خلاف ایک امیر اور ایک تنظیم کی کمان میں پر امن مظاہروں سے تین ممکنہ نتائج نکل سکتے ہیں۔ پہلا یہ کہ حکومتِ وقت پسپائی اختیار کرے اور اس جماعت کے مطالبات مان لے۔ منکرات ختم ہوں اور ان کی جگہ معروفات لے لیں۔ اسی طرح درجہ بدرجہ منظم اور پر امن مظاہروں کے ذریعہ سے پوری شریعت نافذ ہو جائے گی چونکہ اربابِ اقتدار کو یہ اطمینان ہو گا کہ یہ جماعت اپنا اقتدار نہیں چاہتی بلکہ اس کا مقصود و مطلوب صرف اسلام کا عملاً نفاذ ہے چنانچہ ان ہی کے ہاتھوں اسلام قائم اور نافذ ہو جائے گا اور

فھو المطلوب۔ یا دوسری شکل یہ ہوگی کہ حکومت مزاحمت کرے' اسے اپنے مفادات کے تحفظ اور اپنی بقا کا مسئلہ بنا لے اور مسندِ اقتدار یا ایوان کی اکثریت بظاہر ایسے ان لوگوں پر مشتمل ہو جو زبانی کلامی اسلام اور اس کے نظامِ عدل و قسط کے بڑے قصیدہ گو اور مداح سرا ہوں' لیکن در حقیقت وہ نہ خود پورے اسلام پر عمل کرتے ہوں نہ معاشرے میں اسلام کو بحیثیت نظامِ حیات کے نافذ دیکھنے کے روادار ہوں تو ان کی طرف سے مزاحمت ہوگی۔ تحریک کو کچلنے کے لئے تشدّد ہو گا۔ طاقت کا استعمال ہو گا۔ مظاہرین پر لاٹھی چارج ہو گا۔ گولیوں کی بوچھاڑ ہو گی۔ ان کو جیلوں میں ٹھونسا جائے گا۔ دار و رسن کے مراحل آئیں گے۔ ان سب کو اگر یہ جماعت پرامن طریق پر جھیل جائے۔ وہ مشتعل نہ ہو۔ کوئی جوابی کاروائی نہ کرے۔ اس کی طرف سے کوئی توڑ پھوڑ نہ ہو۔ نہ سرکاری املاک اور نہ نجی املاک کو کوئی نقصان پہنچے تو ان شاءاللہ پھر دو ہی صورتیں ہوں گی۔ یا تو وہ جماعت اس راہ میں قربان ہو جائے گی۔ یہ قربانی اللہ کی راہ میں قربانی ہو گی اور دنیا میں خواہ وہ ناکام رہی ہو لیکن آخرت کے اعتبار سے یہ بہت بڑی کامیابی ہے بلکہ اصل کامیابی یہی ہے۔ ذالک ھو الفوز العظیم جیسے تحریک شہیدین میں شامل مجاہدینِ بالاکوٹ میں اپنے خون سے دریائے کنہار کے پانی کو لالہ زار کر کے اللہ کی راہ میں قربان ہو کر سرخرو ہو گئے۔ دنیوی اعتبار سے تحریک ناکام ہو گئی لیکن اُخروی اعتبار سے اس راہ میں گردن کٹانے والے اللہ تعالیٰ کے محبوب ترین بندوں میں شامل ہو گئے۔

بنا کردند خوش رسمے بخاک و خون غلطیدن
خدا رحمت کند ایں عاشقانِ پاک طینت را

اور دوسری صورت یہ ہو سکتی ہے کہ اس جماعت کے نظم و ضبط' صبر و ثبات خلوص و اخلاص اور للّٰھیت سے عوام الناس کی عملی ہمدردیاں اس جماعت کو حاصل ہو جائیں اور عوام پوری طرح اس تحریک کا ساتھ دیں۔ مزید براں ایسا مرحلہ آ سکتا ہے کہ سرکاری اداروں خاص طور پر فوج اور پولیس کی عملی ہمدردیاں بھی اس اسلامی انقلابی جماعت کے ساتھ شامل ہو جائیں۔ یہ صورت حال ان شاءاللہ العزیز پانسہ پلٹ دے گی اور جس طرح ایران کے جابر و مطلق العنان شہنشاہ کو ایسی ہی صورت حال میں ملک سے فرار ہونا پڑا اور حکومت کی زمامِ کار انقلابی رہنماؤں کے ہاتھ میں آ گئی۔ اسی طرح یہ صورت حال پاکستان میں بھی پیدا ہو سکتی ہے۔ اللہ تعالیٰ کا وعدہ ہے کہ "اگر تم اللہ کی مدد کرو گے تو اللہ تمہاری مدد کرے گا"۔

اور "اگر اللہ تمہاری مدد کرے تو کوئی تم پر غالب نہیں آسکتا لیکن اگر تم نے اللہ کی مدد سے منہ موڑا تو اس کے بعد تمہاری مدد کرنے والا کوئی نہیں ہو گا۔

یَاَیُّھَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا اِنْ تَنْصُرُوا اللّٰهَ یَنْصُرْكُمْ وَیُثَبِّتْ اَقْدَامَكُمْ

اور اِنْ یَّنْصُرْكُمُ اللّٰهُ فَلَا غَالِبَ لَكُمْ وَاِنْ یَّخْذُلْكُمْ فَمَنْ ذَا الَّذِیْ یَنْصُرُكُمْ مِّنْۢ بَعْدِهٖ

یہ بات اظہر من الشمس ہے کہ اللہ کی مدد سے مراد اس کے دین کی مدد ہے۔ اس کے قیام کے لئے مجاہدہ ہے۔ اللہ تعالیٰ کا وعدہ ہے کہ جو لوگ خلوص کے ساتھ اللہ کے دین کی اقامت کی جدوجہد کریں گے اس کے لئے قربانیاں دیں گے' اس کیلئے تن من دھن لگائیں گے' سرفروشی دکھائیں گے تو اللہ تعالیٰ ان کی مدد فرمائے گا۔ علامہ اقبال نے اس بات کو کیا خوب کہا ہے۔

فضائے بدر پیدا کر فرشتے تیری نصرت کو
اتر سکتے ہیں گردوں سے قطار اندر قطار اب بھی

الحمدللہ کہ جنوری ۸۷ء سے
مرکزی انجمن خدام القرآن لاہور
کے زیر اہتمام
قرآن حکیم کی فکری و عملی رہنمائی
کے عنوان سے
خط و کتابت کورس
کا آغاز ہو رہا ہے
داخلہ بھیجنے کی آخری تاریخ ۵ جنوری ۸۷ء ہے
(نوٹ: تفصیلات کے لیے انجمن کے دفتر ۳۶۔کے ماڈل ٹاؤن لاہور سے پراسپکٹس طلب فرمائیں)

حضرت ابوذر غفاری رضی اللہ تعالیٰ عنہ خلیلِ رسول صلی اللہ علیہ وسلم

طالب ہاشمی

خیرالبشر رحمتِ عالم صلی اللہ علیہ وسلم ایک دن چند صحابہ کرامؓ کے درمیان رونق افروز تھے کہ گہرے سانولے رنگ کے ایک کشیدہ قامت آدمی، جن کے سر اور ڈاڑھی کے بال سفید ہو چلے تھے، حضورؐ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور ایسے لہجے میں سلام کیا جس میں بے پناہ عقیدت اور محبت پائی جاتی تھی۔ انہیں دیکھ کر سرورِ عالمؐ کے روئے انور پر بشاشت پھیل گئی اور لسانِ رسالت پر یہ الفاظ جاری ہو گئے۔

"ما اظلت الخضراء و ما اقلت الغبراء اصدق لہجۃ من ابی ذرٍ

اور کائنات کے ذرہ ذرہ نے شہادت دی کہ بیشک سید المرسلینؐ نے سچ فرمایا۔

ابوذرؓ نے اس وقت اسلام کی صداقت کی گواہی دی تھی جب خدیجۃ الکبریٰ ابوبکر صدیقؓ، علی مرتضیٰؓ اور زید بن حارثہؓ کے سوا کسی نے اشھد ان لا الٰہ الا اللہ و اشھد ان محمد رسول اللہ نہیں کہا تھا اور پھر زندگی بھر کسی نے ابوذرؓ کی زبان سے حق کے سوا کوئی دوسری بات نہ سنی۔ یہاں تک کہ ان کی حق گوئی اور بےباکی نے ارض و سما میں تلاطم برپا کر دیا۔

حضرت ابوذرؓ جن کا اصل نام باختلاف روایت بریر یا جندب تھا۔ قبیلہ بنو غفار سے تعلق رکھتے تھے۔ یہ قبیلہ کنانہ بن خزیمہ کی نسل سے تھا جو پندرھویں پشت میں رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے جدِ اعلیٰ تھے۔ غفار بن ملیل، حضرت ابوذرؓ کی ساتویں پشت میں ایک سربرآوردہ شخص تھا۔ اسی کے نام کی نسبت سے کنانی النسل عربوں کا یہ گروہ غفاری کہلانے لگا۔ غفار تک حضرت ابوذرؓ کا شجرہ نسب یہ ہے۔

ابوذر (جندب یا بریر) بن جنادہ بن قیس بن عمرو بن ملیل بن صعیر بن حرام بن غفار۔ ماں کا نام رملہ بنت ربیعہ وہ بھی قبیلہ غفار سے تھیں۔ بنو غفار کا ماویٰ اور مسکن مدینہ منورہ سے اسّی

میل کے فاصلے پر بدر کے نواح میں تھا ان کے قریب ہی وہ کاروانی راستہ واقع تھا جو مکہ مکرمہ کو شام و فلسطین سے ملاتا تھا۔ بنو غفار بڑے مفلس لوگ تھے اور بصد مشکل گزر اوقات کرتے تاہم انہوں نے مدتوں صبر و قناعت کو اپنا شعار بنائے رکھا لیکن پھر ایک ایسا وقت آیا کہ مفلسی اور بدحالی نے ان کو گمراہ کر دیا اور انہوں نے ڈاکہ زنی اور قزاقی کا پیشہ اختیار کر لیا۔ وہ نہ صرف مکہ اور شام کے درمیان آنے جانے والے تجارتی قافلوں کو لوٹ لیتے تھے بلکہ نواحی قبائل کو بھی وقتاً فوقتاً اپنی ترکتازیوں کا نشانہ بناتے رہتے تھے۔ حضرت ابوذرؓ نے اسی ماحول میں ہوش کی آنکھیں کھولیں۔ جب دیکھا کہ قبیلے کے نوجوان نت نئی مہموں پر جاتے ہیں اور انواع و اقسام کے مال و اسباب سے لدے پھندے واپس آتے ہیں تو وہ بھی ان کے ساتھ شریک ہو گئے لیکن قدرت کو ان سے کوئی اور ہی کام لینا منظور تھا۔ معلوم نہیں کیا سبب ہوا کہ یکایک ان کی زندگی میں انقلاب پیدا ہو گیا اور طبیعت لوٹ مار، قتل و غارت اور رہزنی سے سخت متنفر ہو گئی۔ اس کے ساتھ ہی وہ قبیلہ کے دیوتاؤں، دیویوں اور بتوں سے بیزار ہو گئے۔ ربِ اکبر نے انہیں توحید کا راستہ سمجھا دیا اور وہ شب و روز خدائے واحد کی عبادت میں مشغول رہنے لگے۔ خود ہی نماز کی کوئی صورت معیّن کر لی اور جدھر اللہ تعالیٰ جھکا دیتا اسی طرف منہ کر کے پڑھ لیتے۔ صحیح مسلم میں ہے کہ ابوذرؓ پر قبول اسلام سے پہلے ہی خشیتِ الٰہی مسلط ہو چکی تھی۔ خود ان سے روایت ہے کہ۔

> "میں رات کی نماز کے لئے کھڑا ہوتا اور کھڑا رہتا، یہاں تک کہ صبح کاذب ہو جاتی۔ اس وقت میں اپنے آپ کو زمین پر ڈال دیتا اور اس طرح پڑا رہتا جیسے کوئی کپڑا پڑا ہوا ہے۔ جب مجھ پر دھوپ پڑنے لگتی تو اٹھتا۔"

غفار کے لوگ ان کی زبان سے لا الہ الا اللہ کا ورد سنتے تھے اور حیران ہوتے تھے۔ کہ یہ کس جنون میں مبتلا ہو گیا ہے۔ اس وقت مکہ سے خورشیدِ اسلام کا طلوع ہو چکا تھا اور ہادیٔ برحق نے دعوت توحید کا آغاز فرما دیا تھا۔ ایک دن قبیلہ غفار کا ایک شخص مکہ گیا۔ وہاں اس کے کانوں میں دعوت حق کی بھنک پڑ گئی۔ واپس آ کر حضرت ابوذرؓ سے ملا اور کہنے لگا۔ "ابوذرؓ تمہاری طرح مکہ میں بھی ایک شخص لا الہ الا اللہ کہتا ہے اور لوگوں کو بت پرستی سے منع کرتا ہے۔" ابوذرؓ تو پہلے ہی کسی ہادی و رہنماء کی تلاش میں تھے۔ یہ خبر سن کر بیتاب ہو گئے۔

اسی وقت اپنے بھائی انیس کو یہ کہہ کر مکہ روانہ ہو گیا کہ جا کر اس شخص کو ملو جو لوگوں کو خدائے واحد کی طرف بلاتا ہے اور پھر واپس آ کر اس کے حالات بتاؤ۔ انیسؓ ایک بلند پایہ شاعر اور نہایت زیرک آدمی تھے۔ مکہ پہنچ کر انہوں نے سرور عالمؐ کے ارشادات گرامی سنے تو بے حد متاثر ہوئے۔ واپس آئے تو ابو ذرؓ نے پوچھا۔ "تم نے مکہ کے داعیٔ توحید کو کیسا پایا؟"

انیسؓ نے جواب دیا۔ "لوگ اسے شاعر، کاہن اور جادوگر کہتے ہیں لیکن خدا کی قسم میں نے ایسا نہیں پایا۔ وہ شاعر ہے نہ کاہن اور نہ جادوگر، وہ تو لوگوں کو محض بھلائی کی طرف بلاتا ہے اور برائیوں سے روکتا ہے۔"

اس مختصر جواب سے حضرت ابو ذرؓ کی تسلی نہ ہوئی اور وہ خود تحقیقِ احوال کے لئے عازم مکہ ہو گئے۔

مکہ پہنچ کر حضرت ابو ذرؓ نے کعبہ میں قیام کیا۔ سرور عالمؐ کو پہچانتے نہ تھے۔ کسی سے پوچھنا خلاف مصلحت سمجھا۔ اللہ کی طرف دھیان تھا کہ وہی داعیٔ حق سے ملا دے گا۔ کئی دن اسی طرح گزر گئے ایک دن حضرت علی المرتضیٰؓ انہیں ایک طرف لے گئے اور پوچھا، "بھائی میں تمہیں کئی دن سے یہاں دیکھ رہا ہوں تم کس چیز کی تلاش میں ہو۔" حضرت ابو ذرؓ نے جواب دیا، "اگر تم وعدہ کرو کہ مجھے میری منزل مقصود تک پہنچا دو گے اور زبان بند رکھو گے تو بتائے دیتا ہوں۔"

حضرت علیؓ نے فرمایا، "تم مطمئن رہو تمہارا راز افشا نہ ہو گا"۔

اب حضرت ابو ذرؓ نے اپنا مقصد بتایا۔ حضرت علیؓ نے ان کی بات سن کر فرمایا، "تم نے ہدایت کا راستہ پا لیا جن کی تلاش میں تم آئے ہو بے شک وہ خدا کے سچے رسولؐ ہیں۔" حضرت ابو ذرؓ پر رقت طاری ہو گئی۔ انہوں نے حضرت علیؓ سے درخواست کی۔ "للہ مجھے اس ذات اقدس تک پہنچا دیجئے۔" [1]

حضرت علی کرم اللہ وجہہ انہیں لے کر بارگاہ نبوی میں حاضر ہوئے۔ حضورؐ کا جلالِ نبوت سے منور چہرہ مبارک دیکھ کر ابو ذرؓ کے دل نے گواہی دی کہ یہ واقعی خدا کے سچے رسول ہیں۔

---

[1] ایک دوسری روایت میں ہے کہ حضرت علیؓ پہلے دن بغیر کچھ پوچھے حضرت ابو ذرؓ کو اپنے گھر لے گئے۔ رات گزار کو ابو ذرؓ پھر کعبہ جا پہنچے۔ دوسرے دن حضرت علیؓ پھر انہیں اپنے گھر لے گئے اور کعبہ میں قیام کا مقصد پوچھا........... حضرت ابو ذرؓ نے ان سے رازداری کا وعدہ لیا اور پھر اپنے حالات بلا کم و کاست بیان کر دیئے اور کہا کہ میں یہاں محض مکہ کے داعیٔ حق کی تلاش کے لئے مقیم ہوں۔

بے تابانہ عرض کی' "اے اللہ کے رسولؐ مجھے اپنی دعوت کی تفصیل بتائیے۔ "
حضورؐ نے ایسے بلیغ انداز سے ابوذرؓ کے سامنے اسلام پیش کیا کہ ان کا دل جوشِ ایمان سے لبریز ہو گیا۔ اسی وقت کلمۂ شہادت پڑھ کر اسلام کا پانچواں ستون بن گئے۔ ان سے پہلے صرف چار پاکباز ہستیاں نعمتِ ایمان سے سعادت اندوز ہوئی تھی۔ ام المومنین خدیجہؓ 'صدیق اکبرؓ 'علی المرتضیٰؓ اور زیدؓ بن حارثہ.......... اب حضورؐ نے ابوذرؓ سے پوچھا۔
"غفاری بھائی اتنے دن تمہاری خورد ونوش کا کیا انتظام رہا۔ "
عرض کی' "یارسول اللہ کھانے کو تو کچھ ملا نہیں۔ چاہ زمزم کا پانی پی کر پیٹ بھر لیتا تھا۔ "

اس وقت حضرت صدیق اکبرؓ پاس ہی تھے۔ انہوں نے عرض کی' "یارسول اللہ اگر اجازت ہو تو میں ابوذرؓ کو کچھ کھلاؤں ؟" حضورؐ نے فرمایا' "ہاں ہاں ضرور۔ "
صدیق اکبرؓ حضرت ابوذرؓ کو اپنے ہمراہ گھر لے گئے۔ رسول اکرمؐ بھی ساتھ گئے۔ وہاں صدیق اکبرؓ نے طائف کے خشک انگور جناب رسالت مآبؐ اور ابوذر غفاریؓ کی خدمت میں پیش کئے۔ یہ پہلی غذا تھی جو مکہ میں پہنچ کر ابوذرؓ کو نصیب ہوئی پھر رسول کریمؐ نے ابوذرؓ سے فرمایا۔
"ابوذرؓ اب تم اپنے قبیلے میں واپس جاؤ اور اسے دعوت توحید دو۔ جب دعوتِ حق کے آشکار ہونے کی خبر ملے اس وقت پھر یہاں آ جانا۔ فی الحال تم بھی مکہ میں اپنا اسلام پوشیدہ رکھو۔ "

ابوذرؓ کا دل جوشِ توحید سے معمور تھا۔ عرض کی۔
"یارسول اللہ.......... خدا کی قسم آپ اجازت دیجئے میں مکہ میں اپنے اسلام کا اعلان کر کے جاؤں گا۔ "
حضورؐ ان کا جوش اور ولولہ دیکھ کر خاموش ہو گئے۔
ابوذرؓ سیدھے حرم کعبہ میں تشریف لے گئے وہاں مشرکین کا مجمع تھا۔ ابوذرؓ نے مشرکین سے مخاطب ہو کر بآواز بلند کہا۔
"لوگو خدائے واحد کے سوا کوئی پرستش کے لائق نہیں اور محمدؐ خدا کے سچے رسول ہیں۔ "
ابوذرؓ کی زبان سے یہ الفاظ نکلے ہی تھے کہ مشرکین چاروں طرف سے ٹوٹ پڑے اور مار مار

کر لہولہان کر دیا۔ اتنے میں عباسؓ بن عبدالمطلب آپہنچے۔ ایک غریب الوطن کو اس حال میں دیکھ کر دل بھر آیا۔ ابوذرؓ کے اوپر گر پڑے اور مشرکین سے کہا ''اپنا ہاتھ روکو کیوں ناحق اس غریب کی جان لیتے ہو۔'' عباسؓ ابھی ایمان نہیں لائے تھے اس لئے مشرکین کو ان کی بات کا بڑا پاس تھا۔ اُن کے کہنے پر انہوں نے ابوذرؓ کو چھوڑ دیا۔ لیکن توحید کے متوالے ابوذرؓ دوسرے دن پھر کعبہ جا پہنچے اور مشرکین کو دعوت توحید دینے لگے۔ مشرکین نے انہیں پھر پکڑ لیا اور زد و کوب کرنا شروع کر دیا۔ اس وقت بھی عباسؓ ان کے آڑے آئے اور مشرکین کو سمجھایا کہ یہ شخص غفار کے جنگجو اور خون آشام قبیلے کا فرد ہے۔ اگر تم نے اسے ہلاک کر دیا تو تمہارا کوئی قافلۂ تجارت منزل مقصود تک نہ پہنچ سکے گا۔ غفاریوں سے خواہ مخواہ کی دشمنی کیوں مول لیتے ہو۔''

مشرکین کی سمجھ میں یہ بات آگئی اور انہوں نے ابوذرؓ کو چھوڑ دیا۔ ابوذرؓ نے اب سوچا کہ ان لوگوں کے دلوں پر مہر لگ چکی ہے ان پر میری بات کا اثر نہیں ہو گا۔ انہیں خدا کے سچے رسولؐ ہی راہ ہدایت پر لا سکیں گے۔ اس لئے بہتر یہی ہے کہ میں اپنے حلقۂ اثر میں جا کر تبلیغ کروں۔ یہ سوچ کر انہوں نے اپنے وطن کی راہ لی۔ وہاں پہنچ کر سب سے پہلے اپنے بھائیوں اور والدہ کو دعوت توحید دی۔ ان تینوں نے فوراً اس پر لبیک کہا۔ پھر انہوں نے اپنے قبیلہ کو اسلام کی طرف بلایا۔ آدھا قبیلہ اسی وقت مسلمان ہو گیا اور آدھا ہجرتِ نبویؐ کے بعد دولتِ ایمان سے بہرہ یاب ہوا

حضرت ابوذرؓ عرصہ دراز تک اپنے قبیلہ کے لوگوں کو اسلام کی تعلیم دیتے رہے جب بدر، احد، خندق وغیرہ کے غزوات گزر چکے تو انہوں نے بھی اپنے وطن سے ہجرت کی۔ مدینۃ الرسول پہنچ کر بارگاہ نبوی میں حاضر ہوئے اور اپنے آپ کو سرکارِ دوعالمؐ کی خدمت کے لئے وقف کر دیا[۱]۔ جب غزوہ تبوک پیش آیا تو ابوذر غفاریؓ بھی اپنے آقاؐ کی معیت میں تبوک کے سفر پر روانہ ہوئے۔ راستے میں ان کا اونٹ سست پڑ گیا اور وہ لشکر اسلام سے بچھڑ گئے۔

---

[۱] ایک روایت میں ہے کہ رسول اکرمؐ نے بتیس شیر دار اونٹنیاں حضرت ابوذرؓ کے سپرد کی تھیں وہ انہیں لے کر مدینہ منورہ سے بارہ میل کے فاصلے پر ذی قرد کے قریب ایک جنگل میں مقیم ہو گئے۔ ان کی زوجہ لیلیٰ اور بیٹا ذرؓ بھی ساتھ تھے۔ ربیع الاول ۶ھ میں بنو غطفان کے لٹیروں نے عینیہ بن حصن فزاری کی سرکردگی میں چھاپہ مارا۔ ذرؓ کو شہید کر ڈالا اور تمام اونٹنیاں حضرت ابوذرؓ کی زوجہ سمیت ہنکا لے چلے۔ صحابہؓ کو بروقت خبر ہو گئی انہوں نے تعاقب کیا اور سب کو چھڑا لائے۔ یہ واقعہ غزوہ ذی قرد کے نام سے مشہور ہے۔

دل میں شوق جہاد موجزن تھا۔ اونٹ کو وہیں چھوڑا اور سارا سامان پیٹھ پر لاد کر پیادہ پا منزلِ مقصود کی طرف روانہ ہوئے۔ آگے جا کر لشکر اسلام نے ایک جگہ قیام کیا۔ ایک شخص نے حضورؐ سے عرض کی "یارسول اللہ وہ دور سے ایک شخص آرہا ہے معلوم نہیں کون ہے۔" حضورؐ نے فرمایا' ابوذرؓ ہوں گے۔"

لوگوں نے دیکھا تو وہ واقعی ابوذرؓ تھے۔ رسول کریمؐ سے عرض کی۔ "یارسول اللہ خدا کی قسم یہ ابوذرؓ ہی ہیں۔"

حضورؐ نے فرمایا' "ابوذرؓ اکیلے ہی چلتے ہیں۔ اکیلے ہی مریں گے اور قیامت کے دن اکیلے ہی اٹھیں گے۔"

حضرت ابوذرؓ غفاری کے زہد و تقویٰ اور خدا اور رسولؐ سے عشق کا یہ عالم تھا کہ سرورِ کائنات نے انہیں مسیح الاسلام کا لقب عطا فرمایا۔

ایک دن حضرت ابوذرؓ نے رسول اکرمؐ کی خدمت میں عرض کی۔ "یارسول اللہ ایک شخص بعض ہستیوں سے محبت رکھتا ہے لیکن ان کے اعمال کو اپنانے کی طاقت نہیں رکھتا اس کے متعلق کیا ارشاد ہے۔"

حضورؐ نے فرمایا' "وہ شخص جن کے ساتھ محبت رکھتا ہے انہی کے ساتھ ہے۔" ابوذر غفاریؓ عرض پیرا ہوئے "یارسول اللہ میں صرف آپ اور اللہ تعالیٰ سے محبت رکھتا ہوں۔" حضورؐ نے فرمایا تم یقیناً اللہ اور اللہ کے رسول کے ساتھ ہو۔

سرور کائناتؐ ابوذر غفاری پر اتنی شفقت فرماتے تھے کہ مرض الموت میں بھی انہیں بلا بھیجا۔ ابوذرؓ بارگاہ نبویؐ میں پہنچے والہانہ حضورؐ کے اوپر جھکے حضورؐ نے انکا دست مبارک اپنے جسم اطہر کے ساتھ چمٹا لیا۔ ابوذرؓ پر وارفتگی کا عالم طاری ہو گیا۔ جب حضورؐ نے وفات پائی تو ابوذرؓ کے دل کی دنیا اجڑ گئی۔ مدینہ چھوڑ کر ارض شام میں جا بسے۔ ان کی زندگی زہد و ورع اور فقر و قناعت کا عجیب نمونہ تھی۔ جو کچھ ہاتھ آتا اسے راہ خدا میں لٹا دیتے۔ محض ایک چادر زیب بدن ہوتی تھی۔ شیخینؓ کے بعد انہوں نے محسوس کیا کہ لوگوں میں مال و دولت سے رغبت پیدا ہو گئی ہے۔ سادہ لباس کی جگہ پر تکلف ملبوسات کا استعمال شروع ہو گیا ہے۔ فتوحات اور مالِ غنیمت کی کثرت نے خزانوں کی بنیاد رکھ دی ہے۔ سادہ مکانات کے بجائے محلات کی تعمیر

شروع ہو گئی ہے۔ ابوذرؓ یہ حالات دیکھ کر بے چین ہو گئے۔ انہوں نے پوری قوت سے مسلمانوں کو پکارا کہ بھائیو مال دولت جمع کرنے اور عیش و نعم کی زندگی گزرانے میں سراسر ہلاکت ہے اللہ کا حکم ہے۔

وَالَّذِیْنَ یَکْنِزُوْنَ الذَّھَبَ وَالْفِضَّۃَ وَلَا یُنفِقُوْنَھَا فِی سَبِیْلِ اللّٰہِ فَبَشِّرْھُمْ بِعَذَابٍ اَلِیْمٍ

اگر تم نے اللہ کے حکم سے روگردانی کی تو اس کا وعدہ کبھی نہیں ٹل سکتا۔

حضرت ابوذر غفاریؓ جس انداز سے اس آیت کی تفسیر کرتے تھے، حضرت امیر معاویہؓ والیٔ شام اور اکثر دوسرے صحابہؓ کو اس سے اختلاف تھا۔ وہ فرماتے تھے کہ اس آیت کا تعلق اہل کتاب (یہود و نصاریٰ) سے ہے۔ لیکن ابوذرؓ فرماتے تھے کہ ہرگز نہیں یہ آیت یہود و نصاریٰ اور مسلمانوں سب کے بارے میں نازل ہوئی ہے۔ وہ اپنی اس رائے پر سختی سے جمے رہے اور ترغیب و تخویف کا کوئی حربہ بھی انہیں اپنی رائے کے برملا اظہار سے باز نہ رکھ سکا۔ ان کے پیغام کا خلاصہ یہ تھا۔

"اے دولت مند مسلمانو! تم اگر اپنا مال اللہ کی راہ میں خرچ نہیں کرتے تو قیامت کے دن تمہاری جمع کی ہوئی دولت سے تمہارے چہروں، پہلوؤں اور پیٹھوں کو داغا جائے گا۔ یاد رکھو مال میں تین چیزیں شریک ہیں۔ (۱) وارث جو اس کا منتظر ہے کہ تو کب اس دنیا سے رخصت ہو اور وہ تیرے اندوختہ پر قبضہ کرے۔ (۲) تقدیر جو تجھ سے پوچھے بغیر اپنے فیصلے صادر کر دیتی ہے (۳) خود تو.......... اگر تو ان دونوں سے بازی لے جانے پر قادر ہے تو ضرور ایسا کر۔ اللہ فرماتا ہے تم نیکی اور بھلائی کو بھی نہیں پا سکتے جب تک تم اپنی مرغوب چیزوں کو سب کے لئے عام نہ کر دو۔"

"مت بھولو کہ آدمی کے مرنے کے بعد صرف تین چیزیں اس کے کام آئیں گی۔ (۱) نیک اولاد جو اس کے لئے دعائے مغفرت کرے (۲) صدقۂ جاریہ (۳) علم جس سے لوگ فیض اٹھائیں۔"

غریب لوگ تو ابوذر غفاریؓ کا پیام سن کر ان پر پروانوں

کی طرح گرے لیکن اعضاء اُن سے کھٹکنے لگے۔

جب امیر معاویہؓ اور حضرت ابو ذرؓ غفاری کے درمیان کشیدگی بہت بڑھ گئی تو امیرالمومنین حضرت عثمان ذوالنورینؓ نے حضرت ابوذرؓ غفاری کو مدینہ بلا بھیجا۔ وہاں بھی انہوں نے اپنا مخصوص پیغام لوگوں کو سنانا شروع کر دیا۔ حضرت عثمانؓ نے ان کے انتہا پسندانہ خیالات دیکھ کر انہیں فتویٰ دینے سے منع کر دیا لیکن حضرت ابوذرؓ کو یہ پابندی گوارا نہ ہوئی۔ انہوں نے فرمایا۔ "خدا کی قسم اگر میری گردن پر تلوار بھی رکھ دی جائے اور مجھ کو یقین ہو جائے کہ گردن کے کٹنے سے قبل جو کچھ سرورِ کائناتؐ سے سنا ہے سنا سکوں گا تو یقیناً سنا دوں گا۔" حضرت عثمانؓ نے ابوذرؓ کو مشورہ دیا کہ آپ "ربذہ" چلے جائیں۔ ربذہ صحرائے عرب میں ایک چھوٹا سا گاؤں تھا۔ ابوذرؓ غفاری خود بھی تنہائی پسند کرتے تھے۔ اپنے اہل و عیال کو ساتھ لیا اور بخوشی ربذہ جا بسے۔

عراق کے لوگوں کو حضرت ابوذرؓ کے قیامِ ربذہ کا حال معلوم ہوا تو انہوں نے آپ کی خدمت میں پیغام بھیجا کہ عثمانؓ نے آپ کے ساتھ نامناسب سلوک کیا ہے اگر آپ ہماری قیادت فرمائیں تو ہم عثمانؓ کے خلاف عَلمِ بغاوت بلند کریں۔

حضرت ابوذرؓ غفاری نے جواب میں کہلا بھیجا۔

> "عثمانؓ نے جو کچھ کیا میں اسی میں بھلائی سمجھتا ہوں۔ تم لوگ اس میں مت دخل دو اور امیرالمومنینؓ کے خلاف منصوبے نہ بناؤ کیونکہ جو اپنے امیر کو ذلیل کرتا ہے۔ خدا اس کی توبہ قبول نہیں کرتا۔"

عراقی خاموش ہو گئے اور حضرت ابوذرؓ غفاری ہنگامہ ہائے دنیا سے الگ تھلگ اپنی زندگی کے دن صبر و قناعت سے کاٹنے لگے۔ ۳۱ھ یا ۳۲ھ کے ایام حج میں حضرت ابوذرؓ غفاری مرض الموت میں مبتلا ہوئے۔ ربذہ کے تمام لوگ حج کے لئے روانہ ہو گئے تھے اور ابوذرؓ غفاری کے پاس صرف ان کی رفیقہ حیات اور ایک لڑکی موجود تھی۔ ابوذرؓ غفاری پر نزع کی حالت طاری ہوئی تو ان کی اہلیہ رونے لگیں۔ ابوذرؓ نے نحیف آواز میں پوچھا۔ "روتی کیوں ہو۔"

اہلیہ نے جواب دیا۔ "آپ ایک ویرانہ میں دم توڑ رہے ہیں نہ میرے پاس اتنا کپڑا ہے کہ آپ کو کفن دے سکوں، نہ میرے بازوؤں میں اتنی طاقت ہے کہ آپ کی ابدی خوابگاہ تیار

کر سکوں۔ "

حضرت ابو ذرؓ غفاری نے فرمایا' "سنو ایک دن ہم چند لوگ رسول اکرمؐ کی خدمت میں حاضر تھے۔ حضورؐ نے فرمایا تم میں سے ایک شخص صحرا میں جاں بحق ہو گا اور اس کے جنازے میں مسلمانوں کی ایک جماعت باہر سے آکر شرکت کرے گی۔ اس وقت جو لوگ موجود تھے وہ سب شہری آبادیوں میں وفات پا چکے ہیں اب صرف میں ہی باقی رہ گیا ہوں اور کوئی وجہ نہیں کہ رسول اکرمؐ کی پیشگوئی کا مصداق نہ بنوں۔ تم باہر جا کر دیکھو۔ حضورؐ کے ارشاد کے مطابق مسلمانوں کی کوئی جماعت ضرور آتی ہو گی۔ " پاس ہی ایک ٹیلہ تھا۔ حضرت ابو ذرؓ کی اہلیہ اس پر چڑھ کر انتظار کرنے لگیں۔ تھوڑی دیر بعد دور گرد اُڑتی نظر آئی۔ پھر اس میں سے چند سوار نمودار ہوئے۔ جب قریب آئے تو ابو ذرؓ کی زوجہ نے انہیں پاس بلا کر کہا۔ "بھائیو! قریب ہی ایک مسلمان سفرِ آخرت کی تیاری کر رہا ہے اس کے کفن دفن میں میرا ہاتھ بٹاؤ۔ " قافلے والوں نے پوچھا "وہ کون شخص ہے۔ " جواب دیا' "ابو ذرؓ غفاری۔ " ابو ذرؓ کا نام سنتے ہی قافلے والے بے تاب ہو گئے اور "ہمارے ماں باپ ان پر قربان ہوں۔ " پکارتے ہوئے ان کی طرف لپکے۔

ادھر ابو ذرؓ نے اپنی صاحبزادی سے فرمایا' "جانِ پدر ایک بکری ذبح کر اور گوشت کی ہنڈیا چولہے پر چڑھا دے۔ کچھ مہمان آنے والے ہیں جو میری تجہیز و تکفین کریں گے۔ جب وہ مجھے سپردِ خاک کر چکیں تو ان سے کہنا کہ ابو ذرؓ نے آپ لوگوں کو خدا کی قسم دی ہے کہ جب تک آپ یہ گوشت نہ کھالیں یہاں سے رخصت نہ ہوں۔ "

جب قافلے والے حضرت ابو ذرؓ کے خیمہ میں داخل ہوئے تو ان کا دمِ واپسیں تھا۔ اکھڑی ہوئی آواز میں فرمایا۔ "تم لوگوں کو مبارک ہو کہ تمہارے یہاں پہنچنے کی خبر سالہا سال پہلے ہادیٔ برحق نے دے دی تھی۔ میں تمہیں وصیت کرتا ہوں کہ "مجھے کوئی ایسا شخص نہ کفنائے جو حکومت کا عہدہ دار ہو یا رہ چکا ہو۔ " اتفاق سے اس قافلہ میں ایک انصاری نوجوان کے سوا سب لوگ کسی نہ کسی صورت میں حکومت سے متعلق رہ چکے تھے۔ اس نے آگے بڑھ کر کہا۔ "اے رسول اکرمؐ کے محبوب رفیق میں آج تک حکومت کی ملازمت سے بے تعلق ہوں میرے پاس دو کپڑے ہیں جو میری والدہ کے ہاتھ کے کتے بنے ہوئے ہیں۔ اجازت ہو تو

ان میں آپ کو کفنادوں۔ "

حضرت ابوذرؓ نے اثبات میں سرہلایا اور پھر " بسم اللہ و باللہ و علی ملتہ رسول اللہ " کہہ کر جان جان آفریں کے سپرد کر دی۔

اس قافلہ کے اکثر لوگ یمن کے رہنے والے تھے۔ اتفاق سے ان کے ساتھ فقیہِ امت حضرت عبداللہؓ بن مسعودؓ بھی تھے۔ انہوں نے نماز جنازہ پڑھائی اور پھر سب نے مل کر اس آفتاب رشد و ہدایت کو سپردِ خاک کر دیا۔ جب چلنے لگے تو حضرت ابوذرؓ غفاری کی صاحبزادی نے قسم دے کر انہیں کھانا کھلایا۔ علامہ طبریؒ کا بیان ہے کہ حضرت عبداللہؓ بن مسعود نے چلتے وقت حضرت ابوذرؓ کے اہل و عیال کو ساتھ لے لیا اور مکہ معظمہ پہنچ کر انہیں حضرت عثمانؓ کے حوالے کر دیا۔ ایک دوسری روایت میں ہے کہ حج سے واپسی پر حضرت عثمانؓ انہیں خود ربذہ سے مدینہ منورہ لے گئے اور پھر ہمیشہ انکے کفیل رہے۔ سیدنا ابوذرؓ غفاری کا شمار ان کبار صحابہ میں ہوتا ہے جن کے علوِ مرتبت پر ملت اسلامیہ کے ہر فرد بشر کا کامل اتفاق ہے۔

تقدم فی الاسلام، حبِ رسولؐ، شغفِ قرآن و حدیث، فقر و زہد، ایثار و قناعت، تقویٰ و توکل، تبلیغ و ارشاد اور حق گوئی و بے باکی حضرت ابوذرؓ کی کتابِ سیرت کے نمایاں ابواب ہیں۔ علم و فضل کا یہ عالم تھا کہ سیدنا عمر فاروقؓ ان کو علم میں حبر الامتہ حضرت عبداللہؓ بن مسعود کے برابر سمجھتے تھے۔ باب مدینۃ العلم حضرت علی کرم اللہ وجہہ فرمایا کرتے تھے کہ ابوذرؓ نے اتنا علم محفوظ کر لیا ہے کہ لوگ اس کے حاصل کرنے سے عاجز تھے اور اس تھیلی کو اس طرح بند کر دیا کہ اس میں سے کچھ بھی کم نہ ہوا۔

رحمت عالم صلی اللہ علیہ وسلم حضرت ابوذرؓ پر بے حد شفقت فرماتے تھے۔ جب وہ مجلس نبوی میں موجود ہوتے تو حضورؐ سب سے پہلے انہیں کو مخاطب فرماتے، اگر موجود نہ ہوتے تو انہیں تلاش کر کے لایا جاتا اور حضورؐ ان سے مصافحہ فرماتے۔

بارگاہ نبوی میں بہت کم صحابہ ایسے تھے جو حضورؐ سے بے تکلفانہ سوال پوچھ سکیں لیکن حضرت ابوذرؓ کے لئے رحمت عالمؐ کی شفقت ایسی بے پایاں تھی کہ وہ آزادی کے ساتھ معمولی سے معمولی چیزوں کے بارے میں بھی سوال پوچھا کرتے تھے۔ مسند احمد بن حنبل میں ہے کہ رسول اکرمؐ سے حضرت ابوذرؓ کی عقیدت اور محبت انتہا کو پہنچی ہوئی تھی۔ مدینہ آنے

کے بعد ان کے وقت کا بیشتر حصہ رسول اکرمؐ کی خدمت اقدس میں گذرتا تھا اور حضورؐ کی والہانہ خدمت ہی ان کا محبوب ترین مشغلہ تھا۔ اسی خدمت کی بدولت انہیں بارگاہِ رسالتؐ میں ایسا درجہ تقریب اور اعتماد حاصل ہو گیا تھا کہ حضورؐ انہیں راز کی باتیں بھی بتا دیا کرتے تھے اور وہ بھی رازداری کا حق پوری طرح ادا کرتے تھے۔

ایک مرتبہ حضرت ابوذرؓ مدینہ کی ایک مسجد میں لیٹے تھے کہ سرورِ عالمؐ تشریف لائے اور فرمایا
"ابوذر اگر ایسا وقت آیا کہ تم اس مسجد سے نکالے جاؤ تو کیا کرو گے؟"
عرض کیا" "یارسول اللہ مسجد نبویؐ میں چلا جاؤں گا یا اپنے گھر بیٹھ رہوں گا۔"
فرمایا" "اگر وہاں سے بھی نکالے گئے تو پھر کیا کرو گے؟"
عرض کی۔ "تلوار نکال لوں گا۔"
حضورؐ نے ان کے کندھے پر ہاتھ رکھ کر تین مرتبہ فرمایا۔
"اللہ تمہیں بخشے۔ تلوار نہ نکالنا بلکہ صبر سے کام لینا اور جہاں تمہیں جانے کو کہا جائے چلے جانا۔"

حضرت ابوذرؓ نے حضورؐ کے اس ارشاد پر آخری دم تک عمل کیا۔ اپنی رائے کا اظہار تو بلا خوفِ لومتہ لائم ہر حال میں کرتے رہے لیکن حاکمِ وقت کے خلاف کبھی تلوار نہ اٹھائی۔ فی الحقیقت صرف اسی ارشاد پر موقوف نہیں بلکہ وہ جو کچھ بھی حضورؐ سے سنتے تھے اسے حرزِ جاں بنا لیتے تھے اور نہ صرف خود اس پر عمل کرتے تھے بلکہ لوگوں کو بھی اس پر عمل پیرا ہونے کی تلقین کرتے تھے۔ کوئی حدیث بیان کرتے تو اس کا آغاز یوں کرتے عھد الی خلیلی رسول الله یا سمعت خلیلی رسول الله یعنی میرے خلیل (دوست) رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھ سے یہ وعدہ لیا یا میں نے اپنے خلیل رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ فرماتے سنا...... حضورؐ کے وصال کے بعد کبھی آپ کا ذکر آ جاتا تو حضرت ابوذرؓ کی آنکھوں سے سیلِ اشک رواں ہو جاتا اور شدتِ جذبات سے آواز نہ نکلتی۔

حضرت ابوذرؓ اگرچہ سالہا سال تک فیضانِ نبوی سے بہرہ یاب ہوئے لیکن ان سے مروی احادیث کی تعداد صرف ۲۸۱ ہے۔ اس کی وجہ ان کی کم آمیزی اور عزلت گزینی تھی۔ انہوں نے حضورؐ کے جو ارشاداتِ مقدسہ امت تک پہنچائے ان میں سے بیشتر کا تعلق توحید اور اخلاق

سے ہے۔ ان سے مروی چند احادیث کا خلاصہ تبرکا یہاں درج کیا جاتا ہے۔

۱...... رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ "اے ابوذرؓ کسی بھی نیک کام کو حقیر اور معمولی سمجھ کر نہ چھوڑنا۔ مثلاً یہ بھی نیکی ہے کہ تو اپنے بھائی سے کشادہ پیشانی کے ساتھ ملے۔" (مسلم)

۲...... رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اے ابوذرؓ جب تو سالن پکائے تو شوربا زیادہ کیا کر اور جو ہمسایہ امداد کے قابل ہو اس کے ہاں مناسب حصہ بھیجا کر۔ (مسلم)

۳...... رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ تمہارے خدمت گار تمہارے بھائی ہیں ہر مسلمان کو چاہیئے کہ جو خود کھائے اپنے خادم کو بھی کھلائے' جو خود پہنے اس کو بھی پہنائے اور ایسے کام کی اس کو تکلیف نہ دے جو اس کی بساط سے باہر ہو ایسے کام کے لئے اسے کہے تو اس میں خود اس کی مدد کرے۔ (بخاری)

۴...... نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جو شخص کسی کو فاسق یا فاجر کہتا ہے اگر اس کا مقابل ایسا نہ ہو تو یہ کلمہ کہنے والے پر پڑ جاتا ہے۔ (بخاری)

۵...... میں نے رسولؐ اللہ سے دریافت کیا کہ سب سے بہتر کون سا عمل ہے۔ آپؐ نے فرمایا' خدا پر ایمان لانا اور راہ خدا میں جہاد کرنا۔ میں نے عرض کیا اس کے بعد کون سا عمل بہتر ہے۔ فرمایا' غلام آزاد کرنا۔ میں نے عرض کیا کس غلام کو آزاد کرنا سب سے بہتر ہے۔ فرمایا' جو غلام سب سے بیش قیمت ہو اور مالک کو سب سے زیادہ پسند ہو اس کو آزاد کرنا ہی سب سے افضل ہے۔ میں نے عرض کیا' اگر میں یہ نہ کر سکوں' فرمایا تو اس حاجت مند کی مدد کرو جو کوئی مزدوری یا پیشہ کر رہا ہو یا کسی بے ہنر کو کام بتا دو۔ میں نے عرض کیا' اگر میں یہ بھی نہ کر سکوں۔ فرمایا' تو ایسے زندگی گذار کہ لوگوں کو تم سے کوئی آزار نہ پہنچے کیونکہ تیرے لئے یہ تمام باتیں صدقہ ہیں۔ (بخاری)

۶...... رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک مرتبہ ارشاد فرمایا کہ ایک آنے والے نے پروردگار کے پاس سے آکر مجھے خبر دی ہے کہ جو شخص میری امت میں سے مر جائے اور خدا کے ساتھ کسی چیز کو شریک نہ بناتا ہو تو وہ بہشت میں داخل ہو گا۔ میں نے عرض کیا اگرچہ اس نے زنا اور چوری کی ہو۔ فرمایا' ہاں' اگرچہ زنا اور چوری بھی کی ہو (وہ جنت میں ضرور داخل ہو گا) (بخاری)

ایک دوسری روایت میں ہے کہ حضرت ابوذرؓ نے حضورؐ سے چار مرتبہ یہی سوال کیا اور آپؐ نے ہر مرتبہ ایک ہی جواب دیا۔ البتہ چوتھی مرتبہ آپؐ نے ان الفاظ کا اضافہ فرمایا اگرچہ ابوذرؓ کو کتنا ہی ناگوار گذرے۔ حضرت ابوذرؓ کی عادت تھی کہ جب وہ حدیث بیان کرتے تو حضورؐ کا یہ فقرہ بھی ضرور نقل کرتے۔

۷......رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا' اللہ تعالیٰ کہتا ہے جو ایک نیکی کرے گا اس کا دس گنا بدلہ ملے گا اور میں اس پر بھی اضافہ کروں گا اور جو برائی کرے گا اس کو صرف ایک برائی کا بدلہ ملے گا اور امکان یہ ہے کہ اسے معاف کر دوں جو میری طرف ایک بالشت قریب آئے گا میں اس کی طرف ایک ہاتھ قریب آؤں گا اور جو مجھ سے ایک ہاتھ قریب ہو گا میں اس کے دو ہاتھ قریب ہوں گا اور جو میری طرف آہستہ خرامی سے آئے گا میں اس کی طرف لپکتا ہوا آؤں گا۔ جو مجھ سے زمین کے برابر گناہ کر کے ملے گا میں اس سے اتنی ہی بڑی مغفرت لے کر ملوں گا بشرطیکہ اس نے کسی کو میرا شریک نہ ٹھہرایا ہو۔ (مسلم)

۸......رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا' اے ابوذرؓ سب سے پہلے نبی آدمؑ تھے اور سب سے آخر میں محمد (صلی اللہ علیہ وسلم)۔ (ترمذی۔ ابن حبان۔ ابو نعیم۔ ابن عساکر)

حضرت ابوذرؓ غفاری کی سیرت کا سب سے نمایاں پہلو ان کا زہد و تقویٰ اور صبر و قناعت ہے وہ طبعاً نہایت سادہ مزاج اور فقیر منش آدمی تھے۔ ان کی زاہدانہ اور متوکلانہ زندگی کو دیکھ کر خود سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم فرمایا کرتے تھے کہ ابوذرؓ میں عیسیٰؑ بن مریمؑ جیسا زہد ہے۔

حافظ ابن حجرؒ نے "اصابہ" میں لکھا ہے کہ حضرت ابوذرؓ کی زندگی پر آخری دم تک زاہدانہ رنگ غالب رہا۔ فتوحات کی کثرت سے مسلمانوں کی معاشرت میں جس تبدیلی نے راہ پائی' حضرت ابوذرؓ نے اس کا ذرہ برابر اثر قبول نہ کیا۔ جس طرح عہدِ رسالت میں زندگی بسر کی بعد میں بھی ہمیشہ اسی روش پر قائم رہے۔ ایک مرتبہ انہوں نے رسول اکرمؐ سے امارت کی خواہش کی تھی تو حضورؐ نے فرمایا تھا "ابوذر تم امارت کا بوجھ نہ اٹھا سکو گے۔ تمہارے لیے وہی چیز پسند کرتا ہوں جو اپنے لیے پسند کرتا ہوں"۔ اس کے بعد انہوں نے زندگی بھر کسی عہدہ کی آرزو نہیں کی۔ چار ہزار درہم وظیفہ تھا اس میں سے سال بھر کے ضروری اشیاء خرید لیتے اور باقی سب حاجت مندوں میں تقسیم کر دیتے تھے گھر میں نقد روپیہ رکھنے کے سخت خلاف تھے اور لوگوں کو بھی اس سے منع فرمایا کرتے تھے۔ "کنز العمال" میں ہے کہ وہ لوگوں سے کہا

کرتے تھے کہ دنیا میں صرف دو کاموں سے غرض رکھو۔ ایک طلبِ آخرت اور دوسرا کسبِ حلال۔ اس کے سوا کسی تیسرے کام کا ارادہ نہ کرو۔ اگر تمہارے پاس حلال ذریعہ سے دو درہم آجائیں تو ایک درہم اپنے عیال پر خرچ کرو اور ایک درہم راہ خدا میں دے دو۔ تیسرے درہم کا کبھی ارادہ نہ کرو کہ تمہیں نقصان دے گا۔ مسند احمد حنبلؒ میں حضرت ابو اسماءؓ سے روایت ہے کہ وہ ایک دفعہ حضرت ابو ذرؓ کے پاس ربذہ گئے دیکھا کہ ان کی اہلیہ بڑی خستہ حالت میں تھیں اور حضرت ابو ذرؓ کہہ رہے تھے کہ دیکھو یہ اللہ کی بندی مجھے مجبور کر رہی ہے کہ میں عراق جاؤں اور میں جب عراق جاؤں گا تو لوگ اپنی دنیا لے کر میری طرف مائل ہوں گے۔ اسے معلوم نہیں کہ میرے خلیل رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھ سے فرمایا ہے کہ پل صراط سے ورے ایک پھسلن والا راستہ ہے۔ جس سے پاؤں رپٹ رپٹ جائیں گے تم سب کو اس راستے سے گزرنا ہے اگر تمہارا بوجھ اپنی طاقت کے مطابق ہوا اور تم ہلکے پھلکے ہوئے تو آسانی سے یہ راستہ پار کر جاؤ گے نسبت اس کے کہ تم پر اونٹ کی طرح بوجھ لدا ہو۔

طبقات ابن سعد میں ہے کہ ایک مرتبہ حضرت ابو موسیٰ اشعریؓ جو عراق کے گورنر تھے حضرت ابو ذرؓ سے ملنے گئے۔ وہ ان کو یا اخی یا اخی کہہ کر پکارتے تھے اور حضرت ابو ذرؓ کہتے تھے کہ اس عہدہ کے بعد تم میرے بھائی نہیں رہے۔ حضرت ابو موسیٰؓ نے پوچھا' آخر کیوں؟ حضرت ابو ذرؓ نے فرمایا۔ "مجھے معلوم نہیں کہ عامل بننے کے بعد تم نے کیا کیا؟ پہلے یہ بتاؤ تم نے کوئی بڑی عمارت تو نہیں بنائی' مویشیوں کے گلے تو نہیں جمع کئے' زراعت کر کے غلے کا ذخیرہ تو نہیں کیا۔ جب حضرت ابو موسیٰؓ نے ہر بات کا جواب نفی میں دیا' "ہاں اب تم میرے بھائی ہو۔" ایک دفعہ کسی شخص نے حضرت ابو ذرؓ کو اس حالت میں نماز پڑھتے دیکھا کہ ایک ہی چادر زیب بدن تھی۔ نماز سے فارغ ہوئے تو اس نے پوچھا کیا آپ کے پاس ایک ہی چادر ہے۔ فرمایا' "ہاں"۔ اس نے کہا کچھ دن ہوئے میں نے آپ کے پاس دو کپڑے دیکھے تھے فرمایا' "ہاں ان میں سے ایک اپنے سے زیادہ ضرورتمند کو دے دیا"۔ اس نے کہا۔ "آپ کو تو خود اس کی ضرورت تھی"۔ فرمایا' "اللہ تمہاری مغفرت کرے تم مجھے دنیا کے جنجال میں پھنسانا چاہتے ہو' ایک چادر میرے پاس ہے' کچھ بکریاں ہیں جن کا دودھ پیتا ہوں۔ کچھ خچر ہیں جو سواری کے کام آتے ہیں۔ ایک خادم ہے جو کھانا پکا دیتا ہے اس سے زیادہ اور کیا نعمتیں مجھے چاہئیں۔ کتب سیر میں حضرت ابو ذرؓ کے بارے میں اس قسم کے بیسوں واقعات ملتے ہیں۔ ان سے ظاہر ہوتا ہے کہ حضرت ابو ذرؓ میں زہد و قناعت کے علاوہ ایثار' سخاوت' مہمان نوازی اور انکسار و تواضع جیسے محاسن بھی بدرجہ اتم موجود تھے۔ فی الحقیقت حضرت ابو ذر غفاریؓ ایک جامع صفات ہستی تھے اور ان کی سیرت کا ہر پہلو ملت اسلامیہ کے لیے مشعل راہ ہے۔ رضی اللہ تعالیٰ عنہ

قسط (۲)

عشقِ رسول ﷺ کا مفہوم اور اُس کے تقاضے

ابوالمظہر الحسینی

اب میں دعویٰ اور دلائل پر گفتگو کرنے کے بعد نتیجہ پر گفتگو کروں گا یعنی یہ ثابت کرنا چاہوں گا کہ آیا ہمارے دعویٰ عشق رسول ﷺ کی مذکورہ بالا دلائل کی رو سے تصدیق ہوتی ہے یا تکذیب ا عشقِ رسول ﷺ صلعم ہمارا دعویٰ تھا، دعویٰ پر دلیل یہ تھی کہ ہر عاشقِ رسول صلعم کو آپؐ کی اطاعت اور تابعداری لازم ہے ہمارے اندر رسول صلعم کی اطاعت اور تابعداری نہیں ہے لہٰذا ہمارا دعویٰ غلط ہوگا۔ میں آئندہ سطور میں ہماری زندگی کے بے شمار گوشوں میں سے چند گوشوں پر روشنی ڈالوں گا، جس سے ہمارا عشق غلط ہونا ثابت ہوسکتا ہے۔

(۱) ہمارے محبوب نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا : مَنْ تَشَبَّهَ بِقَوْمٍ فَهُوَ مِنْهُمْ (رواہ ابوداؤد) "جو آدمی جس قوم کی مشابہت اختیار کرتا ہے، اس کا شمار اسی قوم سے ہوتا ہے"۔ اس حدیث کی تائید اس زمانہ کی وردی اور یونیفارم سے بھی ہوتی ہے۔ ایک پاکستانی فوجی ہندوستانی فوجیوں کی وردی پہن لے تو دیکھنے والا بلا تامل کہدے گا کہ یہ ہندوستانی فوجی ہے۔ ہر ہر اسکول میں طلبہ کی یونیفارم جدا جدا ہے۔ ایک سکول کا طالب علم دوسرے اسکول کی یونیفارم پہن لے تو دیکھنے والا اس کو اس اسکول کا طالب علم سمجھے گا جس کی یونیفارم اس نے پہن رکھی ہے۔ اسلام نے بھی اپنے پیروؤں کے لئے ایک وردی مقرر کر رکھی ہے جس سے مسلمان غیر اقوام سے ممتاز ہو جاتے ہیں۔ یہ وردی اسلام کی زندگی کے تمام شعبوں میں اپنی مخصوص ہدایات اور طرز عمل ہیں۔ چنانچہ اسلام نے مسلمانوں کو سیاست، تجارت، معیشت اور معاشرت حتیٰ کہ پاخانہ پیشاب میں بھی اور وضع قطع میں اپنی مخصوص اور ممتاز ہدایات دے رکھی ہیں۔ اسی مخصوص اور ممتاز ہدایات کا ذکر اللہ تعالیٰ نے قرآن مجید میں یوں کیا ہے : صِبْغَةَ اللّٰهِ وَمَنْ اَحْسَنُ مِنَ اللّٰهِ صِبْغَةً وَّنَحْنُ لَهٗ عَابِدُوْنَ (البقرہ ۱۳۸) "اللہ تعالیٰ کے رنگ کو لازم کرلو۔

رنگنے کے لحاظ سے اللہ تعالیٰ سے بہتر رنگنے والا اور کون ہوگا اور ہم اس کی عبادت کرنے والے ہیں ؟ یہاں دین اسلام کو رنگ سے تشبیہ دیا گیا ہے اور حکم دیا گیا ہے کہ ایسا اسلام اختیار کرو جو سارے ادیان اور اقوام سے تمہیں نرالا اور ممتاز بنا دے۔ سرکار دو عالم کی حدیث شریف اور آیت قرآنی سے یہ ثابت ہوتا ہے کہ مسلمانوں کے لئے جائز نہیں غیر قوموں کی وضع قطع، رفتار گفتار، طور طریق اور چال چلن اختیار کریں ۔ انہیں زندگی کے ہر شعبے اور گوشے میں دوسری قوموں سے الگ اور ممتاز رہنا چاہیئے ۔ برخلاف اس آیت اور حدیث کے ہماری سیاست، ہماری معیشت ہماری تہذیب و تمدن، ہمارا طور طریق غرض چند مخصوص عبادات مثلاً نماز، روزہ، حج اور زکوٰۃ وغیرہ کے علاوہ باقی سارے پہلو ہماری زندگی کے یہود و نصاریٰ، ہندو، بودھ اور مجوس کی تہذیب و تمدن اور طور طریق سے مشابہ ہیں۔ مار پڑے ایسی عاشقی پہ جس عاشقی میں معشوق کی اطاعت اور تابعداری نہ ہو ۔

چونکہ اسلام کی بنیاد ہی یہود اور نصاریٰ کی مخالفت پر ہے، جیسا کہ آیت غَيْرِ الْمَغْضُوبِ عَلَيْهِمْ وَلَا الضَّالِّينَ (الفاتحہ : ۷) ان کا راستہ نہیں جن پر آپ کا غضب نازل ہوا یعنی یہود اور نہ ہی ان کا راستہ جو گمراہ ہوئے یعنی نصاریٰ۔ یعنی اے اللہ ہمیں وہ سیدھا راستہ دکھا جو نبیوں، صدیقوں، شہداء اور صالحین کا ہے ۔ نہ یہود کا راستہ اور نہ ہی نصاریٰ کا۔ اس لئے مسلمانوں کو قرآن و حدیث میں جابجا ان کی مخالفت کی تاکید کی گئی ہے۔ ان سے دوستی کرنے سے منع کیا گیا ہے، ان کی وضع قطع اور طور طریقے اور تہذیب و تمدن کو اپنانے سے روکا گیا ہے۔ اس کی توثیق اس حدیث سے بھی ہوتی ہے کہ آنحضرت صلعم جب کسی جنازہ کے پیچھے چلتے تو جب تک میت کو قبر میں نہ رکھا جاتا آپ صلعم نہ بیٹھتے ۔ آپؐ سے یہود کے کسی عالم کی ملاقات ہوئی اور اس نے کہا کہ ہم بھی ایسا ہی کرتے ہیں ۔ اس کے بعد آنحضرت صلعم کا یہ طرز عمل رہا کہ آپ میت کو قبر میں رکھنے سے پہلے ہی بیٹھ جاتے اور فرماتے کہ بیٹھ جایا کرو اور یہود کی مخالفت کرو (رواہ ابوداؤد والترمذی و ابن ماجہ عن عبادہ ابن صامت ۔

(۲) اسلام نے سود اور جوا اور شراب سے منع فرمایا۔ سود خوری کو نہ صرف حرام قرار دیا ہے، بلکہ اس کو اللہ تعالےٰ اور اس کے رسولؐ سے جنگ قرار دیا ہے۔ چنانچہ قرآن مجید میں اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔ یایھا الذین آمنوا اتقوا اللہ وذروا ما بقی من الربا ان کنتم مومنین فان لم تفعلوا فاذنوا بحرب من اللہ و رسولہ : البقرہ : " اے ایمان والو اللہ سے ڈرو

اور جو سود کا بقایا ہے اس کو چھوڑ دو، اگر تم ایمان والے ہو پھر اگر تم اس پر عمل نہ کرو گے تو اشتہار سن لو. جنگ کا اللہ کی طرف سے اور اس کے رسول کی طرف سے۔ سود خوروں کو اللہ تعالیٰ الٹی میٹم دے رہا ہے کیا یہ کوئی معمولی گناہ ہے؟ حدیث میں آتا ہے سود خوری میں ستر گناہ ہیں سب سے ادنیٰ گناہ اپنی والدہ سے بدفعلی کرنے کے برابر ہے۔ حدیث میں آتا ہے کہ اللہ تعالیٰ سود کے سلسلے میں چار آدمیوں پر لعنت کرتا ہے۔ سود کھانے والے پر، سود کھلانے والے پر، سود کے حساب کتاب لکھنے والے پر، سود کی دستاویزات پر گواہی دینے والے پر۔ آج اگر جائزہ لیا جائے تو معاشرے میں بہت کم لوگ ایسے نظر آئیں گے جو ان چاروں میں سے کوئی نہ ہو۔ کیونکہ یا وہ سودی بنک میں اپنی رقم جمع رکھتا ہے۔ اگر خود سود نہیں لیتا ہے، تو اس رقم سے دوسروں کو سود ملتا ہے یا بنکوں میں ملازمت کر رہا ہے جس میں سودی کاروبار کی اعانت ہوتی ہے۔

آج ایکسپورٹ امپورٹ کے سلسلے میں بندرگاہوں میں سٹہ وغیرہ کے نام سے طرح طرح کے کاروبار ہوتے ہیں جو بیع قبل المقبض یعنی قبضہ کرنے سے پہلے فروخت کرنا اور جوا وغیرہ مفاسد کو شامل ہونے کی وجہ سے کاروبار ناجائز ہو جاتا ہے۔ ریس کورس وغیرہ میں تو کھلا جوا ہوتا ہے۔

مے نوشی کے بارے میں قرآن و حدیث میں بہت سی آیات و احادیث وارد ہیں۔ ایک حدیث میں آتا ہے اللہ تعالیٰ شراب کے سلسلے میں دس آدمیوں پر لعنت کرتا ہے۔ منجملہ ان کے شراب پینے والا، پلانے والا، فروخت کرنے والا، خریدنے والا اور بنانے والا ہے آج ہماری نئی تہذیب کے دلدادہ کہہ رہے ہیں کہ شراب پینے کے بعد آدمی سنجیدہ ہو جاتے ہیں۔ اچھے اچھے مضامین کا ورود ہوتا ہے۔ اور آسانی سے عمدہ عمدہ اشعار کہے جا سکتے ہیں۔ اسلام کی نظر میں ہر نشہ آور چیز حرام ہے۔ حضرت ابو موسیٰؓ فرماتے ہیں کہ میں مے نوشی اور بت پرستی میں کوئی فرق نہیں سمجھتا۔ ایک حدیث حضرت ابو امامہؓ سے روایت ہے کہ آپ صلعم نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے مجھے دنیا والوں کے لئے رحمت بنا کر بھیجا ہے اور اُن کے لئے ہدایت بنا کر اور میرے رب نے مجھے حکم دیا ہے کہ آلاتِ لہو و لعب باجہ، سارنگی ڈھول وغیرہ بتوں اور صلیبوں کو توڑ دوں اور جاہلیت کی رسوم و رواج کو مٹا دوں اور میرے رب نے قسم کھائی ہے کہ میری عزت و جلال کی قسم میرا کوئی بندہ ایک گھونٹ شراب پیئے گا تو میں اس کو اس کے برابر جہنم کی پیپ پلاؤں گا۔ اور جو بندہ میرے خوف سے اس کو چھوڑ دے میں اس کو حیاض القدس جنت کے حوض سے پلاؤں گا۔ شراب، سود اور جوا سے اس کو

ممانعت میں بے شمار آیات واحادیث وارد ہیں۔ طالب ہدایت کے لئے یہی کافی ہے جو مذکور ہوا۔ متعنت کے لئے ہزاروں دفتر بے سود۔

(۳) قرآن وحدیث میں اللہ تعالےٰ اور اس کے پیارے رسول صلعم نے نماز کی پابندی کرنے کی کتنی تاکید کی اور نماز چھوڑنے پر وعیدیں سنائیں۔ آج ہمارے بہت سے عاشقانِ رسولؐ نماز نہیں پڑھتے یا اس میں سستی کرتے ہیں۔ اچھے سے اچھے مضمون کو نعت بنانے کی کوشش میں شراب بھی پی لیتے اور نمازیں چھوڑ دیتے ہیں۔ سرکار دو عالم صلعم کے واضح ارشاد ہیں من ترک الصلوٰۃ متعمدا فقد کفر "جس نے جان بوجھ کر نماز چھوڑ دی۔ اس نے کفر کیا ہے۔ اسلام میں نماز کی اہمیت کا اس سے اندازہ ہوتا ہے کہ بنی ثقیف مسلمان ہو کر مدینہ منورہ میں آکر اور آنحضرت صلعم سے ایک سال تک نماز چھوڑنے کی مہلت مانگی۔ آپؐ نے انکار فرمادیا۔ پھر ایک مہینہ پھر ایک ہفتہ کی مہلت مانگی آپ نے اجازت نہیں دی اور فرمایا: لاخیر فی دین لاصلوٰۃ فیہ۔ جس دین میں نماز نہیں ہے اس میں کوئی خیر نہیں۔ حدیث میں آتا ہے ہر چیز کی ایک علامت ہے۔ ایمان کی علامت نماز ہے۔ گویا بے نمازی مسلمان ہے۔ اسی لئے علماء نے بے نمازی کو قتل کر دینے یا قید کر دینے کا فتویٰ دیا ہے۔ آج ہم دیکھ رہے ہیں کہ ادھر مساجد میں نمازیں ہو رہی ہیں ادھر بازاروں اور سڑکوں ہوٹلوں اور جلسوں اور جلوسوں میں مسلمان بھرے پڑے ہیں اور مساجد کا رخ نہیں کرتے۔ عین وقتِ نماز میں محفلِ نعت جاری ہے۔ کیا یہی عاشقی ہے! ہمارے محبوب نبیؐ نماز کے بارے میں فرماتے ہیں: قرۃ عینی فی الصلوٰۃ۔ نماز میں میری آنکھوں کی ٹھنڈک ہے۔ وہی نماز ہم عاشقوں کے لئے آنکھ کا تنکا بن گئی ہے۔ بہت سے عشاق نماز تو پڑھتے ہی نہیں۔ تھوڑے عاشق پڑھتے تو ہیں مگر جب نماز میں کھڑے ہوتے ہیں تو گویا قید کئے گئے ہیں کس طرح جلدی سے اس قید سے چھٹکارا حاصل کرنے کی کوشش کی جاتی ہے۔ حضرت عمرؓ فرماتے ہیں جو آدمی نماز میں سستی کرے گا وہ دوسرے دینی کاموں میں بدرجۂ اولیٰ سستی کرے گا۔

(۴) تنزیلِ قرآن مجید اور بعثتِ رسول صلی اللہ علیہ وسلم کا واحد مقصد ایامِ جاہلیت کی خانہ ساز رسومات جو تعلیماتِ قرآن وحدیث سے متصادم ہیں، کا قلع قمع کرکے ایک اللہ تعالےٰ کی عبادت اور بندگی کا رواج دینا ہے۔ یہ کفر، شرک، بدعات اور باپ دادا کی رسم ورواج، ساری آسمانی کتابوں اور انبیاء علیہم السلام کی تعلیمات کے خلاف ہیں اور خانہ ساز رسومات ہیں۔ اس وقت کچھ

رسومات ہمارے معاشرے اور سماجوں میں بطور عبادت رائج ہیں اور کچھ بطور عادت ۔ ان رسومات کے عوام اور خواص اس قدر پابند ہیں کہ ان کی پابندی کے سلسلے میں قرآن وحدیث کی مطلقاً پروا نہیں کیجاتی ۔ بعض باتیں ان میں ایسی ہیں کہ جن کی قرآن وحدیث میں حلت اور اباحت موجود ہوتے ہوئے مسلمان ان کو حرام اور ناجائز سمجھ رہے ہیں ۔ اور بعض ایسی ہیں کہ قرآن نے انہیں صراحۃً حرام قرار دیا ہے مگر مسلمان ان کو حلال سمجھ کر کر رہے ہیں ۔ وہ مسلمان کیا ہے کہ جو قرآن وحدیث کی تحلیل اور تحریم کو باپ دادا کی تحلیل وتحریم کے مقابلے میں ہیچ سمجھتے ہیں اور آخر الذکر کو اوّل الذکر پر ترجیح دیتے ہیں ۔ حدیث شریف میں ہے جو قرآن مجید کے حرام کئے ہوئے کاموں کو کرے وہ اس پر ایمان نہ لایا ۔

علماء جانتے ہیں کہ آیت ماکان محمد ابا احد من رجالکم ولکن رسول اللہ و خاتم النبیین (الاحزاب: ۴۰) محمد صلعم تمہارے مردوں میں سے کسی کے باپ نہیں ہیں لیکن اللہ کے رسول ہیں اور آخری نبی ۔ جاہلیت کی اس رسم کو مٹانے کے لئے نازل ہوئی ہے کہ مطلقاً بیٹوں کی بیویوں سے نکاح کرنا ناجائز ہے ۔ خواہ نسبی بیٹے ہوں خواہ متبنی یعنی لے پالک بیٹا ۔ اسلام نے نسبی بیٹوں کی بہوؤں سے نکاح ناجائز اور متبنی کی بہو سے نکاح جائز قرار دیا ہے ۔ زیدؓ آنحضرت کا متبنی تھا ۔ جب زیدؓ نے حضرت زینبؓ کو طلاق دی ۔ اللہ تعالیٰ نے آپ صلعم کا نکاح زینبؓ سے کر دیا ۔ اس پر چہ میگوئیاں کو ختم کرنے کے لئے اللہ تعالےٰ نے یہ آیت نازل فرمائی ۔

حضرت عبداللہ بن سلام وغیرہ قدیم یہودی رسم ورواج کے مطابق مسلمان ہونے کے بعد بھی اونٹ کے گوشت نہیں کھاتے اور ہفتہ کے روز کی تعظیم کرتے تھے ۔ اللہ تعالےٰ نے اس رسم کو مٹانے کے لئے یہ آیت نازل فرمائی : یاایھا الذین آمنوا ادخلوا فی السلم کافۃ ولا تتبعوا خطوات الشیطان انہ لکم عدو مبین (البقرہ : ۲۰۸) " اے ایمان والو! اسلام میں پورے پورے داخل ہو جاؤ ۔ شیطان کے قدم بقدم مت چلو ۔ واقعی وہ تمہارا کھلا دشمن ہے ۔" اسی طرح کی آیات قرآن مجید میں بھری پڑی ہیں جو آباء واجداد کی رسومات کی تردید میں وارد ہیں ۔

منجملہ اُن کے یہ آیت ہے : واذا قیل لھم اتبعوا ما انزل اللہ قالوا بل نتبع ما الفینا علیہ آباءنا اولو کان آباءھم لا یعقلون شیئاً ولا یھتدون : "جب ان سے کہا جاتا ہے کہ تم اللہ تعالےٰ نے جو نازل کیا اس کا اتباع کرو تو وہ کہتے ہیں بلکہ ہم تو اس کا اتباع کریں گے جس پر ہم نے اپنے باپ دادا کو پایا ۔ کیا وہ باپ دادوں کی پیروی کریں گے گو کہ ان کے باپ دادے ناسمجھ

اور غیر ہدایت یافتہ ہوں؟

آج مسلمان شدّت سے باپ دادوں کی تقلید کرتے ہوئے خانہ ساز رسومات کی پابندی کر رہے ہیں۔ یہ نہیں دیکھتے ہیں کہ آیا قرآن و حدیث کی رو سے یہ رسم جائز ہے یا ناجائز۔ ایک کام کو اسلام جائز بتائے مسلمان اس کو ناجائز سمجھ کر نہ کریں۔ ایک کام کو اسلام ناجائز بتائے۔ مسلمان اس کو جائز سمجھ کر کریں۔ یہ قرآن و حدیث سے صریح مخالفت اور اللہ و رسول سے مقابلہ کرنا ہے۔ ایسے مسلمانوں کو اپنے ایمان کا جائزہ لینا چاہیئے۔ چہ جائیکہ دعوئ عاشقی!

(۵) آج مسلمان عورتیں پردوں سے نکل گئیں۔ زیب و زینت کے ساتھ بازاروں میں آتی ہیں۔ جبکہ اسلام کا حکم یہ ہے: وقل للمؤمنٰت یغضضن من ابصارھن ویحفظن فروجھن ولا یبدین زینتھن الا ما ظھر منھا ولیضربن بخمرھن علی جیوبھن، ولا یبدین زینتھن الا لبعولتھن اوآبائھن اوآباء بعولتھن او ابنائھن او ابناء بعولتھن او اخوانھن او بنی اخوانھن او بنی اخواتھن او نسائھن او ما ملکت ایمانھن او التابعین غیر اولی الاربۃ من الرجال او الطفل الذین لم یظھروا علی عورات النساء ولا یضربن بارجلھن لیعلم ما یخفین من زینتھن وتوبوا الی اللہ جمیعا ایّھَ المؤمنون لعلکم تفلحون: (النور:۳۱)

"اور آپ اے نبی مسلمان عورتوں سے کہدیجئے کہ وہ اپنی نگاہیں نیچی رکھیں اور اپنی شرمگاہوں کی حفاظت کریں اور اپنی زینت کے مواقع کو ظاہر نہ کریں مگر اس میں جو کھلا رہتا ہے اور اپنے دوپٹے اپنے سینوں پر ڈالے رہا کریں اور اپنی زینتوں کو کسی پر ظاہر نہ ہونے دیں مگر اپنے شوہروں پر یا اپنے باپ پر یا اپنے شوہر کے باپ پر یا اپنے بیٹوں پر یا اپنے شوہر کے بیٹوں پر یا اپنے بھائیوں پر یا اپنے بھائیوں کے بیٹوں پر یا اپنی بہنوں کے بیٹوں پر یا اپنی مسلمان عورتوں پر یا اپنی لونڈیوں پر اور ایسے طفیلی مردوں پر جنہیں عورتوں کی ضرورت نہیں یا ایسے لڑکوں پر جو پردوں کی باتوں سے ابھی ناواقف ہیں۔ اور اپنے پاؤں زور سے نہ رکھیں کہ اُن کا مخفی زیور معلوم ہو جائے۔ مسلمانو! اللہ تعالےٰ کے سامنے اپنی کوتاہیوں سے توبہ کرو تاکہ تم فلاح پاؤ۔"

یانساء النبی لستن کاحد من النساء ان اتقیتن فلا تخضعن بالقول فیطمع الذی فی قلبہ مرض وقلن قولا معروفا۔ وقرن فی بیوتکن ولا تبرجن تبرج الجاھلیۃ الاولیٰ واقمن الصلوٰۃ وآتین الزکوٰۃ واطعن اللہ ورسولہ۔ (الاحزاب)

"اے نبیؐ کی بی بیو! تم معمولی عورتوں کی طرح نہیں ہو۔ اگر تم تقویٰ اختیار کرو تو تم بولنے میں نزاکت مت کرو، پس جس کے دل میں خرابی ہے اس کے دل میں برا خیال پیدا ہوگا اور گناہ کا ارادہ کرے گا اور تم قاعدے کے موافق بات کرو اور تم اپنے گھروں میں قرار سے رہو۔ قدیم زمانۂ جاہلیت کے دستور کے موافق مت نکلا کرو اور تم نمازوں کی پابندی رکھو اور زکوٰۃ دیا کرو۔ اللہ اور اس کے رسولؐ کی اطاعت کرو۔" یہ حکم ساری عورتوں کے لئے ہے۔ صرف آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی ازواجِ مطہرات کے ساتھ مخصوص نہیں ہے۔

حدیث میں آتا ہے کہ آنحضرت صلعم نے فرمایا: کل عین زانیة وان المرأة اذا استعطرت فمرت بالمجلس فھی کذا وکذا یعنی زانیة، رواہ ترمذی وغیرہ عن ابی موسیٰ۔ "ہر آنکھ زنا کرتی ہے اور جو عورت خوشبو لگا کر نکلتی اور مردوں کی مجلس کے پاس سے گزرتی ہے وہ زناکار عورت ہے۔"

آج مسلمان عورتیں مغربی تہذیب کی تقلید کرتی ہوئی کھلے بندوں سڑکوں اور بازاروں اور دفتروں میں پھر رہی ہے۔ مردوں سے بھری محفل میں ناچ رہی ہیں گا رہی ہیں۔ کوئی قانون نہیں جوان کو پردوں میں دھکیلے۔ واعظ، خطیب مدرس، مرشد اور سیاسی اور مذہبی پیشوا بہت کم ان پر نکیر اور اعتراض کرتے ہیں۔ کیسے کہیں کہ خود ان کے گھروں میں بھی پورے پردے کا اہتمام نہیں ہے۔ اسلام کے اس حکم سے جو بے احتیاطی برتی جارہی ہے اس سے کچھ یوں اندازہ ہوتا ہے کہ مسلمانوں نے اس حکم کو معطل کر دیا اور حکم سے بائیکاٹ کیا ہے۔ مسلم معاشروں میں ان نیم برہنہ عورتوں کا بہت بڑا دخل ہے۔ عورتوں کا اس طرح گھومنا پھرنا مردوں کی غیرت کو چیلنج ہے۔ عورتوں کو اسلام نے جو سہولتیں عطا کریں۔ خدا کی قسم دنیا کی کسی قوم نے یہ سہولتیں نہیں دی۔ چنانچہ تاریخ سے واقفیت رکھنے والوں سے مخفی نہیں ہے۔ اس کے باوجود اسلام پر اعتراض کہ اس نے عورتوں کا استحصال کیا ہے بڑا شرمناک ہے۔ یہ اعتراض کرنے والی عورتیں حقیقت میں مسلمان ہی نہیں رہی۔ کیونکہ یہ قرآن وحدیث کا انکار ہے۔

(۶) ہمارے محبوب نبی صلعم نے فرمایا "الحمو الموت" عن عقبہ بن عامر پوری حدیث یوں ہے۔ آپ صلعم نے فرمایا اجنبی عورتوں کے پاس مت جایا کرو۔ کسی نے سوال کیا یارسول اللہ! دیور جیٹھ وغیرہ سے متعلق آپ کی کیا رائے ہے؟ تو آپ نے فرمایا۔ دیور جیٹھ تو موت ہے۔ یعنی موت سے جس طرح بھاگتے ہو۔ عورتوں کو دیور اور جیٹھ وغیرہ سے اس طرح بھاگنا چاہئے۔

ہمارے نبی صلعم نے فرمایا: الدیوث لا یدخل الجنۃ : دیوث جنت میں نہیں جائیگا ہمارے بہت سے گھرانے ایسے ہیں جن میں عورتیں، دیور، جیٹھ، چچازاد، ماموں زاد، خالہ زاد پھوپی زاد بھائیوں سے بے حجاب روبرو ملتی اور بات کرتی ہیں - اسی طرح مرد بھاوجوں اور سالیوں سے بے حجاب ملتے جلتے ہیں ۔ بالکل حرام اور ناجائز ہے - دیوث عربی زبان میں اس آدمی کو کہتے ہیں جو اپنی بیوی، ماں، بہن، بیٹی اور دوسری محرمات کو ایسے مردوں سے پردہ نہ کرائے جن سے ان عورتوں کا نکاح ہو سکتا ہے۔ کیا یہ ہیں مسلمان عورتیں اور یہ ہے اسلام ! یہ کم از کم وہ اسلام تو نہیں ہے جو آنحضرت صلعم اللہ تعالےٰ کی طرف سے لے کر آئے ہیں اور ۲۲ سال تک جس کی تبلیغ کی اور تعلیم دی ۔

(۷) اللہ تعالیٰ قرآن مجید میں فرماتا ہے : ومن لم یحکم بما انزل اللہ فاولٰئک ھم الظالمون (المائدۃ - ٤٧، ٤٨، ٥٠) "جو لوگ اللہ تعالےٰ کے نازل کئے ہوئے قانون کے مطابق حکومت نہ کریں وہی لوگ کافر، فاسق اور ظالم ہیں"۔ ایک اور آیت میں آیا ہے۔ فلا وربک لا یومنون حتی یحکموک فیما شجر بینھم ثم لا یجدوا فی انفسھم حرجا مما قضیت ویسلموا تسلیما (النساء : ٦٥) "پھر قسم ہے آپ کے رب کی یہ لوگ ایمان دار نہ ہوں گے جب تک کہ ان کے آپس کے جھگڑے قضیئے آپؐ سے تصفیہ نہ کرائیں ۔ پھر آپؐ کے فیصلے سے اپنے دلوں میں کوئی تنگی نہ پائیں اور آپؐ کے فیصلے کو خلوصِ دل سے تسلیم نہ کرلیں"۔ ہمارے نبی صلعم پر جو قرآن نازل ہوا اس کا فیصلہ ہے اور آپؐ نے اس پر عمل کرکے دکھایا کہ مسلمان اللہ تعالےٰ کے دستور کے سوا کسی اور دستور کے ساتھ حکومت نہیں کر سکتے ۔ مسلمانوں کے مقدمات سوائے قرآن و حدیث کے کسی اور قانون کے مطابق فیصلہ نہیں ہو سکتے ۔ آج اللہ تعالےٰ اور اس کے رسول صلعم کی ہدایت کے برخلاف ہماری حکومت انگریزی قانون پر چل رہی ہے ۔ ہماری عدالتوں میں ہمارے مقدمات انگریزی قانون کے مطابق فیصلے کئے جا رہے ہیں ۔ مسلمان نماز نہیں پڑھ رہے ہیں، سود کھا رہے ہیں، ہماری خواتین بازاروں، سڑکوں پر نیم برہنہ گھوم رہی ہیں ۔ بےحیائی اور عریانی روز بروز عام ہوتی جا رہی ہیں ۔ کوئی قانون نہیں کہ جس سے ان کا انسداد کیا جاتے ۔ عورتوں کو بموجب فرمانِ خداوندی "وقرن فی بیوتکن ولا تبرجن تبرج الجاھلیۃ الاولیٰ (الاحزاب : ۳۳) مسلم خواتین ! گھروں میں آرام اور وقار کے ساتھ بیٹھی رہیں، زمانہ جاہلیت کے دستور کے مطابق بناؤ سنگار کرکے نہ نکلیں ۔ مگر یہاں

پارکوں، بازاروں، سڑکوں اور محفلوں میں مسلم خواتین موجیں مار رہی ہیں۔ افسوس صد افسوس! یہ سارے کارنامے ہم جیسے عاشقانِ رسول صلعم کے ہاتھوں سرانجام پا رہے ہیں۔ ہم عملاً قرآن و حدیث کو معطل کرنے پر تُلے ہوئے ہیں۔ اس پر دعویٰ عاشقی رسول صلی اللہ علیہ وسلم!
حدیث میں آتا ہے جس نے قرآن مجید کے حرام کئے ہوئے کاموں کو کیا وہ اس پر ایمان نہ لایا

ایک اسلامی حکومت کی سب سے بڑی اور اہم ذمہ داری 'امر بالمعروف اور نھی عن المنکر ہے'، اس سے معاشرے کی تطہیر اور ملک میں امن و سلامتی قائم ہوتی ہے۔ چنانچہ قرآن مجید میں آیا ہے: الذین ان مکناھم فی الارض اقاموا الصلاۃ وآتوا الزکوٰۃ وأمروا بالمعروف ونھوا عن المنکر۔ (الحج) یہ ایسے لوگ ہیں کہ اگر ہم انہیں زمین میں اقتدار دیں گے تو یہ لوگ نماز قائم کریں گے، زکوٰۃ دیں گے، نیک کاموں کا حکم دیں گے۔ اور بُرے کاموں سے روکیں گے۔

حدیث شریف میں آیا ہے۔ آنحضرت صلعم نے فرمایا: من رأی منکم منکرا فلیغیرہ بیدہ وان لم یستطع فبلسانہ وان لم یستطع فبقلبہ و ذلک اضعف الایمان۔ (رواہ مسلم عن ابی سعید الخدری) "تم میں سے کوئی کسی برائی کو دیکھے تو اسے چاہیئے اس کو زور سے دبا دے۔ اگر یہ ممکن نہ ہو تو زبان سے منع کرے۔ اگر یہ بھی ممکن نہ ہو تو دل سے اس کو بُرا سمجھے۔ یہ ایمان کا ادنیٰ درجہ ہے۔ قوت سے منکرات اور مفاسد کا انسداد کرنا حکومت اور صاحب اقتدار کا فریضہ ہے۔ آج ہماری حکومت اس فرضِ منصبی سے پہلو تہی اور کنارہ کشی نہ کرتی، تو ہمارا معاشرہ امن و امان کا گہوارہ اور جنت نشان بن چکا ہوتا۔ کہاں ہے اسلام اور کہاں ہے مسلمان! جتنی برائیاں پروان چڑھ رہی ہیں وہ ساری کی ساری یا حکومت کی سرپرستی یا غفلت کا نتیجہ ہے۔ جن کی خود حکومت ذمہ دار

(۸) حدیث میں آتا ہے سرکار دو عالم صلعم نے فرمایا: خالفوا المشرکین اوفروا اللحیٰ واحفوا الشوارب۔ وفی روایۃ انھکوا الشوارب واعفوا اللحیٰ۔ رواہ الشیخان عن ابن عمرؓ داڑھیاں بڑھاؤ اور مونچھیں کتراؤ، مشرکوں کی مخالفت کرو ــــ واہ رے امت اپنے نبیؐ سے مخالفت اور اپنے نبیؐ کی نافرمانی پر تمہاری یہ جسارت کہ تم نے اپنے محبوب نبیؐ کے فرمان کے برخلاف یہود و نصاریٰ کی تقلید میں مونچھوں کو بڑھانا اور داڑھیوں کو منڈوانا شروع کر دیا۔ پھر تمہارے دعویٰ عاشقیت! لاحول ولاقوۃ الا باللہ العلی العظیم۔ صرف

یہی ڈاڑھیوں کا بڑھانا اور مونچھوں کا کترانا مستقل یونیفارم کی حیثیت رکھتا ہے ۔ اسی سے مسلمان، سکھ وغیرہ ڈاڑھیاں رکھنے والی قوموں سے ممتاز ہو جاتے ہیں ۔ ڈاڑھی منڈوانا تمام مسلمانوں کے نزدیک حرام ہے۔ ڈاڑھیاں منڈوانے والوں کو علماء نے فاسق معلن قرار دیا ہے ۔ لہٰذا اسلامی عدالتوں میں ان کی گواہی قبول نہیں کی جاتی ہے ۔

ایک اور حدیث زید بن ارقم سے مروی ہے کہ آنحضرت صلعم نے فرمایا من لم یأخذ شاربہ فلیس منا رواہ الترمذی ۔ جو شخص اپنی مونچھ نہ کترائے وہ میری امت میں سے نہیں ہے ۔ مونچھ کترانے سے مراد بالکل چھوٹی کر لینا ہے ، حضرت ابوہریرۃؓ سے روایت ہے کہ آنحضرتؐ نے فرمایا ڈاڑھیاں بڑھاؤ اور مونچھیں کتراؤ ۔ یہود اور نصاریٰ کے مشابہ نہ ہو ۔ رواہ احمد ۔

(۹) حدیث میں آتا ہے : سرکار دوعالم صلعم نے فرمایا : ان الیھود والنصاریٰ لایصبغون فخالفوھم ۔ رواہ الشیخان عن ابی ہریرۃؓ ۔ یہود اور نصاریٰ ڈاڑھیوں میں خضاب نہیں لگاتے ہیں ، تم ان کی مخالفت میں ڈاڑھیوں کو حنا سے خضاب لگایا کرو ۔

(۱۰) حضرت عبداللہ بن عمرو بن العاص سے مروی ہے کہ آپ صلعم نے مجھ پر دو کپڑے کسم سے رنگے ہوئے دیکھے تو فرمایا : ان ھذہ من ثیاب الکفار فلا تلبسھا وفی روایۃ قلت اغسلھا قال : بل احرقھا ۔ رواہ مسلم عن عبداللہ بن عمرو۔ یہ کافروں کے کپڑے ہیں ان کو مت پہنا کر ۔ راوی نے عرض کیا حضورؐ ! ان دونوں کو دھو ڈالوں ؟ فرمایا کہ نہیں بلکہ دونوں کو جلا دو ۔ دیکھا آپ نے اے عاشقِ رسول صلعم ۔ آپ کے معشوق نے ایسے کپڑے جو کفار پہنتے ہیں دھو کر پہننے کی بھی اجازت نہیں دی ۔ بلکہ ان کو جلا دینے کا حکم دیا ۔ انصاف سے فرمائیے آپ کو یہود و نصاریٰ کا لباس کوٹ ، پینٹ اور ٹائی پہنتے ہوئے دیکھیں گے ، کیا فرمائیں گے ؟ یہی فرمائیں گے تاکہ تم اگر میری امت ہو ، میرے عاشق ہو تو یہ لباس فوراً اتار لو اور جلا دو ۔ ڈاکٹر اقبال نے کیا خوب کہا ہے ۔ وضع میں تم ہو نصاریٰ تو تمدن میں یہود

ایک اور روایت میں آیا ہے کہ دو ڈاڑھیاں منڈوائے ہوئے مجوسی آنحضرت صلعم کے پاس آئے ۔ آپؐ نے ان کی طرف دیکھنا گوارا نہ فرمایا : ان دونوں سے فرمایا : ناس ہو تمہارا تم نے یہ کیا صورت بنا رکھی ہے ؟ انہوں نے کہا اسی کا ہمارے رب یعنی کسریٰ بادشاہ نے ہمیں حکم دیا ہے ۔ آپ صلعم نے فرمایا : لیکن میرے رب نے مجھے یہ حکم دیا ہے کہ اپنی ڈاڑھی بڑھاؤں اور مونچھ کتراؤں ۔

یہود ونصاریٰ کی مخالفت اور ان سے دوستی سے ممانعت میں بہت سی آیات واحادیث وارد ہیں منجملہ ان کے چند یہ ہیں: یٰاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا لَا تَتَّخِذُوا الْیَهُوْدَ وَالنَّصٰرٰٓی اَوْلِیَآءَ بَعْضُهُمْ اَوْلِیَآءُ بَعْضٍ وَمَنْ یَّتَوَلَّهُمْ مِّنْكُمْ فَاِنَّهٗ مِنْهُمْ اِنَّ اللّٰهَ لَا یَهْدِی الْقَوْمَ الظّٰلِمِیْنَ (المائدہ: ۵۱) فَتَرَی الَّذِیْنَ فِیْ قُلُوْبِهِمْ مَّرَضٌ یُّسَارِعُوْنَ فِیْهِمْ یَقُوْلُوْنَ نَخْشٰٓی اَنْ تُصِیْبَنَا دَآئِرَةٌ (المائدہ ۵۲)

"اے ایمان والو تم یہود اور نصاریٰ کو دوست مت بناؤ، وہ آپس میں ایک دوسرے کے دوست ہیں، اور جو شخص تم میں سے ان کے ساتھ دوستی کرے گا بے شک وہ ان ہی میں سے ہوگا۔ یقیناً اللہ تعالےٰ ظالموں کو ہدایت نہیں دیتا۔ آپ دیکھیں گے کہ جن لوگوں کے دلوں میں شک ونفاق ہے (ایمان اور اخلاص نہیں)، وہ لوگ ان سے دوستی کرنے میں جلدی کریں گے۔ بطور بہانہ کہیں گے ہم ان سے دوستی نہ کریں گے تو ہم پر کوئی آفت اور حادثہ واقع ہو سکتا ہے۔" دیکھا آپ نے اللہ تعالیٰ فرما رہا ہے کہ یہود اور نصاریٰ سے دوستی کرنے والے وہی لوگ ہوں گے جن کے دلوں میں نفاق ہے۔ شک ہے۔ ایمان اور اخلاص نہیں۔ کوئی امتی ایسا نہیں ہو سکتا کہ اپنے معبود اور نبی صلعم کے حکم کے برعکس یہود ونصاریٰ سے دوستی کرے ان کے طور طریق اور وضع قطع اپنائے، چہ جائیکہ عاشق رسول صلی اللہ علیہ وسلم۔

آپریشن کی ضرورت نہیں
ڈسٹون
کے استعمال کرنے سے گردہ اور مثانہ کی پتھری ریزہ ریزہ ہوکر پیشاب کے ذریعہ نکل جاتی ہے۔
قیمت فی شیشی پچاس روپیہ علاوہ محصول ڈاک۔
ملنے کا پتہ
ڈاکٹر سلیم ہالا (سندھ)

نام بھی اچھّا — کام بھی اچھّا
صُوفی سوپ ہے سب سے اچھّا

صُوفی سوپ

اُجلی اور کم خرچ دُھلائی کے لیے بہترین صابن

صُوفی سوپ اینڈ کیمیکل انڈسٹریز (پرائیویٹ) لمیٹڈ
تار: صُوفی سوپ
ٹیلکس:
۳۹۔ فلیمنگ روڈ، لاہور۔ ٹیلی فون نمبر: ۲۲۵۴۴۷ - ۵۴۵۲۳

دفتاد کار

حلقہ جنوبی پنجاب (ملتان) کا قیام اور ـــــ امیرِ تنظیمِ اسلامی کا پیغام

ـــــ مرتب: مختار حسین فاروقی (امیر حلقہ جنوبی پنجاب) ـــــ

الحمدللہ کہ تنظیمِ اسلامی کی تاریخ میں اس حلقہ جاتی نظام سے ایک نئے باب کا اضافہ ہو رہا ہے اور توسیع واستحکامِ دعوت کا عمل ہر چہار گوشوں میں بڑھے گا اور رنگ لائے گا۔ ان حلقوں میں جنوبی پنجاب کا حلقہ سرائیکی علاقہ اور دوسرے ملحقہ اضلاع پر مشتمل ہے جن کی تعداد (۱۳) ہے۔ امیرِ محترم نے اس حلقہ کا نام "حلقہ جنوبی پنجاب" تجویز فرمایا ہے اور اس کا دفتر ملتان میں قائم کر دیا ہے۔ جیسا کہ احباب اور قارئینِ میثاق بخوبی واقف ہیں امیرِ محترم کے نزدیک ملتان پاکستان کا جغرافیائی وسط ہی نہیں تہذیبی اور ثقافتی اعتبار سے چاروں صوبوں کا مرکزِ اتصال ہے۔

یہ فیصلہ وسط ستمبر میں ہوا اور ابتدائی انتظامات میں ہماری تمام تر کوشش کے باوجود پندرہ روز سے زیادہ کا عرصہ گزر گیا۔ اس دوران ڈاکٹر منظور حسین صاحب (جو حلقہ ملتان کے قیم کے طور پر کام کریں گے) بھی ملتان تشریف لائے اور ڈاکٹر غلام حیدر ترین صاحب سے مشورہ کے بعد پہلا کام جو پیش نظر تھا وہ اس حلقہ میں موجود تمام رفقاء کو ایک دفعہ مرکزِ حلقہ میں جمع کرنے کا تھا۔ اس موقع کی اہمیت ومناسبت سے سب کو انفرادی خطوط کے ذریعے اطلاع دی گئی اور ۲؍ اکتوبر بروز جمعۃ المبارک شام ساڑھے چار بجے '۲۵ آفیسرز کالونی ملتان میں پہنچنے کی درخواست کی گئی۔

امیرِ محترم کی طبیعت کی ناسازی کی وجہ سے ہمت تو نہیں پڑ رہی تھی مگر بالآخر حلقہ جنوبی پنجاب کے اس تاسیسی اجتماع میں قدم رنجہ فرمانے کے لئے راقم نے درخواست کی جسے منظور کر لیا گیا۔ اس دل افروز تبدیلی سے تمام رفقاء کو دوبارہ خطوط کے ذریعے اطلاع بہم پہنچائی گئی اور امیر محترم کا نماز جمعہ کے بعد پہلی پرواز سے ملتان روانگی اور ہفتہ کے روز واپسی طے پا گئی۔

....

بالآخر ۲' اکتوبر کا دن آن پہنچا۔ دفتر حلقہ میں چہل پہل تھی اور متبسم چہرے ایک

دوسرے کا استقبال کرتے اور خیریت دریافت کرتے نظر آرہے تھے نماز عصر میں پچاس کے لگ بھگ احباب تھے لاہور سے میاں نعیم صاحب اور شمس الحق اعوان صاحب بھی تشریف لے آئے تھے۔ مغرب میں حاضری ۱۰۰ سے تجاوز تھی (یاد رہے کہ اس حلقہ میں کل ۸۳ رفقاء ہیں) شرکاء میں باہمی اعتماد اور نظم کی کیفیت قابل دید تھی اس لئے کہ اس محفل میں انہیں اپنا محبوب قائد نظر نہ آنے کے باوجود کوئی ہیجان یا بد نظمی نہیں تھی۔ دراصل امیر محترم اپنی کوشش اور ارادے کے باوجود معالجین کے منع کرنے پر ملتان تشریف نہیں لاسکے بلکہ میاں نعیم صاحب کے ذریعے ایک کیسٹ میں بیس منٹ کے ریکارڈ شدہ پیغام کے ذریعے رفقاء سے خطاب فرمایا۔ اس اجتماع میں حسب ذیل پروگرام شامل تھے۔

(۱) سیرت صحابہؓ کا مطالعہ (۲) حلقہ جاتی تشکیل کی ضرورت اور حلقہ ملتان کی تاسیس (۳) اجتماعی مذاکرہ (۴) امیرِ محترم کا خطاب (بذریعہ کیسٹ) (۵) حلقہ ملتان کے لئے ایک مجلسِ مشاورت کی تشکیل (۶) امیر محترم کا ایک ویڈیو خطاب

یہ اجتماع رات بارہ بجے تک جاری رہا۔ کچھ رفقاء رات ہی واپس روانہ ہوگئے۔ تیس کے قریب رفقاء وہیں قیام پذیر ہوئے اور ناشتہ کے بعد روانگی ہوئی۔

رات کی مجلس میں نامزد مجلس مشاورت کا پہلا اجلاس ۳ اکتوبر کو بعد نماز فجر منعقد ہوا۔ شرکاء کے نام حسب ذیل ہیں۔

(۱) جناب عبدالماجد خاکوانی ملتان (۲) جناب محمد سعید بھٹہ صاحب' ملتان
(۳) جناب سلیم اختر صاحب' بہاولپور (۴) راؤ محمد جمیل صاحب' وہاڑی
(۵) رانا غلام اکبر صاحب' رحیم یار خان (۶) جناب شوکت مند صاحب' مظفر گڑھ
(۷) مرزا قمر سعید صاحب شجاع آباد (۸) ڈاکٹر منظور صاحب (۹) اور راقم

اس اجلاس میں آئندہ کا لائحہ عمل اور پروگرام طے پایا۔ نیز دعوت کی توسیع کے لئے رفقاء کی تربیت کے پیش نظر ایک ہفت روزہ تربیت گاہ ۱۶' اکتوبر تا ۲۳ اکتوبر منعقد کرنے کا فیصلہ ہوا تا کہ رفقاء اس سے استفادہ کر کے آئندہ کے مراحل میں زیادہ خود اعتمادی کے ساتھ دعوت دے سکیں۔

....

حسب پروگرام ۱۵' اکتوبر کو عبدالماجد خاکوانی صاحب کے ساتھ شجاع آباد جانا ہوا۔ نماز عشاء کے بعد شاہی مسجد میں آدھ گھنٹے کا خطاب ہوا۔ بنیادی دعوت یعنی دعوت رجوع الی

القرآن کی وضاحت کی بعدازاں سوال وجواب کی نشست میں لوگوں نے از حد دلچسپی کا مظاہرہ کیااور بڑھ چڑھ کر حصہ لیابلکہ بعض احباب سے جمعہ کو صبح ۱۰ بجے دفترِ تنظیم میں آنے کی درخواست کی گئی ۱۶ اکتوبر نماز فجر کے بعد کمیٹی کی مسجد میں سورۃ عصر کا درس ہوا۔ صبح آٹھ بجے دفتر میں رفقاءِ تنظیم کا اجتماع تھا اس کے بعد سوال وجواب کی نشست ہوئی۔ رات کو جن احباب سے گزارش کی گئی تھی وہ تشریف لے آئے اور ساڑھے گیارہ بجے تک گفتگو رہی۔ قریبی اسٹیشن ظریف شہید کی آبادی میں خطبۂ جمعہ کا موقع ملا جہاں حکمت واحکامِ جمعہ کے موضوع پر خطاب ہوااور قرآن مجید کے تعلیم وتعلم پر زور دیا گیا۔

....

۱۶ اکتوبر شام سے ۲۳ اکتوبر تک ہفت روزہ تربیت گاہ منعقد ہوئی جس کی رپورٹ الگ منسلک کی جارہی ہے۔

....

تنظیم اسلامی ملتان کا ہفتہ وار اجتماع پہلے سے جمعہ کی شام کو مغرب تا عشاء چل رہا تھا۔ اس کی افادیت میں اضافے اور ایک عوامی درسِ قرآن کے پیش نظر اب یہ اجتماع ہر جمعہ کو عصر تا رات ۱۰ بجے ہوتا ہے جس میں مغرب تا عشاء عام درسِ قرآن ہوتا ہے (منتخب نصاب زیرِ مطالعہ ہے) اجتماعی کھانے میں رفقاء وشرکاء گھر سے اپنا کھانا لاتے ہیں۔ ذاتی ملاقاتوں کے ذریعہ رفقاء سے از سر نو رابطہ استوار کرنے کی بھرپور کوشش کی گئی ہے اور اب ھفتہ وار پروگراموں میں شرکاء کی تعداد کافی بہتر ہے اور الحمد للہ حاضری بتدریج بڑھ رہی ہے۔

....

۵ نومبر کو بارہ ربیع اول کی تعطیل تھی مغرب تا عشاء مجلسِ مشاورت کا دوسرا اجلاس بلایا گیا تھا۔ جس میں الحمد للہ تمام اراکین نے شرکت فرمائی بلکہ لاہور سے ڈاکٹر طاہر خاکوانی اور ملتان سے عبدالرحمٰن خاکوانی صاحب بھی شریک ہوئے۔

یہ نشست رات ساڑھے نو بجے تک جاری رہی جس میں مندرجہ ذیل فیصلے متفقہ طور پر ہوئے۔

۱۔ تنظیم کی دعوت کو عام کرنے کے لئے نمازِ جمعہ کے بعد اپنی کتابوں کے زیادہ سے زیادہ سٹال لگائے جائیں۔

۲۔ آئندہ ماہ کے لئے راقم کے مندرجہ ذیل پروگرام طے ہوئے۔

۶ ر نومبر	جمعۃ المبارک	وہاڑی	مسجد اہلحدیث لکڑ منڈی
۱۲-۱۳ ر نومبر	جمعرات جمعہ	مظفر گڑھ	
۱۹-۲۰ ر نومبر	جمعرات جمعہ	بہاول پور	
۲۶-۲۷ ر نومبر	جمعرات جمعہ	ملتان	
۳-۴ ر دسمبر	جمعرات جمعہ	رحیم یار خان	

۳۔ بعض رفقاء جو پہلی تربیت گاہ میں بوجوہ شریک نہیں ہو سکے ان کے سہولت کے لئے ۲۵ ' دسمبر تا ۳۱ ' دسمبر ۸۷ ایک اور ہفت روزہ اقامتی تربیت گاہ کا فیصلہ ہوا

۴۔ تنظیم کی دعوت کو پھیلانے اور خود اعتمادی کے لئے ہمارے جن رفقاء کے کاروباری وزٹنگ کارڈز ہیں ان سے درخواست کی گئی کہ وہ کارڈ کی دوسری طرف مقامی تنظیم اسلامی کا پتہ ضرور تحریر کروائیں۔

۵۔ توسیعِ دعوت کے ضمن میں حلقۂ درس کے دو حلقے قائم کئے گئے۔

(۱) شجاع آباد جہاں جناب محمدؐ سعید بھٹہ صاحب ہر جمعرات مغرب تا عشاء تشریف لے جایا کریں گے۔

(۲)۔ وہاڑی جہاں محترم ڈاکٹر منظور حسین صاحب اتوار کو عصر تا بعد عشاء جایا کریں گے۔

۶۔ تنظیم اسلامی کا سالانہ اجتماع جو اوائل اپریل میں لاہور میں ہوتا ہے اس سے متعلق غور کیا گیا کہ آیا ملتان میں ہو سکتا ہے یا نہیں؟۔ ایک گھنٹے کی تفصیلی گفتگو کے بعد متفقہ طور پر طے پایا کہ یہ اجتماع جس میں ۶۰۰ کے لگ بھگ رفقاء کی شرکت متوقع ہے ملتان میں منعقد کیا جا سکتا ہے۔ اگر مرکز بھی اعانت کرے تو مقامی تنظیم اور رفقاء اس ذمہ داری کو بخوشی قبول کرنے کو تیار ہیں۔ اس سلسلے میں طے پایا کہ یہ پیشکش امیر محترم کو کر دی جائے کہ آئندہ مجوزہ سالانہ اجتماع ملتان میں منعقد کیا جائے۔

....

۶ ' نومبر کو جمعۃ المبارک کے دن مسجد اہلِ حدیث لکڑ منڈی وہاڑی میں راقم کا خطاب کا موقع ملا سیرت النبی صلی اللہ علیہ وسلم کے حوالے سے تنظیم کی دعوت پیش کی گئی مقامی رفقاء اس سے مطمئن تھے۔ اللہ کرے کہ یہ دورہ اور جناب ڈاکٹر منظور صاحب کا ہفتہ وار خطاب اور ملاقاتیں لوگوں کو اور قریب لانے اور تنظیم کے ساتھ کام کرنے پر آمادہ کر سکیں۔

جھنگ صدر (جہاں راقم کی رہائش ہے) میں اگرچہ ابھی تک حلقہ ملتان کا کوئی پروگرام منعقد نہیں ہو سکا۔ تاہم اس درس قرآن کی ہفت وار نشست کا تذکرہ ضروری ہے جو ہر سوموار کو جھنگ شہر میں برادرم آفتاب اقبال صاحب (رفیق تنظیم ریاض حال مقیم جھنگ شہر فون ۲۷۵۸) کے مکان پر ہوتی ہے منتخب نصاب زیر درس ہے آج کل سورۂ تغابن کا مطالعہ جاری ہے حاضری، الحمدللہ ۳۵۔۳۰ افراد پر مشتمل ہے جس میں سے اکثر شرکاء کافی باقاعدگی سے تشریف لا رہے ہیں۔ مقامی زبان ہی اس درس میں ابلاغ کا ذریعہ ہے۔

یہ امر باعثِ مسرت ہے کہ دوسری ہفت روزہ تربیت گاہ جو انشاءاللہ ۲۵ دسمبر تا ۳۱ دسمبر ۸۷ ملتان میں منعقد ہوگی اس کے متصلاً بعد حلقہ ملتان کے تمام رفقاء کے لئے یکم جنوری ۸۸ کو بروز جمعۃ المبارک صبح ۹ بجے یک روزہ اجتماع منعقد ہو گا جس میں امیر محترم ڈاکٹر اسرار احمد صاحب نے شرکت قبول فرمائی ہے۔ تمام رفقاء کو اس اجتماع کی اطلاع بھجوائی جا چکی ہے۔ اللہ کرے ہم اس تربیت گاہ اور اجتماع سے بھرپور استفادہ کر سکیں۔

اس تربیت گاہ اور اجتماع کے بارے میں دوسرے حلقوں اور تنظیموں سے بھی گزارش ہے کہ جہاں سے بھی کوئی رفیق ان پروگراموں میں شرکت کا خواہش مند ہو اس کا خیر مقدم کیا جائے گا۔

امیرِ محترم نے زبانی طور پر بھی اور کیسٹ کے ذریعے پیغام میں بھی اس حلقہ ملتان سے اپنی سب سے زیادہ توقعات وابستہ فرمائی ہیں۔ اللہ تعالیٰ ہمیں ان کی دلی توقعات پر پورا اترنے کی توفیق بخشے تاکہ ہم ان کی آنکھوں کی ٹھنڈک کا سامان کر سکیں۔ یہ کام اب ہم سب کے مل کر کرنے کا ہے رفقائے حلقہ اپنی صلاحیتوں اور اوقات کے ذریعے اور بیرون حلقہ رفقاء اور اکابرین دعاؤں کے ذریعے ہماری ہمت بڑھائیں تو ہی اس کام میں سرخروئی ہو سکتی ہے۔ اور اگر ہماری روایتی سستی اور کاہلی آڑے آ گئی اور خیریت جان اور صحت داماں کی فکر ہی دامن گیر رہی تو اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول صلی اللہ وسلم کی ناراضگی کے ساتھ ساتھ اپنے محبوب قائد کی ناراضگی کا بھی خطرہ ہے اس لئے کہ۔

وہ نگاہ جو مست رکھتی ہے رندوں کو
بڑا غضب ہے کبھی محتسب بھی ہوتی ہے۔

وما النصر الا من عند اللہ

حلقہ جنوبی پنجاب کے تاسیسی اجتماع (۲ اکتوبر ۸۷ء) کے موقع پر

امیر تنظیم اسلامی ڈاکٹر اسرار احمد کا پیغام

مرتب: شیخ جمیل الرحمٰن

محترم رفقاء گرامی۔ السلام وعلیکم ورحمتہ اللہ وبرکاتہ

مجھے اس بات کا بخوبی اندازہ ہے کہ آپ حضرات کی توقع ہو گی کہ میں حلقہ ملتان کے اس تاسیسی اجتماع میں بذات خود شریک ہوں گا لیکن میری غیر حاضری سے یقیناً آپ حضرات کو افسوس ہوا ہو گا۔ واقعہ یہ ہے کہ ادھر خود مجھے بھی افسوس کچھ کم نہیں ہے۔ میری اپنی شدید دلی خواہش تھی کہ اس موقع پر آپ حضرات کے مابین میں بھی موجود ہوتا اور براہ راست آپ لوگوں سے ملاقات بھی ہوتی اور گفتگو بھی۔ اسی مقصد کے لئے ہوائی جہاز میں سیٹ بک کرائی گئی تھی لیکن پچھلے جمعہ اور ہفتہ سے میں نے خطاب جمعہ اور درس قرآن کا جب دوبارہ سلسلہ شروع کیا تو میری کمر کے درد میں کچھ ٹیسیں پھر محسوس ہوئیں۔ اگرچہ اس وقت یہ درد اتنا شدید نہیں ہے کہ اس کی بنا پر میں حرکت نہ کر سکوں۔ اس سے پہلے میں اس قسم کے درد کو خاطر میں نہیں لایا کرتا تھا بلکہ چند ادویات استعمال کر کے اپنی مصروفیات جاری رکھتا تھا۔ لیکن اس مرتبہ مرض کا جو شدید حملہ مجھ پر کراچی میں ہوا تھا اور میرے بیس دن اسی کیفیت میں گزرے ہیں کہ میں اس عرصہ کے دوران کافی دنوں تک حقیقی معنوں میں صاحبِ فراش رہا ہوں تو اس بنا پر واقعہ یہ ہے کہ اب سفر کے معاملہ میں ایک خوف سا ذہن میں بیٹھ گیا ہے۔ اگر لاہور میں رہتے ہوئے درد میں اضافہ بھی ہو جائے تو شاید میرے لئے اتنی پریشان کن بات نہ ہوتی جتنی اس صورت میں ہو سکتی ہے کہ کہیں باہر یا دورانِ سفر تکلیف میں شدت کا مسئلہ پیدا ہو جائے تو خدانخواستہ پھر کہیں وہ شکل نہ بن جائے کہ مجھے اسٹریچر پر ہوائی جہاز سے لاہور واپسی کے لئے سفر کرنا پڑے جیسا کہ کراچی سے لاہور واپسی کے موقع پر ہوا تھا۔ چنانچہ اس وقت جو دو حضرات میرے معالجین ہیں' جن کے نام بھی تازہ میثاق میں آگئے ہیں ایک ڈاکٹر عبدالرزاق قاضی صاحب جو آرتھوپیڈسٹ سرجن ہیں اور دوسرے ڈاکٹر منور حیات صاحب جو نیورو فزیشن ہیں' ان دونوں کی رائے اور مشورہ یہ ہے کہ ابھی میں زیادہ سے زیادہ آرام کروں اور سفر سے پرہیز کروں۔ لہٰذا مجھے ملتان کے سفر کو منسوخ کرنا پڑا۔

اب عربی کے اس مقولہ کے مطابق کہ مالا یدرک کلہ لا یترک بعضہ یعنی جو چیز پوری کی پوری اور کل کی کل حاصل نہیں ہو سکتی وہ پوری کی پوری اور کل کی کل چھوڑ دینی بھی نہیں چاہئے۔ جو کچھ میسر آجائے اسے غنیمت سمجھنا چاہئے۔ لہٰذا اس موقع پر میں آپ حضرات سے بذریعہ کیسٹ مخاطب ہوں اور آپ حضرات بالکل یہ محسوس کیجئے کہ میں اپنے احساسات اور دلی جذبات کے اعتبار سے واقعتاً اس وقت آپ ہی کے مابین موجود ہوں۔ لاہور میں جب مجھے رفقاء تنظیم سے خطاب کا موقع ملا تو میں نے عرض کیا تھا۔ اور ہو سکتا ہے کہ میرے کیسٹ کے ذریعے سے آپ میں سے بھی بہت سارے حضرات تک میری بات پہنچ چکی ہو۔ کہ یہ بیماری جہاں ہمیں بظاہر ایک شر نظر آتی ہے وہاں اس میں یقیناً اللہ تعالیٰ کی طرف سے کوئی خیر ہے۔ اس پر ہمیں دلی یقین ہونا چاہئے' یہ ہمارے ایمان کا تقاضہ ہے کہ ہم پورے شعور کے ساتھ یہ یقین رکھیں کہ اس میں کوئی خیر ہی مضمر ہے۔

ایک خیر تو ہمیں خود بھی اپنی آنکھوں سے نظر آرہا ہے وہ یہ ہے کہ ہماری تحریک اور تنظیم کے بارے میں ایک تصور بہت ہی عام ہے کہ یہ "One Man Show" ـــــــ ہے کہ شاید ایک ہی شخص ہے جس کے بل بوتے پر یہ پوری تحریک و تنظیم قائم ہے۔ اور ہماری اس چھوٹی اور حقیر سی تحریک و تنظیم کی جو بھی ساکھ اور نیک نامی ہے وہ ایک ہی شخص کے دم کے ساتھ ہے۔ میں یہ سمجھتا ہوں کہ میری اس بیماری کی وجہ سے اس وقت مجھے ایک نوع کی جو معذوری ہو گئی ہے اس کے ذریعہ سے ایک موقع ملا ہے کہ تنظیم اس بات کو ثابت کرے کہ اس میں جو لوگ شریک ہیں وہ اپنے شعوری فیصلے کے ساتھ اور اپنے احساسِ فرض کے ساتھ شریک ہیں اور اگرچہ جب میں حرکت میں ہوتا ہوں اور میری تقاریر اور دروس کا سلسلہ جاری رہتا ہے تو یقیناً دوسرے ساتھیوں کو اطمینان ہوتا ہے کہ کام ہو رہا ہے۔ پھر یہ کہ اللہ تعالیٰ کے فضل اور اس کی توفیق سے بیس سالہ کام کی بدولت میرا جو تعارف ہو چکا ہے اس کا نتیجہ یہ نکلتا ہے کہ میرا درس یا تقریر سننے کے لئے لوگ زیادہ جمع ہو جاتے ہیں۔ لیکن مجھے توقع ہے کہ اس بیماری کی وجہ سے میری مصروفیات میں جو وقفہ پڑے گا تو ان شاء اللہ ہمارے ساتھیوں کو یہ ثابت کرنے کا موقع ملے گا کہ بحمداللہ ہماری صفوں میں بہرحال چند اور بھی باصلاحیت اور باہمت لوگ موجود ہیں جو اللہ نے چاہا تو اس تحریک کو آگے بڑھانے اور اس کی بیش از بیش ترقی و توسیع اور استحکام میں کماحقہ حصہ ادا کر سکتے ہیں۔ میں یہ سمجھتا ہوں کہ اس بیماری میں خیر کا یہ پہلو ہے اور ہمیں اس خیر سے زیادہ سے زیادہ

فائدہ اٹھانا چاہئے اور یہ اسی وقت ممکن ہو گا جب آپ میں سے ہر رفیق یہ سمجھے کہ وہ از خود اس سے پہلے جو کام بھی اس تحریک اور تنظیم کے لئے کر رہا تھا اور اپنا وقت دے رہا تھا اب اسے لامحالہ مزید حصہ میرے نام بھی ڈالنا ہو گا۔ اس میں دعوتی و تنظیمی کاموں کے اوقات میں اضافہ کرنا ہو گا۔ اس تحریک کے لئے جو کچھ بھی میرا حصہ تھا' اس کو اب تمام رفقاء نے مل جل کر پورا کرنا ہو گا۔ للٰذا ہر رفیق کے لئے یہ ضروری ہے کہ وہ اس اضافی فرض کا احساس اور شعور اپنے قلب و ذہن میں ثبت کرے اور اس کے مطابق اپنی COMMITMENT ——— اپنی ذمہ داری' اپنی وابستگی' اپنے وقت اور پیسے کے صرف میں اضافہ کرے۔

ایک اور بات بھی کافی عرصہ سے آپ حضرات کے سامنے آتی رہی ہو گی اور وہ یہ کہ میں کئی مرتبہ یہ بات سوچ چکا ہوں کہ اب مجھے اپنے سفر اور دورے کم کر دینے چاہئیں ساتھ ہی دروس و تقاریر کے سلسلہ میں بھی کمی کرنی چاہئے۔ اور زیادہ وقت کچھ لکھنے کی طرف دینا چاہئے۔ مزید یہ کہ قرآن اکیڈمی میں بیٹھ کر ان نوجوانوں کی تربیت کی طرف متوجہ ہونا چاہئے جو ہمہ وقت و ہمہ تن اس کام کے لئے خود کو وقف کر چکے ہیں۔ لیکن عقلی اور شعوری طور پر اس فیصلہ تک بارہا پہنچ جانے کے باوجود اس پر عمل در آمد نہیں ہو پایا۔ اس کی وجہ یہی تھی کہ جب احباب کے تقاضے آتے تھے اور نہ صرف احباب کے بلکہ دوسرے اداروں کی طرف سے دعوت موصول ہوتی تھی اور دعوت کے ساتھ بہت زیادہ اصرار اور بعض اوقات خوشامد تک کا انداز ہوتا تھا تو میں اپنی مزاجی کمزوری کی بنا پر انکار کر نہیں پاتا تھا اور جب کسی ایک دعوت کو قبول کر لیتا تھا تو یہ گویا مزید کسی دعوت کو قبول کرنے کے لئے دلیل بن جاتی تھی۔ اس طرح یہ سرکل ٹوٹنے میں نہیں آ رہا تھا۔ للٰذا میں یہ سمجھتا ہوں کہ اللہ تعالیٰ نے یہ جو صورت پیدا فرمائی ہے تو اس میں یہ حکمت ہو کہ میں اب مجبور ہو کر اس کام کی طرف متوجہ ہو سکوں جس کی بڑی افادیت ہے یعنی کچھ تحریر کا کام کروں اور اپنا زیادہ سے زیادہ وقت قرآن حکیم کی روشنی میں ان نوجوانوں کی ذہنی و عملی تربیت کے لئے نکال سکوں جو قرآن مجید کی تعلیم و تعلم میں زندگیاں لگانے کا شعوری طور پر فیصلہ کر چکے ہیں۔ ظاہر بات ہے کہ یہ نوجوان ہماری اسلامی انقلابی تحریک اور دعوت و تبلیغ دین کے لئے بیش بہا سرمایہ کی حیثیت رکھتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ ان نوجوانوں کو استقامت اور توفیق عطا فرمائے کہ وہ خلوص و اخلاص کے ساتھ دینِ متین کی خدمت ہی میں اپنی توانائیاں اور صلاحیتیں صرف کریں۔ بہرحال اللہ تعالیٰ اپنی حکمتوں اور

مصلحتوں سے کماحقہ واقف ہے ہم لوگوں کو اجمالاً ایمان بالغیب رکھنا ہے اور اللہ تعالیٰ کی طرف سے جو کچھ بھی ہم پر وارد ہو ہمارے ایمان کا تقاضہ ہے کہ ہم اسے خندہ پیشانی سے قبول کریں۔ اس پر کوئی شکوہ اور شکایت نہ ہو اور دل میں یہ یقین رکھیں کہ ؎ ہر آں کہ ساقیِ ما ریخت عین الطاف است۔ یعنی ہمارے پیالہ میں ہمارا مالک جو کچھ بھی ڈال دے وہ اس کا لطف و کرم ہے اور ہمیں اسے دلی شکریہ کے ساتھ قبول کرنا چاہئے۔

آپ کا یہ اجتماع جو اس وقت منعقد ہو رہا ہے' اس اعتبار سے بہت اہم ہے کہ حلقہ جاتی نظام کا جو آغاز ہم نے حال ہی میں کیا ہے اس کے ضمن میں حلقۂ ملتان (جنوبی پنجاب) کی اس اجتماع کی صورت میں گویا تاسیس ہو رہی ہے اور اس کے دفتر کا افتتاح ہو رہا ہے۔ اس ذیل میں ہم سب پر اللہ تعالیٰ کا خصوصی شکر واجب ہے کہ اس کی توفیق و تائید سے یہ دعوت آگے بڑھ رہی ہے اور اسی توسیع دعوت کے فطری تقاضے کے مطابق اس نے یہ فیصلہ کرنے میں ہماری رہنمائی فرمائی کہ اب علاقہ جات نظام کا باقاعدہ ایک سلسلہ شروع ہو جانا چاہئے۔ یہ گویا تنظیم کے آگے بڑھنے کی ایک علامت ہے۔ دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ اس اٹھے ہوئے قدم کو مضبوط اور مستحکم بنائے اور اسے قدموں کے مزید آگے بڑھنے کی تمہید بنائے۔

اب میں آپ حضرات سے حلقہ ملتان کی اہمیت کے بارے میں خاص طور پر چند باتیں عرض کرنا چاہتا ہوں۔ یہ حلقہ ایک اعتبار سے پاکستان کا قلب ہے۔ ویسے تو لاہور کو پاکستان کا قلب کہا جاتا ہے۔

پاکستان کے مختلف علاقوں کی مختلف پہلوؤں سے توصیف کی جاتی ہے۔ بلاشبہ بہت سے پہلوؤں کے پیش نظر لاہور کو پاکستان کا قلب کہنا درست ہے لیکن میں اس حلقہ کو پاکستان کا قلب اس اعتبار سے کہہ رہا ہوں کہ جغرافیائی اعتبار سے یہ پاکستان کا قریباً وسط ہے۔ درمیانی حصہ ہے۔ پھر تہذیبی' تمدنی اور لسانی اعتبار سے بھی یہ حلقہ پاکستان کا درمیانی اور مرکزی حصہ بنتا ہے۔ پاکستان میں جتنی بھی تہذیبیں ہیں اور جتنی بھی زبانیں ہیں وہ سب جہاں آکر ملتی ہیں تو ان کا نقطۂ اتصال اور ان کا مرکز یہی علاقہ بنتا ہے اور یہ علاقہ اس اعتبار سے پاکستان میں ایک خصوصی اور امتیازی اہمیت کا حامل ہے۔

یوں تو پورے پاکستان میں ہمارے کام کی کوئی زیادہ وسعت نہیں ہوئی ہے لیکن اس علاقہ میں ابھی ایسے بڑے بڑے حصے ہیں جہاں ہماری دعوت بالکل پہنچ نہیں پائی ہے۔ دعوت کا تعارف اگرچہ مختلف ذرائع ابلاغ کے ذریعہ سے ہو چکا ہو گا اور میرا شخصی تعارف بھی یقیناً اس حلقہ

کے چند دوسرے بڑے شہروں اور بڑے بڑے قصبات کے اندر موجود ہے لیکن اس پورے حلقہ میں بہت سے ایسے مقامات اور بہت سے ایسے حصے ہیں جن تک تنظیم کا تنظیم کے اعتبار سے نہ تعارف موجود ہے اور نہ ہی اس کی اسلامی انقلابی دعوت نے وہاں کوئی جڑ پکڑی ہے۔ اس اعتبار سے اب آپ حضرات کے لئے یہ ایک چیلنج ہے۔ اور زندگی دراصل نام ہی اس کا ہے کہ ہر آن ایک نیا چیلنج ہو اور ہر نئے چیلنج کا آدمی مقابلہ کرنے کے لئے آمادہ رہے اور اللہ تعالیٰ نے اس کو جو بھی توانائی، صلاحیت اور قوت عطا فرمائی ہے خواہ وہ ذہنی ہو خواہ جسمانی ہو، ان سب کو اس چیلنج کو قبول کرنے میں بروئے کار لائے۔ تو اس حلقہ کی اہمیت کے اعتبار سے آپ حضرات کے لئے یہ خصوصی چیلنج ہے اور اسے آپ کو مومنانہ جذبہ اور ولولہ کے ساتھ قبول کرنا ہے۔

اس حلقہ کی امارت کے لئے میں نے جب اپنے رفقاء پر نگاہ دوڑائی تو وہ مختار حسین فاروقی پر جا کر جم گئی وہ اس حلقے میں ہمارے سب سے زیادہ پرانے سب سے زیادہ تجربہ کار اور سب سے زیادہ باصلاحیت رفیق ہیں۔ شاید بہت سے رفقاء کو اس بات کا علم نہیں ہو گا کہ مختار حسین فاروقی صاحب میرے کام کے قریباً ابتدائی ساتھیوں میں سے ہیں۔ میں نے جب ۶۸ - ۶۷ء میں لاہور کے مختلف علاقوں میں متعدد حلقہ ہائے مطالعہ قرآنِ حکیم قائم کئے اور ان میں منتخب نصاب کے دروس کا سلسلہ شروع کیا تو فاروقی صاحب جو اس زمانہ میں کالج کے طالب علم تھے اسی زمانہ میں دعوتِ قرآنی سے متعارف ہوئے اور اس سے متاثر ہو کر میرے فعال ساتھیوں میں شامل ہو گئے۔ میرے خیال کے مطابق نوجوانوں میں سب سے پہلے اس دعوت پر لبیک کہنے اور اس کو حرزِ جاں بنانے والے نوجوان فاروقی صاحب تھے۔ پھر سب سے پہلے ہمارے حلقوں میں خطاب اور درس کی کچھ صلاحیت جس نوجوان نے حاصل کی وہ یہی مختار حسین فاروقی تھے۔ لاہور میں میری عدم موجودگی میں دروس اور خطابات میں یہی میری نیابت کرتے تھے۔ مرکزی انجمن خدام القرآن اور تنظیم اسلامی کے تاسیس میں بھی ان کا پورا تعاون حاصل رہا ۷۷ء کے اوائل تک یہ تنظیم کے ساتھ وابستہ رہے۔ پھر انہوں نے اپنی چند ذاتی اختلافی آرا کی بنیاد پر تنظیم سے علیحدگی اختیار کر لی۔ بعد ازاں یہ کراچی چلے گئے۔ وہاں انہوں نے تعمیرات کا کام جمایا۔ اگرچہ یہ تنظیم سے علیحدہ ہو گئے تھے۔ لیکن تنظیم کی دعوت سے ان کو نہ اختلاف تھا نہ بُعد۔ بلکہ یہ انفرادی طور پر دعوتِ رجوع الی القرآن اور تحریک کا کام کرتے رہے اور انہوں نے اپنے طور پر کورنگی میں درس قرآن کا حلقہ قائم کیا۔ ان کے مجھ سے اور تنظیم کے بہت سے رفقاء سے نہایت اچھے تعلقات قائم رہے۔ کراچی میں جب بھی میرے

دروس وتقاریر کے پروگرام ہوتے تھے ان میں سے اکثر میں یہ شریک ہوتے تھے۔ قریباً ڈیڑھ دو سال قبل اللہ تعالیٰ نے ان کو شرح صدر عطا فرمایا اور یہ بیعت کر کے تنظیم کے رفیق بن گئے۔ الحمد اللہ یہ بھی بہت عمدہ مثال ہے۔ میں نے ان کو کراچی کی تنظیم کا نائب امیر مقرر کیا اور انہوں نے بڑی لگن، تن دہی اور ذمہ داری کے ساتھ تفویض کردہ کام انجام دیا اور مقامی امیر کے دست و بازو ثابت ہوئے۔ قریباً چھ ماہ قبل یہ کراچی سے اپنا کام سمیٹ کر مستقل طور اپنے آبائی وطن جھنگ منتقل ہو گئے۔ جب حلقہ جاتی نظام کو عملی شکل دینے کا مرحلہ آیا تو حلقہ ملتان (جنوبی پنجاب) کی امارت کے لئے میری نگاہِ انتخاب فاروقی صاحب پر پڑی اور میں نے ان کو اس حلقے کا امیر نامزد کر دیا۔

میں نے فاروقی صاحب کے قدرے تفصیل سے تعارف کی ضرورت اس لئے محسوس کی کہ آپ میں سے کچھ رفقاء یہ نہ سمجھیں کہ امارت کا اہم اور ذمہ داری کا منصب ایک نووارد کو دے دیا گیا ہے۔ اصل وجوہ وہی ہیں جن کا میں نے تذکر کیا ہے۔ اگرچہ ابھی ان کی رہائش جھنگ میں رہے گی لیکن ان شاء اللہ العزیز وہ ہفتہ میں تین دن ملتان رہا کریں گے اور اس طریقہ سے اس حلقہ کو بھرپور وقت دیں گے۔ لیکن ظاہر بات ہے کہ یہ کام اصلاً ان رفقاء کو کرنا ہے جو ملتان میں، شجاع آباد میں، وہاڑی میں اور دوسرے مقامات پر منفرد رفقاء مقیم ہیں۔ وہ فاروقی صاحب سے رہنمائی لے کر خود اپنے طور پر توسیع دعوت کے لئے کام کریں گے تو گاڑی آگے چلے گی۔ میں نے تنظیم کے ایک مناسب ترین اور بہت سے اعتبارات سے ایک باصلاحیت، تجربہ کار رفیق کی توانائیوں اور قوتوں کو آپ کے حلقہ کے حوالے کیا ہے۔ لیکن ان سے بھرپور فائدہ اٹھانا در حقیقت آپ کا کام ہے۔ اگر آپ آگے بڑھ کر ذمہ داری کا اپنا حصہ ادا نہیں کریں گے تو ظاہر بات ہے کہ فاروقی صاحب معذور رہیں گے۔ اور چونکہ وہ ملتان میں قیام پذیر بھی نہیں ہوں گے لہٰذا وہ آپ حضرات کے تعاون کے بغیر زیادہ کام نہیں کر پائیں گے۔

———— اب یہ آپ لوگوں کی ذمہ داری ہے کہ ان کے وقت سے زیادہ سے زیادہ استفادہ کریں اور اسے زیادہ سے زیادہ بار آور بنائیں۔

اب میں جو بات عرض کرنا چاہتا ہوں اس کے متعلق پیشگی عرض کرتا ہوں کہ واقعہ یہ ہے کہ میں کسی تصنع اور تکلف سے کام نہیں لے رہا۔ وہ یہ کہ میں سب سے زیادہ توقع اسی حلقہ ملتان سے وابستہ کر رہا ہوں۔ اپنی جگہ یہ حقیقت ہے کہ اس حلقہ کے لئے اللہ تعالیٰ کی طرف

سے ہمارے لئے بہت سی سہولتیں بہم پہنچ گئی ہیں۔ ریٹائرڈ کرنل ڈاکٹر غلام حیدر ترین صاحب نے اپنی کوٹھی میں دفترِ تنظیم کے لئے معقول جگہ دی ہے۔ ہمارے ایک مستقل کارکن قیمِ حلقہ کی رہائش کے لئے وہاں بندوبست اور قیم کی ذمہ داری میں نے ڈاکٹر منظور حسین صاحب کے سپرد کی ہے۔ ڈاکٹر صاحب لاہور میں گڑھی شاہو والے مرکز میں بڑا مفید کام کر رہے تھے لیکن حلقہ ملتان کی اہمیت کے پیش نظر قیم کی ذمہ داری کے لئے ایک تجربہ کار رفیق کی ضرورت تھی لہٰذا میں نے ان کی خدمات بھی اس حلقہ کے سپرد کر دی ہیں۔ گویا اس حلقہ کے لئے ایک ہمہ وقت فعال رفیق بھی اللہ تعالیٰ نے مہیا کر دیا ہے۔ اب ان شاء اللہ یہ ہمارا ایک ایسا مرکز ہو گا کہ ہمارا کوئی ساتھی کہیں سے بھی آئے اسے ایک معین جگہ معلوم ہو گی جہاں ہمارے ایک تجربہ کار رفیق ہر وقت موجود ملیں گے اور اس طریقے سے اسے ہمارے ایک 'NERVE CENTRE' ——— کی حیثیت حاصل ہو جائے گی۔ واقعہ یہ ہے کہ اس قسم کی سہولت پاکستان بھر میں تنظیم کو صرف لاہور میں حاصل ہے۔ کراچی میں بھی یہ سہولت حاصل نہیں ہے۔ کراچی میں اگرچہ ہمارا دفتر ہے لیکن جس طرح مشہور شاہراہ پر دفاتر ہوتے ہیں اسی طرح کا دفتر ہے۔ وہاں کسی کا مستقل قیام نہیں ہے۔ وہاں کسی باہر سے آنے والے کے لئے قیام کی کوئی جگہ نہیں ہے۔ الحمد للہ یہ سہولت ہمیں لاہور میں اب دو جگہ بہم پہنچ چکی ہیں۔ اللہ تعالیٰ کے فضل و کرم سے قرآن اکیڈمی بھی مرکزی انجمن خدام القرآن لاہور کی طرف سے ہمارے لئے ہر وقت کھلی ہوئی ہے۔ اور ہماری 'DISPOSAL' پر ہے۔ پھر اللہ تعالیٰ کی طرف سے عطا کردہ گڑھی شاہو میں بھی اس طرح کا مناسب بندوبست مہیا ہو گیا ہے۔ ان کے علاوہ پورے پاکستان میں کہیں اور اس طرح کی سہولت موجود نہیں ہے۔ حلقہ ملتان کے لئے ڈاکٹر غلام حیدر ترین صاحب نے سہولت بہم پہنچا کر یقیناً اس کارِ خیر میں بہت بڑا حصہ لیا ہے۔ لیکن اس سے در حقیقت صحیح طور پر فائدہ اٹھانا رفقاء کی اپنی محنت، مشقت، تحریک اور دعوت کیلئے بھاگ دوڑ اور زیادہ سے زیادہ وقت دینے پر منحصر ہو گا۔ اگر وہ وقت نہ نکالیں اور اسے ایک 'THROBING CENTRE' ——— نہ بنا دیں کہ معلوم ہو کہ اس مرکز میں ہر وقت حرکت ہے، لوگوں کی آمد و رفت ہے اور یہ ایک زندہ اور فعال دینی انقلابی تحریک کا مرکز ہے۔ اگر عملاً یہ شکل پیدا نہ ہوئی تو ان ساری سہولتوں کا بھی حق ادا نہیں ہو گا اور یقیناً ہم اللہ تعالیٰ کے یہاں کفرانِ نعمت کے لئے جواب دہ ہو جائیں گے۔

میں اس وقت صرف انہی امور کے بیان پر اکتفا کر رہا ہوں اور دعا کر رہا ہوں کہ اس حلقہ کے قیام کی صورت میں جن ذمہ داریوں کا بوجھ آپ حضرات کے کاندھوں پر آن پڑا ہے اللہ تعالیٰ آپ تمام حضرات کو ان ذمہ داریوں سے کماحقہ عہدہ براہونے کی توفیق عطا فرمائے اور اللہ تعالیٰ ہم سب کی ہدایت میں اضافہ فرمائے ' ہمیں استقامت عطا فرمائے اور ہمیں زیادہ سے زیادہ توفیق دے کہ ہم اس کے دین کی زیادہ سے زیادہ خدمت کریں اور اس کام میں زیادہ سے زیادہ ایثار سے کام لیتے ہوئے اپنا زیادہ سے زیادہ وقت ' صلاحیت اور مال لگائیں۔

اقول قولی ھٰذا استغفر اللہ لی ولکم ولسائرین المسلمین والمسلمات

****

رَبَّنَا هَبْ لَنَا مِنْ اَزْوَاجِنَا وَ ذُرِّيّٰتِنَا قُرَّةَ اَعْيُنٍ وَّاجْعَلْنَا لِلْمُتَّقِيْنَ اِمَامًا ؕ

(الفرقان : ۷۴)

اے ہمارے رب
ہمیں ہماری اولاد اور بیویوں (کی طرف) سے
آنکھوں کی ٹھنڈک عطا فرما
اور ہمیں پرہیزگاروں کا امام بنا دے

□ □ □ □

میاں عبدالواحد

بھگوان سٹریٹ، پرانی انارکلی لاہور

افکار و آراء

ڈاکٹر شیر بہادر خان پنیؒ رحلت فرما گئے

مکتوب گرامی قاضی عبدالقدوس صاحب، ایبٹ آباد

مکرمی اقتدار احمد صاحب
مینجنگ ایڈیٹر ماہنامہ میثاق لاہور

السلامُ علیکم۔ عرصہ ایک سال سے آپ کے ماہنامہ کا باقاعدہ قاری ہوں۔ اور جس طرح انہوں نے دنیاوی تاریکیوں میں میں روشنی کی کرن پیدا کرنے کی کوشش کی ہے اور کر رہے ہیں ان ہی کا حصہ ہے۔ اس ماہنامہ میں گزشتہ چند اشاعتوں میں میرے بزرگ اور پڑوس میں بسنے والے ڈاکٹر شیر بہادر صاحب کے خطوط بھی شائع ہوتے رہے ہیں۔

ڈاکٹر صاحب کی نرینہ اولاد کو توان کی بڑھاپے میں خدمت کا موقع میسر نہ آسکا صرف ان کی ایک بچی ان کو ایبٹ آباد سے اس وقت اپنے پاس پشاور لے گئی جب ڈاکٹر صاحب کی اہلیہ محترمہ کا انتقال ہو چکا تھا اور ان کی دیکھ بھال کرنے والا کوئی بھی باقی نہ رہا۔ ڈاکٹر صاحب کی اپنے مکان واقع ایبٹ آباد سے روانگی بڑے صدمہ کا باعث تھی ہمارے لئے بھی اور خود ڈاکٹر صاحب کے لئے بھی۔

چونکہ میرا ڈاکٹر صاحب سے قلبی لگاؤ تھا اس لئے کبھی کبھی بذریعہ خط ان کی خیریت پوچھتا رہتا تھا۔ وہ خود بھی مہینہ میں ایک آدھ بار یہاں آیا کرتے تھے۔

آخری بار وہ اکتوبر ۸۷ کے آخری ہفتہ میں تشریف لائے تمام دوستوں سے ملاقات کی اور واپس چلے گئے۔ مجھے بطور خاص اپنی تصنیف کردہ دو کتب "سفرنامہ حج" اور "دیدہ وشنیدہ" عطا فرمائیں۔ میرا شکریہ کا تحریری خط ان تک اجل نے نہ پہنچنے دیا۔

مجھے کل مورخہ ۸۷-۱۱-۹ صبح کی نماز میں مسجد میں اطلاع ہوئی کہ ڈاکٹر صاحب ۸ اور ۹ کی درمیانی رات بوقت پونے تین بجے حرکت قلب بند ہونے کی بناء پر ہم سے رخصت ہو گئے۔

مرحوم کو ۳ بجے بعد از نماز ظہر دفن کر دیا گیا۔ جنازہ میں ان کے محلہ والوں کے علاوہ ڈاکٹر دانشور۔ علماء اور ان کے اپنے آبائی گاؤں پنّیاں سے ان کے اعزہ اور اقارب نے شرکت کی۔ اگر کسی کو حاضر نہ پایا تو وہ صرف ان کے اپنے تین بیٹے تھے جو امریکہ برطانیہ اور سویڈن میں قیام پذیر ہیں۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔

آپ سے استدعا ہے کہ آپ اپنے رسالہ کے تمام قارئین سے ڈاکٹر شیر بہادر خان پنّی کی مغفرت کے لئے دعا کی درخواست کریں۔ خداوند کریم آپ کو جزائے خیر عطا فرمائے۔

مرحوم مسجد کے کام میں فیاضی سے خرچ کرتے تھے۔ یتیموں اور بیواؤں کی دستگیری فرماتے تھے۔ اور نماز پنجگانہ با جماعت ادا فرماتے

اللہ تعالیٰ ڈاکٹر صاحب کو جنت الفردوس میں بلند ترین مقام عطا فرمائے آمین۔ فقط والسلام

عبدالقدوس خریداری نمبر ۷۶/۱۱

ڈاکٹر شیر بہادر خان پنّی مرحوم کا مدیر 'میثاق' کے نام آخری خط

محترم گرامی زاد عشائیہ

السلامُ علیکم۔ امید ہے مزاجِ گرامی بخیر ہو گا۔ چند دنوں سے میری طبیعت ناساز ہے۔ لیکن عادتِ مطالعہ سے باز نہیں رہ سکتا۔ آپ کی کتاب " جماعتِ شیخ الہند " اور تنظیم اسلامی ملتے ہی پڑھنی شروع کی اور پڑھ کر ہی دم لیا۔ اس کا مواد 'گو " میثاق " میں وقتاً فوقتاً شائع ہوتا رہا ہے۔ لیکن اس سب کا صحیح انداز میں یکجا شائع ہونے سے آپ کی دعوت کا پس منظر اور نکتۂ نظر صحیح طور پر واضح ہو جاتا ہے کتاب کے مندرجات فکر انگیز اور معلومات افزا ہیں۔

ساری کتاب میں ایک دو جگہ آپ کی نظر ثانی کی ضرورت محسوس ہوئی۔

۱...... حضرت شیخ الہندؒ کے ہاتھ پر بمعہ متبعین مولانا آزاد کا بیعت کرنا یہ روائت موضوعاً درایتاً غیر معقول اور واقعات کے لحاظ سے غلط ہے[ؒ]۔ اس میں یقیناً کوئی شک نہیں کہ مولانا آزادؒ کی ارادت حضرت شیخ الہندؒ سے قلباً، بہت زیادہ تھی۔ اور معاملہ کچھ ایسا تھا۔

لہ اِس سلسلے میں محترم ڈاکٹر اسرار احمد کی طرف سے وضاحت اِسی شمارے کے 'عرضِ احوال' میں کر دی گئی ہے۔

میان عاشق و معشوق رمزے ست
کراماً کاتبیں راہم خبرنیست

گوکہ جب حضرت شیخ الہند نے مولانا آزاد کے ہاتھ پر بیعتِ امامت کرنی چاہی تو ان کے متبعین خاص اس پر آمادہ نہ ہو سکے۔ لیکن ان کا اصرار دمِ آخر تک رہا اور خود ہی اس حسرت کو اپنے ساتھ ہی لے گئے۔ اس وقت کے طبقہ علماء میں نہ اس امر کا احساس ہی تھا اور نہ ہی اس راز سے واقف تھے۔ کہ مولانا آزاد نے ہی حضرت شیخ الہند کی خواہشات کو عملی جامہ پہنایا اور اپنی عمرِ عزیز کا غالب حصہ نظرِ زندان کر دیا

اس راز سے مولانا آزادؒ نے خود ہی پردہ اٹھایا۔ وہ ترجمانِ قرآن کی جلد دوم صفحہ ۹۵ پر لکھتے ہیں...... "...... ۱۹۱۴ء کی بات ہے۔ کہ مجھے خیال ہوا ہندوستان کے علمأ و مشائخ کو عزائم و مقاصدِ وقت پر توجہ دلاؤں۔ ممکن ہے چند اصحابِ رشد و عمل نکل آئیں چنانچہ میں نے اس کی کوشش کی لیکن ایک تنہا شخصیت کو مستثنٰی کر دینے کے بعد سب کا متفقہ جواب یہی تھا' کہ یہ دعوت ایک فتنہ ہے اِئذن لی و لا تفتنی یہ مستثنٰی شخصیت مولانا محمود حسنؒ دیوبندی کی تھی۔ جواب جوارِ رحمتِ الٰہی میں پہنچ چکی ہے"۔

اس کے بعد حضرت شیخ الہندؒ ملک سے باہر رہے کچھ عرصہ حجاز میں اور کچھ بحیثیت اسیر مالٹا میں۔ جب وہ واپس تشریف لائے تو ان کی زندگی کا چراغ ٹمٹمار رہا تھا۔ اور وہ اصرار کرتے رہے۔ کہ مولانا ابوالکلام آزاد کے ہاتھ بیعت امامتِ ہند کی جائے اور خود وہ اس قدر مضطرب تھے۔ کہ حکم دیا۔ کہ ان کی چارپائی جلسہ گاہ میں اس غرض کے لئے لے جائی جائے مگر ان کی خواہش کو علماء وقت نے پورا نہ ہونے دیا اور وہ جنت الفردوس کو روانہ ہو گئے۔ یہ حسرت دل میں لئے ہوئے۔

اگر اس وقت امام الہند کے ہاتھ پر بیعت ہو جاتی تو یقینِ غالب ہے۔ کہ جس طرح اس سے پہلے مسلمانوں کی حکومت ایک ہزار سال تک ہندوستان پر رہی۔ اسی طرح سارے ہند و پاک پر اسلام کی حکومت تا ابد نہیں تو ایک ہزار سال تک ضرور رہتی۔

۲...... آپ نے مولانا آزادؒ کو علامہ شبلی نعمانی کا شاگرد لکھا۔ جو حقیقت نہیں یہ تو دو اَجل علمأ کا قران السعدین تھا۔ جن میں سے ایک کی زندگی کے ایام کسب علم اصول و فنونِ اسلامی میں

گزرے اور دوسرے نوجوان عبقری جن کے دل ودماغ کو خدا نے وہبی نور علم سے منور کر رکھا تھا۔ ان کی یک جائی افاضہ واستفاضہ کا سلسلہ تھا۔ جس سے امتِ مسلمہ کو فیض پہنچا اس کا اعتراف خود علامہ شبلیؒ نے کیا۔ وہ کہتے ہیں "ابوالکلام اطناب کا بادشاہ ہے اور میں ایجاز کا" اس سے استادی شاگردی کا سلسلہ کس طرح معلوم ہو گیا۔

آخر میں مودبانہ عرض ہے کہ آئے دن آپ اور محترم شیخ جمیل الرحمٰن اخبارات میں ذاتی اعتراضات کے جواب لکھتے رہتے ہیں اور اپنی صفائی پیش کرنے میں اپنا وقت ضائع کرتے اور اپنی راہ کھوٹی کرتے رہتے ہیں اس کا کیا فائدہ؟ آپ کا کوئی جلیل القدر پیش رو اس جواب بازی کا قائل نہ تھا۔ ہاں مگر کسی علمی مذاکرہ کی بات ہو نہ کہ مجادلہ کی ؎

حسود را نتواں کرد از جدل خاموش
مگر ز تیغ تغافل زبان بریدہ شود

مولانا ابوالکلام آزادؒ نے تو اس بارے میں علی الاعلان لکھوا دیا تھا۔

بہ یُمنِ عشق زکونین صلح کل کردم
تو خصم باش وزِ من دوستی تماشا کُن

ایک اور بات یاد آ گئی۔ آپ نے مجھے مولانا آزاد کے عاشق صادق کے خطاب سے نوازا۔ شکریہ۔

نازم بہ ایں خطاب کہ مجنون ابوالکلام

ان کی سیرت نے جس میں اول سے آخر تک کوئی جھول نہیں اور ان کی تحریر نے جس میں قرآن کا سحر اور خوشبو ہے۔ شروع سے ایسا رنگ چڑھا دیا۔ کہ کوئی دوسرا رنگ اس پر آج تک چڑھ نہ سکا۔ اور اب یہی رنگ لحد تک ساتھ جائے گا۔

آپ نے اس کتاب میں نوائے وقت کا ایک اداریہ درج فرمایا جس میں مدیر محترم نے آپ کے مولانا آزاد سے اظہارِ محبت وعقیدت پر شدید تنقید کی ہے۔

ان اصحاب کی ناراضی صرف ایک وقتی سیاسی مسئلہ کی وجہ سے تھی۔ اور یہ معلوم ہے کہ سیاسی آراء کسی وحی پر مبنی نہیں ہوتیں۔ کہ ان پر ایمان لانا فرض ہو۔ جب مولانا کی سیاسی رائے کو قوم نے رد کر دیا، اور پاکستان بن گیا تو انہوں نے علی الاعلان...... بھارت کے وزیر ہوتے ہوئے، پاکستان کو دل سے تسلیم کیا۔ اس کے استحکام کے لئے دردِ دل سے دعا کی۔ اور اس کو

کامیاب کرنے کے لئے قابل ترین افسران کو ہندوستان سے بھیجنے کی سعی کی اور کرتے رہے۔
جب کراچی آئے تو ناموافق ماحول کراچی کے اندر قائد کے مزار پر حاضری دی۔
پھولوں کی چادر چڑھائی اور فاتحہ پڑھی۔ یہ انسانی اخلاق کی عظمت کی انتہا ہے۔ اَلْعَظْمَۃُ لِلّٰہِ۔
تحریر طویل ہو گئی ختم کرتا ہوں وَاٰخِرُ دَعْوٰنَا اَنِ الْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ
بندہ عاصی ڈاکٹر شیر بہادر خان

بقیہ : عرضِ احوال

جدید کے بعض تقاضے کماحقہ' پورا کرنے کی کوشش کے ساتھ وہاں لوگوں نے چہروں کو داڑھیوں سے بھی سجالیا ہے۔ سکرٹ پس پردہ چلی گئی اور چادر بھرپور انداز میں واپس آ گئی ہے۔ کم سن بچیوں کو بھی حجاب کا عادی بنایا جارہا ہے۔ و قس علی ھذا۔ یہ مثال اگر کافی نہیں تو کیا اس بات پر بھی غور نہ فرمایا جائے گا کہ بیسویں صدی میں ماؤ نے چین میں جو انقلاب برپا کیا اسے بھی ظواہر پرستی کی احتیاج محسوس ہوئی۔ نظریاتی اور اور ہمہ گیر عملی تبدیلیوں کے بعد آخر اس بات کی کیوں ضرورت محسوس کی گئی کہ ایک ہی رنگ اور ایک ہی طرز کا لباس ہر مرد و زن کو بلا لحاظ عہدہ و مرتبہ اور پیشے یا فرائض منصبی کی نوعیت کا امتیاز رکھے بغیر پہنا دیا جائے۔ سب مردوں کی حجامت ایک سی کیوں رہی۔ عورتوں کے بالوں کا "سٹائل" شعوری طور پر یکساں کیوں رکھا گیا۔ اور حقانی صاحب جو کم از کم دو بار عوامی چین کا تفصیلی دورہ کر چکے ہیں راقم سے جو دو ڈھائی سال پہلے صرف ہفتے بھر کے لئے وہاں گیا تھا' زیادہ بہتر طور پر اس بات کا مشاہدہ کر چکے ہیں کہ وہاں لباس میں تنوع پیدا ہوا ہے تو ساتھ ہی نظریات کی گرفت بھی کمزور ہو گئی...... ٹائی' سوٹ' سکرٹ اور "ہائی ہیل" کے ساتھ ساتھ وہاں اب ڈسکو کلچر بھی آ رہا ہے' نائٹ کلب بھی کھل رہے ہیں..... انقلابی تبدیلیوں کے برفانی تودے پگھل رہے ہیں۔ یہ کہنا غلط نہ ہو گا کہ سرخ چین گلابی تو ہو ہی گیا ہے۔ اگر ظواہر سے اعتناء جاری رہا تو چند برسوں بعد اس کا سفید ہو جانا بھی بعید از قیاس نہیں۔

الغرض ہمارے نزدیک ظواہر کی اہمیت کو گھٹانا نظریے سے وابستگی اور اس کے ساتھ اپنے تشخص کو کم کرنا ہے جو کسی زوال پذیر معاشرے کے اونٹ کی پیٹھ پر آخری تنکا بھی ثابت ہو سکتا ہے۔ ہمیں اگر اپنے دین کو ایک اعلیٰ و ارفع نظام زندگی کے طور پر دنیا کے سامنے پیش کرنا ہے تو ظواہر کو بھی دانتوں سے پکڑنا ہو گا تاکہ ہمارا تشخص بحال ہو اور دیکھنے والے دور سے ہمیں پہچاننے لگیں......

☆ ☆ ☆

حدیثِ رسولؐ

وَعَنْ

عُبَادَةَ بْنِ الصَّامِتِ رضی اللہ عنہ

قَالَ: بَايَعْنَا رَسُوْلَ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وسلم

عَلَى السَّمْعِ وَالطَّاعَةِ

فِي الْعُسْرِ وَالْيُسْرِ

وَالْمَنْشَطِ وَالْمَكْرَهِ

وَعَلٰى أَثَرَةٍ عَلَيْنَا

وَأَنْ لَّا نُنَازِعَ الْأَمْرَ أَهْلَهُ، إِلَّا أَنْ تَرَوْا كُفْرًا بَوَاحًا عِنْدَكُمْ

مِّنَ اللّٰهِ فِيْهِ بُرْهَانٌ،

وَعَلٰى أَنْ نَقُوْلَ بِالْحَقِّ أَيْنَمَا كُنَّا، لَا نَخَافُ فِي اللّٰهِ

لَوْمَةَ لَائِمٍ (بخاری و مسلم)

مفہوم: حضرت عبادہ بن صامت رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ ہم نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے بیعت کی کہ:

ہم ہر حالت میں اللہ اور رسول اور اُن لوگوں کی جن کو امیر مقرر کیا گیا ہو بات سنیں گے اور اطاعت کریں گے۔ خواہ تنگی کی حالت ہو یا فراخی کی اور خوشی کی حالت میں بھی اور ناپسندیدگی کی حالت میں بھی اور اُس صورت میں بھی جب کہ دوسروں کو ہمارے مقابلے میں ترجیح دی گئی ہو۔ امیر سے جھگڑا نہیں کریں گے۔ سوائے اس کے کہ امیر سے کھلا ہوا کفر سرزد ہو۔ اُس وقت ہمارے پاس دلیل ہوگی کہ ہم اُس کی بات نہ مانیں اور جہاں کہیں بھی ہوں گے حق بات کہیں گے۔ اللہ کے سلسلے میں کسی ملامت کرنے والے کی ملامت سے نہیں ڈریں گے۔

عطیہ اشتہار: جناب فاروق احمد۔ عجمان

ڈاکٹر اسرار احمد

نے اپنی دوسری دینی اور علمی خدمات کیساتھ ساتھ شادی بیاہ کی تقریبات کے ضمن میں

ایک اصلاحی تحریک

بھی برپا کی اور — خطبۂ نکاح — کو صرف ایک رسم

کی بجائے واقعی تذکیر و نصیحت اور معاشرتی زندگی سے متعلق اسلامی تعلیمات کو عام کرنے کا ذریعہ بنایا
اس موضوع پر ڈاکٹر صاحب کی ایک اہم تحریر اور ایک خطبۂ نکاح کو دیدہ زیب کتاب کی صورت میں شائع کر دیا گیا ہے۔
بڑے سائز کے ۴۸ صفحات ○ عمدہ دبیز کاغذ ○ دیدہ زیب کور ،

ہدیہ : ۴ روپے ——— محصول ڈاک علاوہ

ہر قسم کے بال بیرنگز کے مراکز

سندھ بیرنگ ایجنسی، ۶۵ منظور اسکوائر پلازہ کوارٹرز کراچی۔ فون ۷۲۳۳۵۸ / ۷۲۱۱۷۲

خالد ٹریڈرز — بالمقابل کے۔ایم۔سی ورکشاپ نشتر روڈ کراچی

فون : ۷۳۵۸۸۳/۷۳۲۹۵۲/۷۳۰۵۹۵

Adarts CAR-4/84

تازہ، خالص اور توانائی سے بھرپور

پاک پیور®

مکھن اور دیسی گھی

یونائیٹڈ ڈیری فارمز (پرائیویٹ) لمیٹڈ
(قائم شدہ ۱۸۸۰) لاہور
۲۲- لیاقت علی پارک ۴- بیڈن روڈ- لاہور، پاکستان ۔
فون: ۳۱۲۷۵۴-۲۲۱۵۹۸

SV ADVERTISING

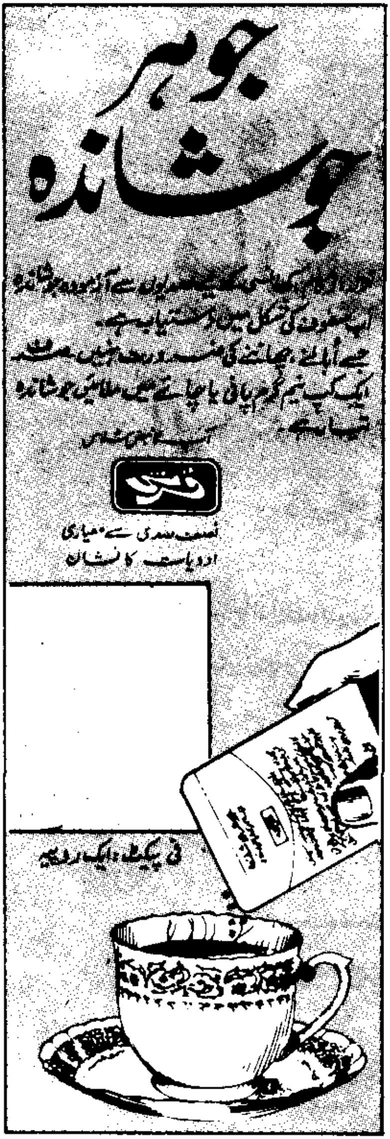

جوہر
جوشاندہ
ایک کپ نیم گرم پانی یا چائے میں ملائیں جوشاندہ
نصف صدی سے معیاری
ادویات کا نشان
فی پیکٹ ایک روپیہ

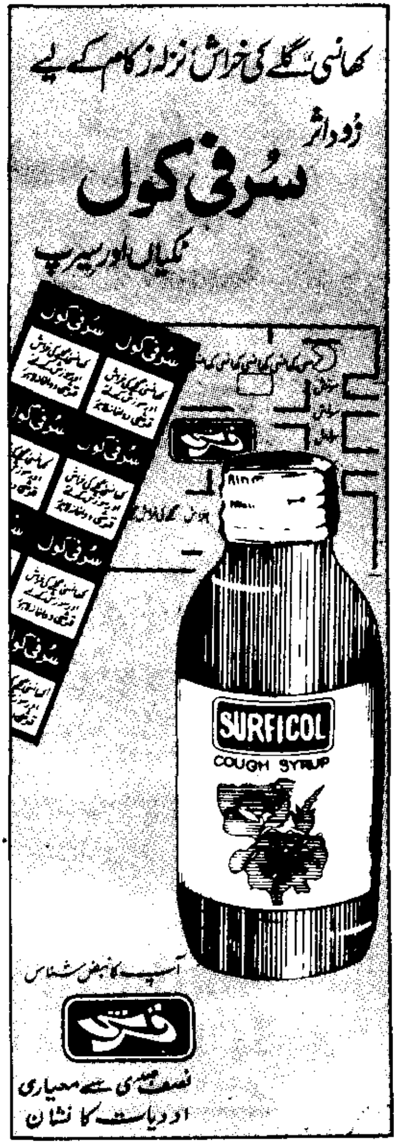

کھانسی، گلے کی خراش، نزلہ زکام کے لیے
زود اثر
سُرفی کول
ٹکیاں اور سیرپ
SURFICOL
COUGH SYRUP
آپ کا نبض شناس
نصف صدی سے معیاری
ادویات کا نشان

ضمیمہ

اشاریۂ میثاق

(جلد ۳۲ تا ۳۶)

جنوری ۱۹۸۲ء سے دسمبر ۱۹۸۶ء تک شائع شدہ مضامین کی مکمل فہرست

—— مرتب: حافظ خالد محمود خضر

قرآنیات

آزاد، مولانا ابوالکلام

اختلافاتِ الوان اور قرآنِ حکیم	جنوری ۸۳ء	ص ۴۷
سورۃ التوبہ کی تفسیر سے ایک اقتباس	مارچ ۸۳ء	ص ۵۷
قرآن کا اعلان بزبان ابوالکلام	اپریل ۸۲ء	ص ۳۱

اسرار احمد، ڈاکٹر

الہُدیٰ (منتخب نصاب کے سلسلہ وار دروس)

نشست ۱ لوازمِ نجات سورۃ العصر کی روشنی میں (۱)	مارچ ۸۳ء	ص ۱۷
〃 ۲ 〃 〃 〃 〃 〃 〃 (۲)	اپریل ۸۳ء	ص ۷
〃 ۳ 〃 〃 〃 〃 〃 〃 (۳)	مئی ۸۳ء	ص ۹
〃 ۴ حقیقتِ برّ و تقویٰ، آیۂ برّ کی روشنی میں (۱)	جون ۸۳ء	ص ۱۵
〃 ۵ 〃 〃 〃 〃 〃 〃 (۲)	جولائی ۸۳ء	ص ۱۹
〃 ۶ 〃 〃 〃 〃 〃 〃 (۳)	اگست ۸۳ء	ص ۵
〃 ۷ مقامِ عزیمت اور حکمتِ قرآنی کی اساسات (۱)	ستمبر ۸۳ء	ص ۴۳
〃 ۸ 〃 〃 〃 〃 〃 (۲)	اکتوبر ۸۳ء	ص ۵
〃 ۹ 〃 〃 〃 〃 〃 (۳)	نومبر ۸۳ء	ص ۵

مباحثِ ایمان

نشست	نمبر ۱۰	سورۃ الفاتحہ (۱)	جنوری ۸۴ء	ص۵
”	نمبر ۱۱	” ” (۲)	فروری ۸۴ء	ص۷
”	نمبر ۱۲	” ” (۳)	مارچ ۸۴ء	ص۳
”	نمبر ۱۳	” ” (۴)	اپریل ۸۴ء	ص۵
”	نمبر ۱۴	اولوالالباب کے ایمان کی کیفیت (آلِ عمران: آیات ۱۹۰-۱۹۵) (۱)	مئی ۸۴ء	ص۵
”	نمبر ۱۵	” ” ” ” ” ” (۲)	جون ۸۴ء	ص۱۱
”	نمبر ۱۶	” ” ” ” ” ” (۳)	جولائی ۸۴ء	ص۹
”	نمبر ۱۷	نورِ فطرت اور نورِ وحی (سورۃ النور: رکوع ۵) (۱)	اگست ۸۴ء	ص۷
”	نمبر ۱۸	” ” ” ” ” (۲)	ستمبر ۸۴ء	ص۹
”	نمبر ۱۹	” ” ” ” ” (۳)	اکتوبر ۸۴ء	ص۹
”	نمبر ۲۰	ایمان اور اس کے ثمرات، سورۃ التغابن کی روشنی میں (۱)	دسمبر ۸۴ء	ص۳۳
”	نمبر ۲۱	” ” ” ” ” (۲)	فروری ۸۵ء	ص۶۳
”	نمبر ۲۲	” ” ” ” ” (۳)	جون ۸۵ء	ص۹
”	نمبر ۲۳	” ” ” ” ” (۴)	جولائی ۸۵ء	ص۹
”	نمبر ۲۴	اثباتِ قیامت سورۃ القیامۃ کی روشنی میں (۱)	ستمبر ۸۵ء	ص۷۱
”	نمبر ۲۵	” ” ” ” (۲)	اکتوبر ۸۵ء	ص۵۵
”	نمبر ۲۶، ۲۷، ۲۸	” ” ” ” (۳، ۴، ۵)	دسمبر ۸۵ء	ص۱۹
”	نمبر ۲۹	حظِّ عظیم (سورۂ حٰمٓ السجدۃ: آیات ۳۰-۳۶) (۱)	جنوری ۸۶ء	ص۴۷
”	نمبر ۳۰	” ” ” ” (۲)	مارچ ۸۶ء	ص۴۵
”	نمبر ۳۱	” ” ” ” (۳)	مئی ۸۶ء	ص۵۳
”	نمبر ۳۲	” ” ” ” (۴)	جون ۸۶	ص۲۷

مباحثِ عملِ صالح

نشست ۳۳، ۳۴ تعمیرِ سیرت کی اساسات سورۃ المومنون اور
سورۃ المعارج کی روشنی میں ــــــ (۱، ۲) جولائی ۸۶ء ص ۲۱
،، ۳۵، ۳۶ ،، ،، ،، ،، ،، (۳، ۴) اگست ۸۶ء ص ۲۹
،، ۳۷ ،، ،، ،، ،، ،، (۵) ستمبر ۸۶ء ص ۲۱
،، ۳۸ ،، ،، ،، ،، (۶) اکتوبر ۸۶ء ص ۶۵
،، ۳۹ بندۂ مومن کی شخصیت (سورۃ الفرقان آخری رکوع) (۱) نومبر ۸۶ء ص ۵۹
،، ۴۰ ،، ،، ،، ،، ،، ،، ،، (۲) دسمبر ۸۶ء ص ۳۱
،، ۴۱ ،، ،، ،، ،، ،، ،، ،، (۳) جنوری ۸۷ء ص ۲۷
،، ۴۲ ،، ،، ،، ،، ،، ،، ،، (۴) اپریل ۸۷ء ص ۱۱
،، ۴۳ ،، ،، ،، ،، ،، ،، ،، (۵) مئی ۸۷ء ص ۲۷
،، ۴۴ ،، ،، ،، ،، ،، ،، ،، (۶) جون ۸۷ء ص ۱۱
،، ۴۵ عائلی زندگی کے بنیادی اصول (سورۃ التحریم) (۱) جولائی ۸۷ء ص ۱۲
،، ۴۶ ،، ،، ،، ،، ،، (۲) اگست ۸۷ء ص ۱۱
،، ۴۷ تربیتِ اولاد اور والدین کی ذمہ داریاں ،، (۳) ستمبر ۸۷ء ص ۱۱
،، ۴۸ توبۂ نصوحا کا دین میں مقام ،، (۴) اکتوبر ۸۷ء ص ۲۳
،، ۴۹ عورت کا اخلاقی و روحانی تشخص ،، (۵) نومبر ۸۷ء ص ۱۱
،، ۵۰ اسلام کا معاشرتی و سماجی نظام (بنی اسرائیل: ۲۳ تا ۴۰) دسمبر ۸۷ء ص ۹

سورۃ الاحزاب رکوع ۳ کا درس :
(اسوۂ حسنہ کا صحیح تصور ۔ ۲) جنوری ۸۳ء ص ۱۱
اصلاحِ معاشرہ کا قرآنی تصور (۱) فروری ۸۳ء ص ۲۵
،، ،، ،، ،، (۲) مارچ ۸۳ء ص ۲۹
،، ،، ،، ،، (۳) اپریل ۸۳ء ص ۱۸
،، ،، ،، ،، (۴) مئی ۸۳ء ص ۲۳
،، ،، ،، ،، (۵) جون ۸۳ء ص ۲۵

نوعِ انسانی کا واحد اور آخری سہارا ـــ قرآنِ حکیم	نومبر ۸۳ء	ص۵
درسِ قرآن ـ توحیدِ عملی اور فریضۂ اقامتِ دین ـ (۱)	فروری ۸۴ء	ص۱۹
〃 〃 〃 〃 〃 (۲)	مارچ ۸۴ء	ص۱۵
〃 〃 〃 〃 〃 (۳)	اپریل ۸۴ء	ص۱۱
〃 〃 〃 〃 〃 (۴)	مئی ۸۴ء	ص۱۵
〃 〃 〃 〃 〃 (۵)	جون ۸۴ء	ص۲۲
〃 〃 〃 〃 〃 (۶)	جولائی ۸۴ء	ص۲۱
〃 〃 〃 〃 〃 (۷)	اگست ۸۴ء	ص۳۹
جہاد بالقرآن ـ ۱	اگست ۸۴ء	ص۱۷
〃 〃 ـ ۲	ستمبر ۸۴ء	ص۴۳
قرآن کے نام پر اٹھنے والی تحریکات اور ان کے بارے میں علماءِ کرام کے خدشات	ستمبر ۸۴ء	ص۱۹
تذکرہ وتبصرہ ـــ بسلسلہ "قرآن کے نام پر اٹھنے والی تحریکات کے بارے میں علماء کے خدشات	جنوری ۸۵ء	ص۵

عبد السمیع ، ڈاکٹر

روزہ ، قرآن اور دعا	مئی ۸۶ء	ص۴۵

قاسمی ، مولانا اخلاق حسین

آیتِ کریمہ کی فضیلت اور تاریخی پس منظر	مئی ۸۷ء	ص۴۵

واحد ، محمد اقبال

قرآن کا عجیب ہونا (۱)	دسمبر ۸۳ء	ص۲۹
〃 〃 〃 (۲)	جنوری ۸۴ء	ص۴۳
خسرانِ اُخروی سے بچنے کا راستہ سورۃ العصر کی روشنی میں (۱)	فروری ۸۴ء	ص۵۷

خسرانِ اُخروی سے بچنے کا راستہ، سورۃ العصر کی روشنی میں (۲) مارچ ۸۴ء ص۳۱

حدیث و سُنّت

اقبال واحد، ملک

اسلام میں عملی زندگی، ارشاداتِ رسولؐ کی روشنی میں (۱) مئی ۸۴ء ص۳۲
〃 〃 〃 〃 〃 (۲) جولائی ۸۴ء ص۷۹
〃 〃 〃 〃 〃 (۳) اگست ۸۴ء ص۷۵
〃 〃 〃 〃 〃 (۴) اکتوبر ۸۴ء ص۵۹

الطاف الرحمٰن بنوی، مولانا (مترجم)

فرمانِ نبویؐ اُمُّ رَکَمُ بِخَمْسٍ (شرح ملا علی قاریؒ) اپریل ۸۳ء ص۲۵

جنجوعہ، محمد یونس

کلُّ بدعۃٍ ضلالۃٌ جنوری ۸۵ء ص۶۹

عبدالسمیع، ڈاکٹر

درسِ حدیث جولائی ۸۴ء ص۹

علوی، مولانا سعید الرحمٰن

نظمِ دین اور سنّتِ نبویؐ دسمبر ۸۵ء ص۷

محی الدین لکھوی، مولانا

ایک اہم خط اور
تعلیمِ نبویؐ کا اہم موتی اپریل ۸۶ء ص۱۰۹

وصی مظہر ندوی، مولانا

درسِ حدیث۔ ایمان اور استقامت — جنوری ۸۳ء — ص ۳۱
خاتم النبیینؐ کا آخری تحریری ہدایت نامہ — فروری ۸۷ء — ص ۵۷

اسوہ وسیرتِ رسولؐ

اسرار احمد، ڈاکٹر

اسوۂ حسنہ کا صحیح تصوّر (۲)
(سورۃ الاحزاب رکوع ۳ کا درس) — جنوری ۸۳ء — ص ۱۱
معراج النبیؐ (خطاب) — مئی ۸۲ء — ص ۲۳
غلبہ واقامتِ دین کی جدوجہد، سیرتِ نبویؐ کی روشنی میں — مئی ۸۵ء — ص ۱۹
غلبۂ دین کا مرحلۂ اوّل — علمی وبرہانی غلبہ — جون ۸۵ء — ص ۱۷
اسلامی انقلاب (انقلابِ محمدیؐ)۔ مراحل، مدارج اور لوازم (۱) — جون ۸۵ء — ص ۱۹
" " " " " (۲) — جولائی ۸۵ء — ص ۳۷
" " " " " (۳) — اگست ۸۵ء — ص ۲۳
" " " صبرِ محض سے اقدام تک (۱) — اکتوبر ۸۵ء — ص ۶۵
" " " " (۲) — نومبر ۸۵ء — ص ۱۵
" — غزوۂ بدر، مسلح تصادم کا آغاز — دسمبر ۸۵ء — ص ۱۹
" — مسلح تصادم: غزوۂ بدر سے صلح حدیبیہ تک (۱) — جنوری ۸۶ء — ص ۵۷
" — " " (۲) — مارچ ۸۶ء — ص ۱۹
" — فتح مبین، صلح حدیبیہ (۱) — مئی ۸۶ء — ص ۱۷
" — " " (۲) — جون ۸۶ء — ص ۲۳
" — " " (۳) — جولائی ۸۶ء — ص ۷۵
" — فتح مبین، فتح مکّہ — اگست ۸۶ء — ص ۵۵
اسلامی انقلاب — فراستِ نبویؐ کا شاہکار (۱) — ستمبر ۸۶ء — ص ۲۱
" " — " " (۲) — اکتوبر ۸۶ء — ص ۲۳

انقلابِ محمدیؐ کا بین الاقوامی مرحلہ۔۱ (بسلسلہ اسلامی انقلاب)	مارچ ۸۷ء	ص۶۵
〃 〃 〃 〃 ۲ 〃 〃 〃	اپریل ۸۷ء	ص۲۱
موجودہ حالات میں اسلامی انقلاب کا طریق کار		
سیرتِ نبویؐ کی روشنی میں (۱)	جون ۸۷ء	ص۲۱
〃 〃 〃 〃 (۲)	جولائی ۸۷ء	ص۴۹
قرآن و سنت کی روشنی میں انقلابی تربیت و تزکیہ		
بسلسلہ موجودہ حالات میں اسلامی انقلاب کا طریق کار (۳)	اگست ۸۷ء	ص۱۹
موجودہ حالات میں اسلامی انقلاب کا طریق کار		
سیرتِ نبویؐ کی روشنی (۴)	دسمبر ۸۷ء	ص۱۷

الحسینی، ابوالمظہر

عشقِ رسولؐ کا مفہوم اور اس کے تقاضے ۔(۱)	نومبر ۸۷ء	ص۵۷
〃 〃 〃 〃 ۔(۲)	دسمبر ۸۷ء	ص۴۵

محمد یعقوبؒ

انقلابی جماعت کی تربیت سفرِ تبوک کی روشنی میں	اکتوبر ۸۹ء	ص۴۲

محمد یوسف کاندھلوی، مولانا

سیرتِ رسولؐ اور بیعت	نومبر ۸۷ء	ص۲۲

سوانحِ صحابہ / تاریخِ اسلام

اسرار احمد، ڈاکٹر

جاں نثارانِ محمدؐ	اکتوبر ۸۲ء	ص۱۷
شہادتِ عمرؓ و عثمانؓ و علیؓ کا تاریخی پس منظر		
فلسفۂ انقلاب کی روشنی میں	نومبر ۸۲ء	ص۳۷
یزید کی ولی عہدی اور سانحۂ کربلا کا تاریخی پس منظر		
فلسفۂ انقلاب کی روشنی میں	دسمبر ۸۶ء	ص۵۷

وضاحتی بیان مع حوالہ جات بسلسلہ سانحۂ کربلا	اکتوبر ۸۶ء صـ۱۱
مثیلِ عیسیٰؑ، حضرت علی مرتضیٰؓ ــــ (۱)	اگست ۸۷ء صـ۲۱
" " " " " ــــ (۲)	ستمبر ۸۷ء صـ۱۹

حمید فضلی

مدحِ عمرؓ، بزبان صدیقِ اکبرؓ	اپریل ۸۶ء صـ۱۰۱

طالب ہاشمی

معلمِ قرآن، حضرت مصعبؓ بن عمیر	ستمبر ۸۷ء صـ۵۹
سادس الاسلام، حضرت خبابؓ بن ارت	نومبر ۸۷ء صـ۴۵
حضرت ابوذر غفاریؓ	دسمبر ۸۷ء صـ۳۱

نورانی، شبیر احمد (مترجم)

سیدہ امِ حکیمؓ ۔ (عربی سے ترجمہ)	دسمبر ۸۶ء صـ۴۳

فتح قبرص، قسطنطنیہ کا جہاد اوّل اور میزبان رسولؐ حضرت ابو ایوب انصاریؓ کی وفات	اکتوبر ۸۶ء صـ۱۵

عقائد

اسرار احمد، ڈاکٹر

شرک اور اقسامِ شرک (۱)	نومبر ۸۳ء صـ۱۱
" " " " (۲)	دسمبر ۸۳ء صـ۲۳
" " " " (۳)	جنوری ۸۴ء صـ۳۳
" " " " (۴)	فروری ۸۴ء صـ۲۷
" " " " (۵)	اپریل ۸۴ء صـ۲۷
"الامام المہدی"	اپریل ۸۶ء صـ۱۰۵

محمد اقبال

ہمارا ایمان — نومبر ۸۳ء ص۵۷

نصیر احمد غزنوی، قاری

اظہارِ حق — قادیانیت اپنے لٹریچر کے آئینہ میں (۱) — جولائی ۸۳ء ص۳۷
〃 〃 〃 〃 〃 (۲) — اگست ۸۳ء ص۴۳
〃 〃 〃 〃 〃 (۳) — اکتوبر ۸۳ء ص۴۷
〃 〃 〃 〃 〃 (۴) — نومبر ۸۳ء ص۶۱
〃 〃 〃 〃 〃 (۵) — دسمبر ۸۳ء ص۴۷
〃 〃 〃 〃 〃 (۶) — فروری ۸۴ء ص۴۵
〃 〃 〃 〃 〃 (۷) — مارچ ۸۴ء ص۵۷
〃 〃 〃 〃 〃 (۸) — مئی ۸۴ء ص۴۵
〃 〃 〃 〃 〃 (۹) — جون ۸۴ء ص۶۱

فقہ و اخلاق

اسرار احمد، ڈاکٹر

فریضۂ حج — عازمینِ حج کی خدمت میں
چند گزارشات — اگست ۸۶ء ص۲۳
مسئلہ رجم اور دین میں عقل و نقل کا صحیح مقام — نومبر ۸۴ء ص۷
قتلِ خطا میں نصف دیت کا مسئلہ — دسمبر ۸۴ء ص۵۷

اقبال واحد، ملک

ولایت اور تقویٰ کا اصل دینی تصور — اپریل ۸۴ء ص۴۳

الطاف الرحمٰن بنوی

فلسفۂ فضیلتِ صوم — جون ۸۳ء ص۴۵

جنجوعہ، محمد یونس

غرور الغرور — جنوری ۸۳ء ص۳۷

حامد میاں، مولانا سید

مسئلہ رجم — چند اشکالات اور ان کے جوابات (۱) — جنوری ۸۵ء ص۴۱

〃 〃 〃 〃 (۲) — فروری ۸۵ء ص۱۷

〃 〃 〃 〃 (۳) — جولائی ۸۵ء ص۷۵

عبد السمیع، ڈاکٹر

روزہ، قرآن اور دعا — مئی ۸۶ء ص۶۵

علوی، سعید الرحمٰن

ماہِ صیام — تزکیۂ نفس کا موسم بہار — مئی ۸۷ء ص۱۹

غازی عزیر

غیر اہلِ کتاب کے ساتھ کھانا کھانے کا مسئلہ — ستمبر ۸۶ء ص۷۹

محمد طاسین، مولانا

علمائے کرام کے لئے توجہ طلب مسئلہ —
(پاکستان میں نظامِ بنکاری کی نئی شکل) — دسمبر ۸۴ء ص۴۳

مدنی میاں، مولانا

ٹی وی اور ویڈیو کیسٹ کی شرعی حیثیت — مئی ۸۶ء ص۸۳

نورانی، شبیر احمد

غیبت اسلامی تعلیمات کی روشنی میں — جولائی ۸۴ء ص۳۷

اسلامی نظامِ معاشرت

اسرار احمد، ڈاکٹر

اصلاحِ معاشرہ کا انقلابی تصور (۱) — جولائی ۸۳ء ص۱۹
" " " (۲) — اگست ۸۳ء ص۱۹
" " " (۳) — ستمبر ۸۳ء ص۵۷
" " " (۴) — نومبر ۸۳ء ص۳۱
مسلمانوں کا باہمی اتحاد و اتفاق — دسمبر ۸۳ء ص۱۷

احمد افضال

عورت اور اسلامی معاشرہ (۱) — فروری ۸۳ء ص۶۷
" " " (۲) — اپریل ۸۴ء ص۴۹
" " " (۳) — مئی ۸۴ء ص۵۹
" " " (۴) — جولائی ۸۴ء ص۵۷

جنجوعہ، محمد یونس

وبالوالدین احسانا — جولائی ۸۳ء ص۶۳

شبلی نعمانی

اسلام اور پردہ — جولائی ۸۲ء ص۴۷

علوی، سعید الرحمٰن

شادی بیاہ کے ضمن میں ایک اصلاحی تحریک اور اس سے متعلق
بعض تنقیدات کا جائزہ — اکتوبر ۸۵ء ص۴۷

وصی مظہر ندوی، مولانا

تعلیم و تربیت کے اصول — نومبر ۸۳ء ص۴۵

دعوت و تحریک

احمد یعقوب چوہدری

حُسنِ انتخاب ــــ "حضرت مولانا سید احمد شہید بریلویؒ" اپریل ۸۳ء صد۱۴

اسرار احمد، ڈاکٹر

مولانا ابوالکلام آزاد، جمعیۃ علمائے ہند اور
شیخ الہند مولانا محمود الحسنؒ جنوری ۸۴ء صد۴۹
حضرت شیخ الہند کی جماعت اور
مسئلہ امامت و امارت فروری ۸۵ء صد۷
"جماعت شیخ الہندؒ سے تنظیمِ اسلامی تک"
زیرِ تالیف کتاب کا مقدمہ جولائی ۸۷ء صد۱۱
قرآن کے نام پر اٹھنے والی تحریکات اور ان کے بارے میں
علمائے کرام کے خدشات ستمبر ۸۴ء صد۱۹
فرائضِ دینی کا جامع تصور اور اس پر
دعوتِ تنقید و ہدایت مارچ ۸۵ء صد۴۳
التزامِ جماعت اور لزومِ جماعت اپریل ۸۵ء صد۱۹
مولانا مودودی اور مسئلہ بیعت اپریل ۸۶ء صد۹۵
دیباچہ طبع دوم برکتاب "تحریک جماعت اسلامی" مارچ ۸۳ء صد۴۹
جماعتِ اسلامی کے متوسلین و سابقین کی خدمت میں
چند گزارشات (تذکرہ و تبصرہ شائع شدہ دسمبر ۸۴ء) مارچ ۸۵ء صد۵۹
پاکستان میں اسلامی انقلاب: کیا! کیوں اور کیسے؟ دسمبر ۸۶ء صد۹
اسلامی انقلاب کا مفہوم
بسلسلہ اسلامی انقلاب کیا؟ کیوں اور کیسے! مارچ ۸۷ء صد۷
کیا ایرانی انقلاب اسلامی انقلاب ہے؟ (۱) اپریل ۸۵ء صد۶۵
" " " " " (۲) مئی ۸۵ء صد۶۳
متحدہ شریعت محاذ اور تنظیم اسلامی نومبر ۸۶ء صد۲۹

اصلاحی، مولانا امین احسن

قندِ مکرر ــ میثاق　　نومبر ۸۶ء　ص۱۹

قندِ مکرر ــ کلا انہا تذکرۃ (ایک اہم خطاب)　　دسمبر ۸۶ء　ص۱۴

الطاف الرحمٰن بنوی

اسلام کا جماعتی نظام　　جنوری ۸۴ء　ص۱۹

جمیل الرحمٰن، شیخ

"اسلامی انقلاب کے المیے" کا تجزیہ　　نومبر ۸۷ء　ص۲۷

حامد میاں، مولانا سید

(نظامِ بیعت کے بارے میں) مولانا عتیق الرحمٰن سنبھلی کے ایک استفسار کا جواب　　فروری ۸۴ء　ص۵۷

حقّانی، ارشاد احمد

بنگلہ دیش کی جدوجہد آزادی کے ایک "ہیرو" سے گفتگو　(از جنگ لاہور)　　اکتوبر ۸۶ء　ص۱۶

سعید احمد اکبر آبادی

ڈاکٹر اسرار احمد اور ان کی دینی خدمت　　مئی ۸۵ء　ص۵۹

عبد الحمید، چودھری

تحریکِ پاکستان اور نظامِ بیعت　　اگست ۸۶ء　ص۴۶

علوی، محمد سعید الرحمٰن

نظمِ جماعت اور امارتِ شرعیہ　　اکتوبر ۸۳ء　ص۳۳

دل افگندیم بسم اللہ مجرھا و مرسٰھا	(۱)	ستمبر ۸۵ء	صـ۷۴
" " " "	(۲)	نومبر ۸۵ء	صـ۲۷
" " " "	(۳)	دسمبر ۸۵ء	صـ۸۵
" " " "	(۴)	فروری ۸۶ء	صـ۸۱

علی ندوی، سید ابوالحسن

شہدار بالاکوٹ کا مقام اور پیغام (حسن انتخاب)	ستمبر ۸۶ء	صـ۸۴

قاسمی، سید اخلاق حسین

ڈاکٹر اسرار احمد کی اپیل اور علمار دیوبند	جنوری ۸۵ء	صـ۵۱

محمد یعقوب

انقلاب کے اجزائے ترکیبی	اپریل ۸۷ء	صـ۷۳

نعمانی، مولانا منظور احمد

تحریکِ خلافت اور اس کے اثرات	فروری ۸۵ء	صـ۴۹

نورانی، شبیر احمد (مترجم)

الاخوان المسلمون (تحریر: عبدالبدیع صقر) (۱)	مارچ ۸۷ء	صـ۵۶
" " " " (۲)	اپریل ۸۷ء	صـ۶۵

مولانا سید وصی مظہر ندوی کا ایک انٹرویو (جماعتِ اسلامی سے اختلافات کی نوعیت)	جون ۸۳ء	صـ۵۳
مولانا مودودی مرحوم اور مسئلہ بیعت	جنوری ۸۴ء	صـ۷۱
مولانا اللہ بخش ایاز ملکانوی کا ایک استفسار اور امیر تنظیم اسلامی کی طرف سے اس کا جواب	نومبر ۸۴ء	صـ۵۱
اطاعتِ امیر ـــــ ماخوذ از لٹریچر جماعت المسلمین	مارچ ۸۵ء	صـ۸۳

شیخ الہندؒ کی شخصیت

ابوسلمان شاہجہانپوری

شیخ الہندؒ کی عظمت کے عناصرِ ترکیبی — اپریل ۸۶ء — ص۸۹

حمید انصاری

حضرت شیخ الہند ــــ ایک بھولی بسری شخصیت — اپریل ۸۷ء — ص۵۹

ملکی، ملّی و سیاسی مسائل

اسرار احمد، ڈاکٹر

صدر پاکستان کے نام ایک خط — فروری ۸۳ء — ص۹

خطاب بہ صدرِ مملکت — " — ص۲۱

تقدیم بر تالیف "اسلام اور پاکستان" — " — ص۵۳

کرکٹ کے بارے میں وضاحت — مارچ ۸۳ء — ص۵۹

پاکستان اور اسلام — اگست ۸۳ء — ص۵۳

پاکستان کی نئی سیاسی صورتِ حال — ستمبر ۸۳ء — ص۵

تصریحات و توضیحات — " — ص۳۷

شذرات ــــ قادیانیوں سے متعلق آرڈی نینس — جون ۸۴ء — ص۳۴

تذکرہ و تبصرہ ــــ ہمارے معاشرے کی اصل کمزوری

قصاص و دیت کا مسودۂ قانون — نومبر ۸۴ء — ص۷

کیا پاکستان میں ایرانی طرز کا انقلاب ممکن ہے؟ — جنوری ۸۵ء — ص۱۳

تذکرہ و تبصرہ ــــ قادیانی مسئلہ اور اس کا نیا اور پیچیدہ تر مرحلہ — مارچ ۸۵ء — ص۲۴

۱۹۵۳ء کی تحریک ختم نبوت اور قادیانیوں کو غیر مسلم قرار دینے کے فیصلے پر تبصرہ (تذکرہ و تبصرہ شائع شدہ نومبر ۸۴ء) — " — ص۶۴

شذرات ــــ (حالاتِ حاضرہ)	اپریل ۸۵ء	ص۵
پاکستان کی موجودہ سیاسی کشمکش اور اسلام	اکتوبر ۸۵ء	ص۱۵
حالاتِ حاضرہ پر ایک مبسوط تبصرہ : (راولپنڈی میں امیر تنظیم اسلامی کی پریس کانفرنس)	نومبر ۸۵ء	ص۹
گاہے گاہے بازخواں .... ۶۹ء ــــ ۷۰ء کے بعض سیاسی تجزیئے	نومبر ۸۵ء	ص۶۵
پاکستان کی عمر کا چالیسواں سال اور اس کی دینی و تاریخی اہمیت ــــ 'استحکام پاکستان' کا مقدمہ	جنوری ۸۶ء	ص۷
استحکامِ پاکستان ــــ (۲)	فروری ۸۷ء	ص۲۳
″ ″ ــــ (۳)	مارچ ۸۶ء	ص۳۱
″ ″ ــــ (۴)	اپریل ۸۶ء	ص۱۷
تذکرہ و تبصرہ ــــ دینی جماعتوں کا سیاسی اتحاد یا ایک متحدہ مذہبی محاذ کا قیام	″	
ــــ پاکستان کی اراضی اور انفرادی ملکیت	″	ص۹
تذکرہ و تبصرہ ــــ موجودہ سیاسی حالات میں سیاسی و دینی جماعتوں کے لئے راہِ عمل	مئی ۸۶ء	ص۱۷
فکرِ اقبال کی روشنی میں حالاتِ حاضرہ	″	ص۲۹
تذکرہ و تبصرہ ــــ سندھ کی صورت حال : ایک جائزہ ، ایک تجزیہ	جون ۸۶ء	ص۷
تذکرہ و تبصرہ ــــ نفاذِ شریعت اور فقہی اختلافات	اگست ۸۶ء	ص۷
تذکرہ و تبصرہ ــــ ریاست و سیاست کے اسلامی اصول اور پاکستان میں ان کا نفاذ	ستمبر ۸۶ء	ص۷
'ہم انتخابی سیاست پر یقین نہیں رکھتے' (امیر تنظیم سے مدیر 'دید شنید' کا خصوصی انٹرویو)	″	ص۵۵
پاکستان میں اسلامی انقلاب : کیا ، کیوں اور کیسے ؟	دسمبر ۸۶ء	ص۹

سندھ کا مسئلہ	جنوری ۸۷ء	ص۱۷
استحکام پاکستان اور مسئلہ سندھ	فروری ۸۷ء	ص۹
'مسئلہ سندھ' ــــ چند اہم گوشے	اپریل ۸۷ء	ص۳۷
یوم استقلال پاکستان ــــ تجدید عہد اور اجتماعی توبہ کا دن	اکتوبر ۸۷ء	ص۱۳
شریعت بل کا المیہ اور اس کی ذمہ داری	"	ص۹
ایک بندۂ عاصی کی اور اتنی مداراتیں میاں طفیل احمد صاحب کی خدمت میں چند گذارشات	نومبر ۸۷ء	ص۲۱

برکاتی، حکیم محمود احمد

استحکام پاکستان ــــ ایک جائزہ	جون ۸۶ء	ص۱۵

بھٹو، محمد موسیٰ

مسئلہ سندھ، ایک تجزیاتی مطالعہ	جون ۸۷ء	ص۴۷

چاچڑ، مولانا عبدالوہاب

سندھ بنام پنجاب	مئی ۸۷ء	ص۳۸

حامد میاں، مولانا سید

مارشل لاء کی حقیقت اور اس کی افادیت یا مضرت	دسمبر ۸۴ء	ص۴۵
شریعت بل یا فقہ حنفی (۱)	اگست ۸۷ء	ص۴۷
" " " " (۲)	ستمبر ۸۷ء	ص۳۷

خلیق احمد، مولانا

"استحکام پاکستان"، ایک ہمہ گیر مرقع	جون ۸۶ء	ص۵۹

سراج منیر

تاریخ کی قرآنی تعبیر۔ "استحکام پاکستان" پر تبصرہ — جولائی ۸۶ء — ص۲۷

سلیمی، محمد حنیف

پنجاب کی فریاد — جون ۸۷ء — ص۱۱

صدیقی، اقبال احمد

'استحکام پاکستان' پر ریڈیو پاکستان کا تبصرہ — جون ۸۶ء — ص۲۷

عابد، عبدالکریم

پاکستانی سیاست اور مسئلہ سندھ — جون ۸۷ء — ص۱۱

عبدالخالق، ڈاکٹر

استحکام پاکستان پر چند خیالات — جون ۸۶ء — ص۱۵

علی ندوی، ابوالحسن

مسلم پرسنل لاء کی صحیح نوعیت و اہمیت — دسمبر ۸۵ء — ص۷۵

غلام مصطفیٰ شاہ، سید

تاریخ سندھ پر طائرانہ نظر — جون ۸۷ء — ص۵۸

محمد ذکریا

علماء کب اٹھیں گے (حسن انتخاب) — مئی ۸۵ء — ص۸۹

محمود مرزا۔ ایڈووکیٹ

قومیتی مسئلہ (بسلسلہ مسئلہ سندھ) — مئی ۸۷ء — ص۳۸

مقبول الرحیم مفتی (مرتب)

باب الاسلام سندھ: مسائل اور ان کا حل
جناب اسعداللہ بھٹو کا انٹرویو — نومبر ۸۶ء — ص۲۷

ہندوستان میں مسلمانوں کی صورتِ حال اور عائلی قوانین کا مسئلہ
(کل ہند مجلس تعمیرِ ملّت کے جنرل سیکرٹری عبدالرحیم قریشی
سے انٹرویو) جولائی ۸۶ء ص۹۱

کیا انتخاب تبدیلی کا واحد راستہ ہے ؟
(نوائے وقت کا اداریہ اور اس کا جواب) مئی ۸۷ء ص۷۱

مہمند، عبدالرحمٰن خان

ایں چہ بوالعجبیست فروری ۸۴ء ص۸۵

نور محمد پٹھان

آزادی اور احتساب نومبر ۸۷ء ص۸۹

نیازی، عبدالستار خاں

اتحادِ ملّت کے لئے چار نکاتی فارمولا مارچ ۸۳ء ص۵۹

فریاد ہے فریاد !
ارتضیٰ حیدر کے کتابچہ سے انتخاب دسمبر ۸۶ء ص۷۷

"استحکامِ پاکستان" پر اُردو ڈائجسٹ کا تبصرہ اپریل ۸۷ء ص۸۵

سندھ کا مسئلہ اور قارئین جنوری ۸۷ء ص۹

مسئلہ سندھ اور قارئین فروری ۸۷ء ص۷۱

" " " " مارچ ۸۷ء ص۵۸

ہندوستان میں پرسنل لاء کا مسئلہ
مولانا سید ابوالحسن علی ندوی کا ایک خصوصی انٹرویو جنوری ۸۶ء ص۱۸

امیرِ تنظیم اسلامی کے انٹرویوز

۱۔ ماہنامہ 'آنچل' کراچی میں ڈاکٹر اسرار احمد کا انٹرویو — جنوری ۸۴ء — صہ۹۷

۲۔ "رُوبرو" — پاکستان ٹیلیویژن پر نشر شدہ امیرِ تنظیم اسلامی کا انٹرویو — جولائی ۸۵ء — صہ۱۹

۳۔ "ڈاکٹر اسرار احمد انٹرویو کے آئینے میں" امیرِ تنظیم سے نمائندہ 'چٹان' کا انٹرویو — اگست ۸۵ء — صہ۴۷

۴۔ ماہنامہ 'سیارہ ڈائجسٹ' کا ڈاکٹر اسرار احمد سے انٹرویو — اکتوبر ۸۵ء — صہ۹۵

۵۔ "ہم انتخابی سیاست پہ یقین نہیں رکھتے!" امیرِ تنظیم سے مدیر "دید شنید" کا خصوصی انٹرویو — ستمبر ۸۶ء — صہ۷

توضیحات و تنقیحات

اسرار احمد، ڈاکٹر

تذکرہ و تبصرہ — مخلصانہ تنقیدوں اور خیرخواہانہ مشوروں کے ضمن میں گذارشات — دسمبر ۸۴ء — صہ۳

تذکرہ و تبصرہ — حضرت مولانا یوسف بنوریؒ سے میرا تعلق اور مدیر بینات کے فرمودات کے ضمن میں گذارشات — مارچ ۸۵ء — صہ۹

تذکرہ و تبصرہ — ایک ناخوشگوار وضاحت — اپریل ۸۶ء — صہ۵

قندِ مکرر — تذکرہ و تبصرہ شائع شدہ جولائی ۶۶ء — نومبر ۸۶ء — صہ۲۷

برکاتی، حکیم محمود احمد

تاریخی گوشے — 'انتخابِ امام الھندؒ' — جنوری ۸۶ء — صہ۱۷

حامد میاں، مولانا سید

اظہارِ اختلاف بر بعض عبارات رودادِ تنظیم اسلامی و میثاق — فروری ۸۳ء — صہ۵۹

حساس

"سُن تو سہی جہاں میں ہے تیرا فسانہ کیا؟" — ستمبر ۸۵ء — ص ۹۷

شمس الحسن تھانوی

مولانا اشرف علی تھانویؒ پر تنقید کا جائزہ — مارچ ۸۶ء — ص ۷۵

افکار و آراء (مراسلات وغیرہ)

ابڑو، عبدالغفار

اندرونِ سندھ اسلامی جمعیت طلبہ کا خاتمہ کیسے ہوا؟ — فروری ۸۷ء — ص ۱۷

ادیب، سید مظہر علی

غیرت و حمیت دینی — اپریل ۸۵ء — ص ۱۰۱

خاتونِ خانہ کا کردار — " — ص ۱۰۱

کیا عورت اسلامی مملکت کی سربراہ ہو سکتی ہے؟ — اپریل ۸۷ء — ص ۸۷

آفتاب فریدی

مولانا سعید احمد اکبر آبادی کے حلقۂ احباب کی خدمت میں ایک گذارش — جولائی ۸۵ء — ص ۸۷

افتخار فریدی

مجاہدینِ احرار کے بارے میں غلط فہمی — اگست ۸۳ء — ص ۶۹

مولانا محمد مالک جامعی کے درد و تڑپ کی مدینہ منورہ سے پکار — " — ص ۷

بھارت سے ایک خط — مارچ ۸۴ء — ص ۷۹

مراد آباد (بھارت) سے ایک مکتوب — مئی ۸۵ء — ص ۸۷

" " " " " " — ستمبر ۸۷ء — "

الطاف الرحمٰن بنوی

مکتوبِ گرامی — اکتوبر ۸۷ء — ص ۱۹

امیر، خدابخش

دین کے پردے میں — فروری ۸۷ء — ص ۵

انور جمیل

ایک رباعی — اگست ۸۵ء — ص ۹۱

اے کیو شاہ، میجر

نظامِ قدرت اور تقاضائے فطرت — جنوری ۸۳ء — ص ۶۹

ایس پی علی

"قرآن کے نام پر اٹھنے والی تحریکات کے بارے میں علماء کے خدشات" پر اظہارِ خیال — نومبر ۸۴ء — ص ۸۳

وزیر اطلاعات کی ہدایات اور ٹی وی — نومبر ۸۶ء — ص ۹۳

پنّی، ڈاکٹر شیر بہادر خان

سیرت کا انقلابی مفہوم — مارچ ۸۳ء — ص ۸۹

"ردِ بد" کے متعلق ایک تأثر — اگست ۸۵ء — ص ۸۷

مکتوب بنام شیخ جمیل الرحمٰن صاحب — ستمبر ۸۵ء — ص ۹۱

مکتوبِ گرامی بنام مولانا سعید الرحمٰن علوی — اکتوبر ۸۵ء — ص ۱۳

"عمرِ عزیز قابلِ سوز و گداز نیست" — اکتوبر ۸۷ء — ص ۸۹

ڈاکٹر پنّی مرحوم کا آخری خط بنام ادارہ میثاق — دسمبر ۸۷ء — ص ۷۲

تسنیم احمد

کراچی کے فسادات — ایک جائزہ ، ایک تجزیہ فروری ۸۷ء ص۷۶

ثروت صولت

ٹی وی اور ریڈیو کی فرقہ پرستانہ پالیسی نومبر ۸۶ء ص۹۲

جاوید عباسی

اسلامی قوانین اور جدید سائنسی نقطۂ نظر جولائی ۸۶ء ص۹۳

جمال رحمانی

'قبلہ' درست ہوگیا اگست ۸۵ء ص۸۷

جوکھیو، شہاب الدین

'سندھ کا مسئلہ اور قارئین' مارچ ۸۷ء ص۵۹

جوگیزئی ، جہانگیر شاہ (سینیٹر)

جن کے لئے پاکستان بنا تھا فروری ۸۷ء ص۹

حامد میاں، مولانا سید

"قرآن کے نام پر اٹھنے والی تحریکات کے بارے میں علماء
کے خدشات" پر اظہارِ خیال نومبر ۸۴ء ص۷۳

حبیب الرحمٰن

ڈاکٹر صاحب نے اسوۂ حسنہ کا صحیح تصور پیش کیا ہے جنوری ۸۳ء ص۱۷

خسروی، جناب

"قرآن کے نام پر اٹھنے والی تحریکات ......" پر اظہارِ خیال نومبر ۸۴ء ص۸۵
اہلِ تشیع اور اسلام — نیز دیگر مسائل مارچ ۸۵ء ص۱۰۱
مرعوب ذہن کے شاخسانے اپریل ۸۵ء ص۹۸

راشد شاذ

صنم کدۂ ہند سے "اسلامی انقلاب" کی طلب — مئی ۸۷ء — ص۸۵

رحمانی، محمد عبدالرشید

نسیمے از حجاز — دسمبر ۸۳ء — ص۱۰۶

رضوی، محمد علی

علماءِ کرام میدانِ عمل میں آئیں — فروری ۸۷ء — ص۱۷

ریاض الحق

بیعت علی ید رسول اللہ — اگست ۸۴ء — ص۱۸

ریاض شیخ، ابوعبداللہ

نام اور شخصیت — " — ص۱۸

سالک، محمد ایوب

عربی زبان مڈل نہیں، ایف اے تک لازمی قرار دی جاچکی ہے — جون ۸۶ء — ص۸۸

سردار اعوان

مکتوب — مارچ ۸۳ء — ص۸۹

سعید، محمد اطہر

کراچی سے ایک خط — اپریل ۸۳ء — ص۱۰۶

سلیم فاروقی

ایرانی انقلاب —— علماء کے لئے لمحۂ فکریہ — اگست ۸۵ء — ص۸۸

صدیقی، حسن احمد

فائرنگ بھی پنجاب کی سازش ہے — فروری ۸۷ء — ص۸۶

صدیقی، عبدالرحمٰن

احوالِ وطن : ایران سے چند تاثرات — دسمبر ۸۶ء — ص ۹۳

ظفراقبال

ہمارے بھی ہیں مہرباں کیسے کیسے ! — جون ۸۵ء — ص ۸۹

ظفرالحق، قاضی

مسئلہ بیعت — مئی ۸۷ء — ص ۶۹

عبدالخالق، ڈاکٹر

ایک وضاحت — جون ۸۷ء — ص ۶۱

عبدالغفار آغا، سید

وضاحتی مکتوب — اکتوبر ۸۴ء — ص ۸۲

عبدالغفار حسن

اِنَّ لِنَفْسِكَ عَلَيْكَ حَقًّا — اکتوبر ۸۷ء — ص ۹

عبدالقدوس، قاضی

ڈاکٹر شیر بہادر خان پنی انتقال فرما گئے — دسمبر ۸۷ء — ص ۷۱

علوی، محمد سعید الرحمٰن

"قرآن کے نام پر اٹھنے والی تحریکات ......" پر اظہارِ خیال — نومبر ۸۴ء — ص ۸۱

غلام محمد، ڈاکٹر

"قرآن کے نام پر اٹھنے والی تحریکات ......" پر اظہارِ خیال — ؍؍ — ص ۶۹

فاروقی، ضیاء الحسن

پکی قبور سے متعلق ایک استفسار — فروری ۸۵ء — ص ۸۱

فرخ شہزاد

اے میرے وطن کے عوام — اکتوبر ۸۴ء — ص۷۹
صحافیوں کے نام ایک کھلا خط — نومبر ۸۷ء — ص۸۸

فصیح الدین احمد

پاکستان میں مسلمان اقلیت میں ہیں — فروری ۸۷ء — ص۸۹

قاسمی، مولانا اخلاق حسین دہلوی

"قرآن کے نام پر اٹھنے والی تحریکات....." پر اظہارِ خیال — نومبر ۸۴ء — ص۷۰
مکتوبِ گرامی — اپریل ۸۵ء — ص۹۳
〃 〃 — اگست ۸۵ء — ص۸۷
مولانا سعید احمد اکبر آبادی کی "میثاق" میں شائع شدہ گفتگو سے متعلق وضاحتیں — ستمبر ۸۵ء — ص۹۱
"رُد بدل" سے متعلق مولانا کے تأثرات — 〃 — ص۱۰۵

کرمی، محمد شہاب الدین

دیوبندی حلقہ کی تنگ نظری — اپریل ۸۵ء — ص۹۳

لغاری، اجمل خان

وضاحتی مراسلہ — اگست ۸۶ء — ص۸۱

محمد پرویز چودھری وغیرہ

دیارِ غیر سے ایک فکر انگیز خط — نومبر ۸۷ء — ص۸۵

محمد شریف

آج کا مسئلہ — مئی ۸۴ء — ص۷۹

محمد صدیق خاں

ملتِ اسلامیہ کا المیہ — اپریل ۸۴ء — ص۶۳
بقائے امت کا راز — اکتوبر ۸۵ء — ص۱۰۱

محمد عبد البرّ

"قرآن کے نام پر اٹھنے والی تحریکات ....." پر تبصرہ — نومبر ۸۴ء — ص۸۲

محمد عمر، سیّد

ٹی وی کی من مانیاں اور ریشہ دوانیاں — نومبر ۸۶ء — ص۹۴
جمہوریہ اسلامیہ پاکستان کا ٹی وی اور شہادت ذوالنورینؓ — نومبر ۸۷ء — ص۸۶

محمد مراد، مولانا

بسلسلہ سندھ کا مسئلہ اور قارئین — مارچ ۸۷ء — ص۵۰

محمد مرسلین

عورت اور اسلامی قانونِ شہادت — اپریل ۸۳ء — ص۶۳

مسعود احمد خان

بے حسی کی انتہا : ایک لمحۂ فکریہ — اگست ۸۶ء — ص۸۳

مسعودی، محمود الحسن

وضاحتی مکتوب — نومبر ۸۷ء — ص۸۷

مصباح الایمان

کھیلوں کے پردے میں فحاشی — اپریل ۸۷ء — ص۹۱

م۔ ش

خراجی زمین — جون ۸۵ء — ص۸۹

منظور احمد

عمل، وعظ کا ثمر ہوتا ہے۔ ستمبر ۸۷ء صـ۹

مغل، مہتاب الدین

ناظمینِ صلوٰۃ اور مسلمانوں سے استدعا جولائی ۸۵ء صـ۹

مہمند، عبدالرحمٰن

ایں چہ بوالعجبیست فروری ۸۴ء صـ۸۵

〃 〃 〃 (گذشتہ سے پیوستہ) اپریل ۸۴ء صـ۶۶

نعمانی، مولانا محمد منظور

مولانا سعید احمد اکبر آبادی کی "میثاق" میں شائع شدہ گفتگو سے متعلق وضاحت ستمبر ۸۵ء صـ۹۳

نعیم اختر

صنعتی شعبہ میں اسلام کا نظامِ عدل وقسط ستمبر ۸۶ء صـ۸۹

نکہت

قرآن کا پیغام اور کیسٹ مئی ۸۷ء صـ۸۶

وصی مظہر ندوی، سیّد

"قرآن کے نام پر اٹھنے والی تحریکات ......" پر اظہارِ خیال نومبر ۸۴ء صـ۴۲

ایک مہاجر مسلمان

حقوق کی جنگ میں اسلام کو بیچ میں نہ لائیں فروری ۸۷ء صـ۸۱

"فہم قرآن" پر روزنامہ "جسارت" کراچی کا تبصرہ	جنوری ۸۳ء	صـ۷۲
'افسوسناک بے طرفی' ـــ اداریہ روزنامہ "شہباز" پشاور	مارچ ۸۳ء	صـ۹۰
'اس تحریک کے اصل خدوخال' ـــ اداریہ روزنامہ "جسارت" کراچی	اپریل ۸۳ء	صـ۶۰
پہلے خلانورد کا قبول اسلام ـــ شذرہ روزنامہ جسارت، کراچی	"	۶۵
غلط خبر ـــ ماہنامہ "الرسالہ" دہلی	جولائی ۸۳ء	صـ۶۷
اشارات (ماخوذ) ـــ ترجمان القرآن لاہور	اگست ۸۴ء	"
"راستہ چھوڑ دیجئے، اسلام آرہا ہے" حکیم عبدالرحمن خلیق (ماخوذ از ہفت روزہ "تنظیم اہلحدیث" لاہور)	اکتوبر ۸۴ء	صـ۷۲
"اسلام میں عورت کا مقام" پر "آنچل" کراچی کا تبصرہ (مبصرہ : زیب النساء، مدیرہ)	"	صـ۷۷
اقتباس از گفتنی ناگفتنی، ہفت روزہ "چٹان"، لاہور	دسمبر ۸۴ء	صـ۸۷
میثاق اگست پر تبصرہ ـــ ہفت روزہ "تنظیم اہلحدیث" لاہور	"	صـ۸۹
"استحکام پاکستان" پر روزنامہ "مشرق" لاہور کا تبصرہ (مبصر: محمود جلال آبادی)	اگست ۸۶ء	صـ۸۱
ٹیلی ویژن کی مجرائی ثقافت ـــ ماخوذ از "تکبیر" کراچی	ستمبر ۸۶ء	صـ۸۷
"استحکام پاکستان" پر "اردو ڈائجسٹ" کا تبصرہ (مبصر حافظ افروغ حسن)	اپریل ۸۷ء	صـ۸۵

یادِ رفتگاں

اسرار احمد، ڈاکٹر

حاجی عبدالواحد کا انتقال	فروری ۸۶ء	صـ۲۶
منصور احمد ٹبلا مرحوم (تعزیتی خطاب)	جون ۸۷ء	صـ۷۲

افروغ حسن، حافظ

صبرِ جمیل کی کہکشاں	جنوری ۸۷ء	صـ۹۲

جمیل الرحمٰن، شیخ

اِک دیا اور بجھا (یوسف سلیم چشتی مرحوم)	مارچ ۸۴ء	ص۷۷

عبدالرحمٰن، پروفیسر

حکیم فیض عالم صدیقی مرحوم	نومبر ۸۳ء	ص۶۷

علوی، مولانا سعید الرحمٰن

مولانا مفتی سیاح الدین کاکاخیل مرحوم	جون ۸۷ء	ص۶۵
مولانا محمد حنیف ندوی مرحوم و مغفور	ستمبر ۸۷ء	ص۱۵

مقبول الرحیم مفتی (مرتب)

خوش درخشید ولے شعلۂ مستعجل بود (علامہ احسان الٰہی ظہیر مرحوم)	مئی ۸۷ء	ص۱۳

وارث خاں، ملک

شیخ القرآن حضرت مولانا محمد طاہر پنج پیری	جون ۸۷ء	ص۴۹

چند یادیں ـــــ چند باتیں مولانا سعید احمد اکبر آبادیؒ کی ڈاکٹر اسرار احمد سے گفتگو	اگست ۸۵ء	ص۵
انا للہ و انا الیہ راجعون :		
سانحۂ ارتحال عزیزان عبداللہ طاہر سیال و محمد حمید احمد	اکتوبر ۸۶ء	ص۹۵
منتخب تعزیتی خطوط بر سانحۂ ارتحال عزیزان عبداللہ طاہر سیال و محمد حمید احمد	نومبر ۸۶ء	ص۸۳
۱ - جناب مفتی سیاح الدین کاکاخیل، اسلام آباد	"	"
۲ - جناب مولانا محمد تقی امینی، علی گڑھ	"	ص۸۴
۳ - جناب مولانا عبدالملک جامعی، مدینہ منورہ	"	"

۴ - جناب مولانا محمد اسحٰق الصدیقی ، کراچی — نومبر ۸۷ء — ص۸۵

۵ - جناب محمد شفیع (م - ش) لاہور — " — ص۸۶

۶ - جناب اقبال احمد صدیقی ، کراچی — " — "

۷ - جناب پروفیسر احمد الدین مارہروی ، کراچی — " — ص۸۸

۸ - جناب شیخین صاحب ، لاہور — " — ص۸۹

۹ - جناب خسروی صاحب ، کراچی — " — "

بذریعہ تار و خطوط تعزیت کرنے والے دیگر حضرات کے اسمائے گرامی — " — ص۹۰

تعزیتی خطوط

جنوری ۸۷ء ص۸۷

۱ - حضرت مولانا سید ابوالحسن علی ندوی ، رائے بریلی

۲ - ڈاکٹر شیر بہادر خان پنی ، پشاور

رفتارِ کار و تنظیمی سرگرمیاں

امیرِ تنظیمِ اسلامی کے دعوتی و تربیتی دورے

امریکہ و کناڈا میں ایک چلّہ (آخری قسط) — قاضی عبدالقادر — جنوری ۸۳ء — ص۵۹

امیرِ تنظیم اسلامی کی کراچی میں مصروفیات (۱) — حافظ محمد رفیق — فروری ۸۳ء — ص۶۵

" " (۲) — " " — مارچ ۸۳ء — ص۶۵

امیرِ تنظیمِ اسلامی کی لالہ موسیٰ ، سرگودھا ، میانوالی اسلام آباد ، راولپنڈی ، کراچی اور لاہور میں دعوتی مصروفیات — " " — ص۷۳

امیرِ تنظیمِ اسلامی کی سیالکوٹ ، فیصل آباد ، ملتان مانسہرہ / اوگی اور راولپنڈی / اسلام آباد میں دعوتی مصروفیات کی روداد یں — اپریل ۸۳ء — ص۷۴

روداد سفرِ حجازِ مقدس	ڈاکٹر عارف رشید	مئی ۸۳ء	ص۸۲
امیرِ تنظیم اسلامی کی لاہور، ماموں کانجن اور گوجرانوالہ میں دعوتی مصروفیات کی رودادیں	"		ص۱۱۲
امیرِ تنظیم اسلامی کے ڈیرہ غازی خاں، ڈیرہ اسمٰعیل خاں، فیصل آباد، اسکندر آباد اور سیالکوٹ میں دعوتی مصروفیات	رحمت اللہ بٹر	جون ۸۳ء	ص۸۳
ڈاکٹر اسرار احمد کا دورۂ کوئٹہ	ابوالمظفر محمد اکرم بھٹی	"	ص۷۵
اسلام آباد، میرپور، بھمبر اور کراچی میں امیرِ تنظیم کی دعوتی مصروفیات کی رودادیں		جولائی ۸۳ء	ص۷۱
شیخوپورہ میں ایک دن	عاکف سعید	اگست ۸۳ء	ص۷۱
راولپنڈی، پشاور اور حیدر آباد کے دوروں کی رپورٹیں			
راولپنڈی / اسلام آباد، حیدر آباد اور کراچی میں امیرِ تنظیم کی دعوتی مصروفیات		ستمبر ۸۳ء	ص۶۷
امیرِ تنظیم کا دوسرا دورۂ ملتان	قمر سعید قریشی	اکتوبر ۸۳ء	ص۶۳
رپورٹ دورۂ ملتان	"	"	ص۷۲
امیرِ تنظیم کا دورۂ اسلام آباد	رحمت اللہ بٹر	نومبر ۸۳ء	ص۷۳
امیرِ تنظیم کا سات روزہ دعوتی و تربیتی دورۂ کوئٹہ	سید برہان علی ہاشمی	دسمبر ۸۳ء	ص۶۵
امیرِ تنظیم کی فیصل آباد اور نظام آباد (وزیر آباد) میں دعوتی مصروفیات	رحمت اللہ بٹر	جنوری ۸۴ء	ص۸۱
امیرِ تنظیم پنج پیر (صوابی) میں		"	ص۸۲
امیرِ تنظیم کا دورۂ ملتان	ڈاکٹر محمد طاہر خاکوانی	"	ص
امریکہ کا پہلا سفرِ سرما	ڈاکٹر اسرار احمد	مارچ ۸۴ء	ص۶۵
چمنستانِ کراچی میں فصلِ بہار	ضمیر اختر خاں	"	ص۸۱
امیرِ تنظیم کا مختصر دورۂ کراچی	قیم تنظیم کراچی	"	

امیرِ تنظیم کا دورۂ گوجرانوالہ اور خطبۂ جمعہ	رحمت اللہ بُٹر	”	
چار شہر پانچ دن ـــــ امیرِ تنظیم کے جہلم تا بنّوں کے دورے کی اجمالی رپورٹ	حافظ محمد رفیق	اپریل ۸۴ء	ص۷۵
امیرِ تنظیم کے گوجرانوالہ، حویلی لکھا، پشاور، کوہاٹ اور سندھ کے دوروں کی رپورٹیں		اپریل ۸۴ء	ص۷۹
امیرِ تنظیم کے فیصل آباد، ملتان و وہاڑی، بالاکوٹ، گڑھی حبیب اللہ اور مظفر آباد کے دوروں کی رپورٹیں		مئی ۸۴ء	ص۸۲
ہندوستان میں پندرہ دن	ڈاکٹر عارف رشید	جون ۸۴ء	ص۷۳
امیرِ تنظیم اسلامی کا حالیہ دورۂ شمالی امریکہ	ڈاکٹر ابصار احمد	اکتوبر ۸۴ء	ص۷۳
امیرِ تنظیم کی ایبٹ آباد، مانسہرہ، مظفر آباد اور راولاکوٹ میں دعوتی مصروفیات	رحمت اللہ بُٹر	”	ص۸۳
امیرِ تنظیم کے دورہ ہائے پشاور، سوات و دیر اور سکھر کی رپورٹیں		دسمبر ۸۴ء	ص۹۱
امیرِ تنظیم کا دورۂ ملتان و بہاول نگر	نعیم الدین احمد	جنوری ۸۵ء	ص۸۱
امیرِ تنظیم کا دورۂ کوئٹہ	اشفاق احمد میر	”	
امیرِ تنظیم کا دورۂ کراچی و حیدر آباد	رحمت اللہ بُٹر	فروری ۸۵ء	ص۸۹
امیرِ تنظیم کا نو روزہ دورۂ بلوچستان	سید برہان علی	اکتوبر ۸۵ء	ص۸۵
ہندوستان میں پندرہ دن (۱)	عاکف سعید	جنوری ۸۶ء	ص۹۷
” ” ” (۲)	”	فروری ۸۶ء	ص۹۷
کراچی میں امیرِ تنظیم کی مصروفیات	ضمیر اختر	مارچ ۸۶ء	ص۸۹
امیرِ تنظیم اسلامی کا دورۂ سکھر و اندرونِ سندھ	نجیب صدیقی	جون ۸۶ء	ص۷۱
سکنڈے نیوین ممالک کے دس روزہ دورہ کے تأثرات	ڈاکٹر اسرار احمد	جولائی ۸۶ء	ص۱۱
دس دن سکنڈے نیوین ممالک میں		”	ص۸۵

امیرِ تنظیمِ اسلامی کا دورۂ گجرات و وزیرآباد	شمس الحق اعوان	اگست ۸۶ء	"
امیرِ تنظیم کا دورۂ شمالی امریکہ		اکتوبر ۸۶ء	ص۷۷
امیرِ تنظیمِ اسلامی کے ساتھ سندھ میں بارہ دن	مقبول الرحیم مفتی	مارچ ۸۷ء	ص۳۱
صوبہ سرحد میں امیرِ تنظیمِ اسلامی کی دعوتی مصروفیات		جون ۸۷	ص۷۷
متحدہ عرب امارات میں دس دن		اگست ۸۷ء	"
امیرِ تنظیمِ اسلامی کا حالیہ دورۂ امریکہ	قمر سعید قریشی	ستمبر ۸۷ء	ص۳۷

عمومی رپورٹیں

تنظیمِ اسلامی کا سالانہ اجتماع (۱)	جمیل الرحمٰن	مئی ۸۳ء	ص۱۰۳
" " " (۲)	"	جون ۸۳ء	ص۶۳
اسلام آباد، میرپور، کراچی میں رفقائے تنظیم کی دعوتی و تنظیمی سرگرمیاں		جولائی ۸۳ء	ص۷۱
آزاد کشمیر، ملتان، اور وہاڑی میں رفقاء کی دعوتی و تنظیمی سرگرمیاں		ستمبر ۸۳ء	ص۴۷
ملتان اور وہاڑی میں دعوتی و تربیتی پروگرام	ڈاکٹر وقار احمد	نومبر ۸۳ء	ص۷۳
امیرِ تنظیمِ اسلامی کے شب و روز (پروگرام)		اپریل ۸۴ء	ص۳
تنظیمِ اسلامی کے نویں سالانہ اجتماع کی رپورٹ	محمد اکرم بھٹی	جولائی ۸۴ء	ص۸۵
فصلِ بہار — قرآن اکیڈمی میں دورۂ ترجمۂ قرآن	شیخ جمیل الرحمٰن	اگست ۸۴ء	ص۵۷
دورۂ ترجمۂ قرآن کے شرکاء کے تأثرات	محمد احمد	"	ص۴۷
لاہور میں امیرِ تنظیمِ اسلامی کی دعوتی مصروفیات	عبدالرزاق	نومبر ۸۴ء	ص۸۵
شامِ الہدیٰ کراچی کی روداد (۱)	نعیم الطاف	دسمبر ۸۴ء	ص۷۷
" " " " (۲)		جنوری ۸۵ء	ص۷۵

چالیس روزہ تربیتی پروگرام	رحمت اللہ بٹرؒ	فروری ۸۵ء	ص ۸۶
شام الہدیٰ لاہور	شیخ جمیل الرحمٰن	ر	ص ۹۳
تنظیمِ اسلامی کا دسواں سالانہ اجتماع (اطلاع)	ڈاکٹر اسرار احمد	مارچ ۸۵ء	ص ۲
تنظیمِ اسلامی کے سہ روزہ اجتماع کی روداد	عبدالرزاق	ستمبر ۸۵ء	ص ۸۱
سہ روزہ علاقائی اجتماع صوبہ سندھ و بلوچستان	سید برہان علی	اکتوبر ۸۵ء	ص ۸۵
پشاور میں تنظیمِ اسلامی کا سہ روزہ علاقائی اجتماع	راجہ سردار احمد	نومبر ۸۵ء	ص ۵۹
حیدر آباد میں تنظیمِ اسلامی کا سہ روزہ علاقائی اجتماع	سیّد واحد علی رضوی	دسمبر ۸۵ء	ص ۹۹
تنظیمِ اسلامی کی خصوصی تربیت گاہ اور گیارھواں سالانہ اجتماع (پروگرام)		مارچ ۸۶ء	ص ۳
کراچی میں سہ روزہ قرآنی تربیت گاہ	ضمیر اختر	ر	ص ۸۹
تنظیمِ اسلامی کا گیارہواں سالانہ اجتماع ایک جائزہ اور اہم فیصلوں کا اعلان	چوہدری غلام محمد	مئی ۸۶ء	ص ۸۳
سالانہ رپورٹ تنظیمِ اسلامی پاکستان	چوہدری غلام محمد	جون ۸۶ء	ص ۴۹
لاہور میں توسیعِ دعوت کے پروگرام	چوہدری غلام محمد	دسمبر ۸۶ء	ص ۸۹
لاہور میں تربیت اور توسیعِ دعوت کے نئے پروگرام	چوہدری غلام محمد	فروری ۸۷ء	ص ۴۵
تربیت و تزکیہ اور توسیعِ دعوت — قدم بقدم	چوہدری غلام محمد	مارچ ۸۷ء	ص ۹۳
لاہور میں حلقہ ہائے درسِ قرآن کا اجراء اور بیرونِ لاہور توسیعِ دعوت کے پروگرام	چوہدری غلام محمد	اپریل ۸۷ء	ص ۴۷

بارہواں سالانہ اجتماع اور سالِ گذشتہ کی کارکردگی	چوہدری غلام محمد	مئی ۸۷ء	ص۴۵
محاضراتِ قرآنی — رپورتاژ (۱)	مقبول الرحیم مفتی	″	ص۲۷
″ ″ (۲)	مقبول الرحیم مفتی	جولائی ۸۷ء	ص۱۷
تنظیمِ اسلامی کے مرکزی دفتر کی رابطہ مہم اور ماہِ صیام کے خصوصی پروگرام	ڈاکٹر منظور حسین، محمد غوری صدیقی	″	ص۸۳
حلقہ جنوبی پنجاب (ملتان) کی رپورٹ		دسمبر ۸۷ء	

ہدایات و مشورے

ہدایات — امیرِ تنظیم اسلامی	مرتب: چوہدری غلام محمد	اگست ۸۴ء	ص۱۷
رفقائے تنظیم کے نام امیرِ تنظیم اسلامی کا خط		اکتوبر ۸۴ء	ص۷
ہدایات برائے شرکاء سالانہ اجتماع		مارچ ۸۵ء	ص۱۲۰
تذکرہ و تبصرہ — "تنظیم اسلامی کے رفقاء کی خدمت میں"	ڈاکٹر اسرار احمد	مارچ ۸۶ء	ص۵
تنظیمِ اسلامی کے رفقاء کی ذمہ داریاں اور ان کے مسائل	مرزا محمد ایوب بیگ	مئی ۸۶ء	ص۹۲
امیرِ تنظیم کا پیغام بموقع تاسیس حلقہ جنوبی پنجاب		دسمبر ۸۷ء	

تبصرۂ کتب

شرح تلمیحات و مشکلاتِ اکبر — پروفیسر یوسف سلیم چشتی	جنوری ۸۳ء	ص۴۵
تاریخِ میلاد — مولانا حافظ حکیم عبدالشکور مرزاپوری	اپریل ۸۳ء	ص۱۷
معیار العلماء — مولانا اکبر شاہ نجیب آبادی	″	ص۴۳
ظفر علی خان اور اُن کا عہد — عنایت اللہ نسیم سوہدروی	جون ۸۳ء	ص۸۷
من الظلمات الی النور — غازی احمد (سابق کرشن لال)	″	ص۸۹

THE DIVINE QURAN

انگریزی ترجمہ : سردار عبدالحمید دسمبر ۱۹۸۲ء ص ۶۳

(نوٹ : دسمبر ۱۹۸۲ء کے بعد تبصرۂ کتب کا سلسلہ "میثاق" میں بند کر دیا گیا تھا۔ چنانچہ بعد میں اس ضمن میں جو کتابیں ادارے کو موصول ہوئیں اُن پر تبصرہ ماہنامہ "حکمتِ قرآن" میں شائع کیا جاتا رہا ہے۔)

ادارتی مضامین

ادارتی صفحات پر "عرضِ احوال" کے مستقل عنوان کے تحت اکثر و بیشتر شیخ جمیل الرحمٰن اور کبھی کبھی ڈاکٹر اسرار احمد یا حافظ عاکف سعید ادارتی مضامین تحریر کرتے رہے ہیں۔ دسمبر ۸۶ء سے 'عرضِ احوال'، جناب اقتدار احمد کے قلم سے تحریر ہوتا ہے۔

مزید برآں بعض اداریے 'تذکرہ و تبصرہ' کے زیرِ عنوان ڈاکٹر اسرار احمد کی تحریروں پر مشتمل ہیں۔ جن کی تفصیل درج ذیل ہے :

تذکرہ و تبصرہ	ڈاکٹر اسرار احمد	ستمبر ۸۵ء
" "	" " "	اکتوبر ۸۵ء
" "	" " "	فروری ۸۶ء
" "	" " "	مارچ ۸۶ء
" "	" " "	اپریل ۸۶ء

ڈاکٹر اسرار احمد
کی تالیف
استحکامِ پاکستان
مکتبہ مرکزی انجمن خدام القرآن لاہور ۳۶۔کے ماڈل ٹاؤن
فون : ۸۵۲۶۱۱

پاکستان کیوں بنا ـــــ کیسے بنا
پاکستان کیوں ٹوٹا ـــــ کیسے ٹوٹا
اب ٹوٹا تو ـــــــ
پاکستان کی تاریخ کا حقیقت پسندانہ تجزیہ
اندھیروں میں اُمید کی ایک کِرن
لفظ لفظ میں ـــــ وطن کی محبت
سطر سطر میں ـــــ ایمان کی چاشنی
عمل کا پیغام ـــــــ

عام طور پر ہمارے یہاں

توحید علمی و نظری — یعنی — توحید فی العقیدہ

پر تو بہت زور دیا جاتا ہے، لیکن

توحیدِ عملی

پر کما حقہٗ توجہ نہیں دیجاتی

ڈاکٹر اسرار احمد

پر اللہ تعالیٰ نے سورۃ زمر تا سورہ شوریٰ پر تدبّر کے دوران

توحیدِ عملی کے انفرادی اور اجتماعی تقاضوں

یعنی: اخلاص فی العبادت اور اقامتِ دین کی فرضیت

کو خوب منکشف بھی فرمایا اور بیان کی توفیق بھی مرحمت فرمائی، اور

شیخ جمیل الرحمٰن کی محنت نے ان خطابات کو کتابی صورت دیدی

سائز ۱۸×۲۲/۸ ○ صفحات ۱۹۲ ○ عمدہ سفید کاغذ ○ دیدہ زیب کور

هدیہ: ۱۵ روپے، علاوہ محصول ڈاک

مکتبہ تنظیم اسلامی: ۳۶ کے ماڈل ٹاؤن ○ لاہور ۱۴

بیسویں صدی عیسوی

میں صنم کدۂ ہند میں "احیائے اسلام" کی کوششوں پر ایک اہم تاریخی دستاویز

جماعتِ شیخ الہندؒ اور تنظیمِ اسلامی

- ابوالکلامؒ امام الہند کیوں نہ بن سکے ـــ ؟
- 'حزب اللہ' اور 'دارالارشاد' قائم کرنے کے منصوبے بنانے والا "عبقری وقت" کانگرس کی نذر کیوں ہو گیا!
- احیائے دین اور احیائے علم کی تحریکوں سے علماء کی بدظنی کیوں؟
- کیا "اقامتِ دین" کی جدوجہد ہمارے دینی فرائض میں شامل ہے!
- حضرت شیخ الہندؒ کیا کیا حسرتیں لے کر اس دنیا سے رخصت ہوئے؟
- علماء کرام اب بھی 'متحد' ہو جائیں تو

'اسلامی انقلاب' کی منزل دور نہیں!

٭ فرائض دینی کا جامع تصور ٭ رجم ٭ عورت کی دیت ، اور دیگر مسائل پر
ڈاکٹر اسرار احمد کی معرکۃ الآرا تحریروں اور خطبات کے علاوہ مورخِ اسلام
مولانا سعید احمد اکبر آبادی، ڈاکٹر ابوسلمان شاہجہان پوری، مولانا افتخار احمد فریدی، مہاجر کابل
قاری حمید انصاری، پروفیسر محمد اسلم، مولانا محمد منظور نعمانی، مولانا اخلاق حسین قاسمی دہلوی، مولانا
محمد زکریا، مولانا سید عنایت اللہ شاہ بخاری اور دیگر نامور علماء کرام اور اہلِ علم حضرات کی تحریروں پر مشتمل تاریخی مرقع

امیر تنظیم اسلامی ڈاکٹر اسرار احمد کے مبسوط مقدمے کے ساتھ

● ضخامت ۴۵۶ صفحات (نیوز پرنٹ) ● قیمت -/۴۰ روپے

'میثاق' اور 'حکمتِ قرآن' کے مستقل خریداروں کو یہ کتاب ۲۵ فیصد رعایت پر مبلغ -/۳۰ روپے
بذریعہ رجسٹرڈ ڈاک پیش کی جائے گی ـ ڈاک خرچ ادارے کے ذمے ہوگا ـ

نوٹ: کتاب چھپ کر آ گئی ہے. کراچی کے خریداران 'میثاق' و 'حکمتِ قرآن' یہ کتاب کراچی آفس
(۱۱ـ داؤد منزل نزد آرام باغ شاہراہ لیاقت) سے بارعایت حاصل کر سکتے ہیں۔

ملنے کا پتہ:

مکتبہ مرکزی انجمن خدام القرآن لاہور، ۳۶ کے ماڈل ٹاؤن لاہور

خطباتِ جمعہ

پچھلے ۲ ماہ کے دوران

امیر تنظیم اسلامی ڈاکٹر اسرار احمد

نے مسجد دارالسلام لاہور میں مسلسل آٹھ خطباتِ جمعہ میں

حقیقتِ ایمان

کے موضوع پر جو نہایت جامع اور مؤثر تقاریر فرمائی ہیں

اُن تقاریر کی کیسٹوں کا سیٹ تیار کر لیا گیا ہے

ہدیہ مکمل سیٹ -/۱۴۰ روپے علاوہ محصول ڈاک

ہدیہ مکمل سیٹ

عنوانات

۱۔ ایمان کے لفظی معنی اور اصطلاحی مفہوم

۲۔ ایمان کا موضوع ۔ مابعد الطبیعاتی مسائل

۳۔ ایمانیاتِ ثلاثہ، اور ان کا باہمی ربط

۴۔ ایمان کی دو قسمیں : قانونی اور حقیقی

۵۔ ایمان اور عمل کا باہمی تعلق

۶۔ ایمان حقیقی اور جہاد فی سبیل اللہ کا باہمی لزوم

۷۔ ایمان کا اصل حاصل ؛ ذہنی اطمینان اور قلبی سکون

۸۔ ایمان کی تحصیل کے دو طریق : تقلیدی اور اکتسابی

مکتبہ مرکزی انجمن خدّام القرآن لاہور فون : ۸۵۲۶۸۳

Jawad

We are manufacturing and exporting ready made garments (of all kinds including shirts, trousers, blouses, jackets, uniforms, hospital clothing; kitchen aprons), bedlinen, cotton bags, textile piece goods etc.

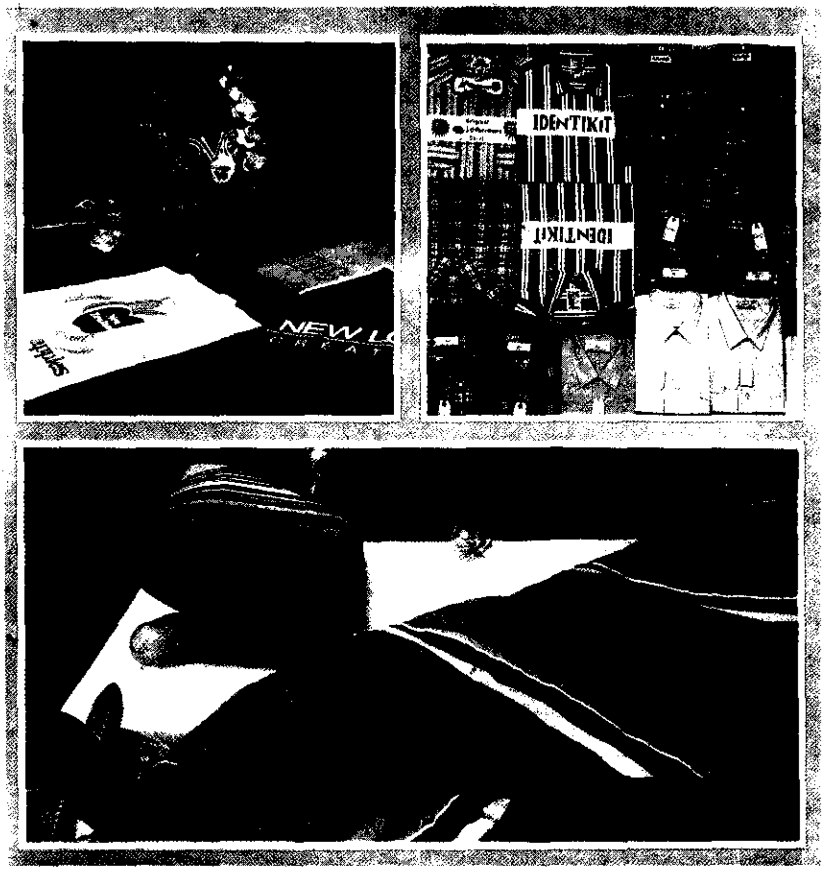

For further details write to :

M/s. Associated Industries (Garments) Pakistan (Private) Ltd.,

IV/C/3-A (Commercial Area),
Nazimabad,
Karachi - 18
Tele : 610220/616018/625594

MONTHLY
MEESAQ
LAHORE

Regd. L. No. 7360
Vol. 36 No.12
DECEMBER 1987

For Quality Products

ASIA

BATHROOM ACCESSORIES

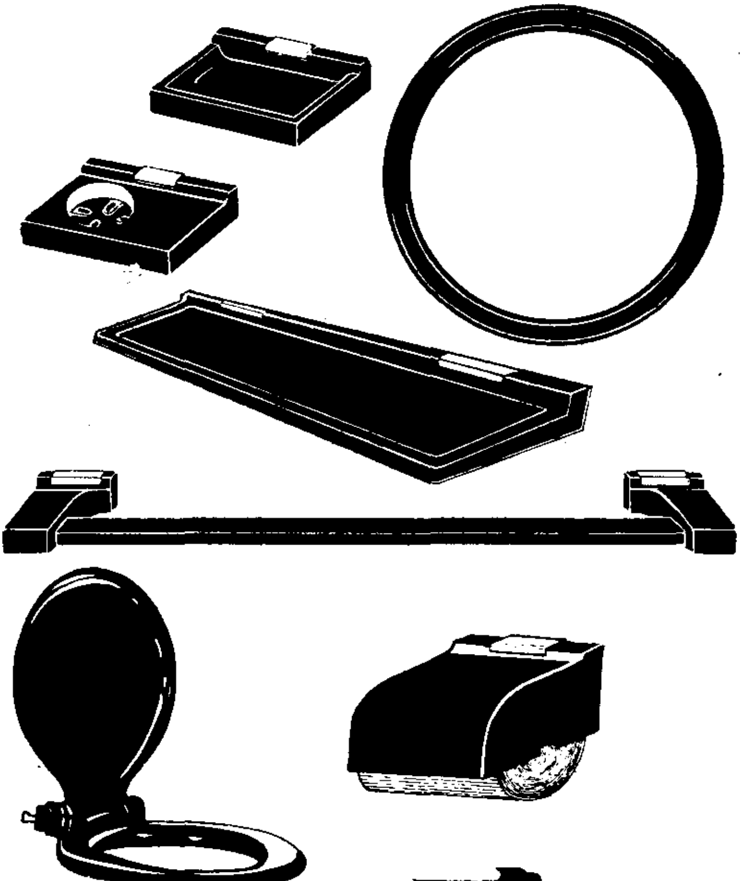

API

ASIA PLASTIC INDUSTRIES LAHORE